بفیض روحانی: تاجدارِ اہلِ سنت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ العزیز

سدا سنّیوں پہ ہو رحمت کی بارش — وہابی پہ بجلی گرا تاج والے
نہ لے کافروں سے مدد کوئی سُنّی — صلح کُل کا فتنہ مٹا تاج والے

(حضرت علامہ ہدایت رسول رام پوری علیہ الرحمہ)

دورِ حاضر کا سب سے بھیانک اور خطرناک فتنہ، فتنۂ صلح کلّیت کا شرح و بسط کے ساتھ تردید فرماتے ہوئے حضور مظہرِ اعلیٰ حضرت سرکار شیر بیشۂ اہلِ سنّت نے اس کتاب میں قرآن وحدیث اور فقہائے کرام کے اقوال وفرامین کی روشنی میں مضبوط دلائل سے نقاب کشائی کی ہے اور صلح کلّیوں کی جانب سے ہونے والے اعتراضات کا ترکی بہ ترکی دندان شکن جواب بھی مرحمت فرمایا ہے۔

# ردّ صُلحِ کُلّیّہ

## ماخوذ از فتاویٰ حشمتیہ


امام المناظرین حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج الشاہ

محمد حشمت علی خان صاحب

قادری برکاتی رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان پیلی بھیت شریف یوپی


باہتمام

خلیفہ حضور بدر ملت حضور تاج الشریعہ و علامہ میلسی صاحب قبلہ

حضرت مولانا صوفی عبد الصمد قادری رضوی نوری

قادری منزل، رضوی گلی، رفیع گنج، ضلع اورنگ آباد (بہار) موبائل: 9764135477


شائع کردہ

کُل ہند جماعت رضائے مصطفیٰ

131/5 وجے نگر، کانپور (یوپی) Mob: 9936478680, 9793288786

**بفیض روحانی:** تاجدارِ اہلِ سنت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ العزیز

سدا سنّیوں پہ ہو رحمت کی بارش　　　وہابی پہ بجلی گرا تاج والے
نہ لے کافروں سے مدد کوئی سُنّی　　　صلح کُل کا فتنہ مٹا تاج والے

(علامہ ہدایت رسول رامپوری علیہ الرحمہ)

دورِ حاضر کا سب سے بھیانک اور خطرناک فتنہ، فتنۂ صلح کلّیت کی شرح و بسط کے ساتھ تردید فرماتے ہوئے حضور مظہر اعلیٰ حضرت سرکار شیر بیشۂ اہلِ سنّت نے اس کتاب میں قرآن و حدیث اور فقہائے کرام کے اقوال و فرامین کی روشنی میں مضبوط دلائل سے نقاب کشائی کی ہے اور صلح کلّیوں کی جانب سے ہونے والے اعتراضات کا ترکی بہ ترکی دندان شکن جواب بھی مرحمت فرمایا ہے۔

# ردِّ صلح کلّیہ

## ماخوذ از فتاویٰ حشمتیہ

از: امام المناظرین حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج الشاہ **محمد حشمت علی خاں** صاحب
قادری برکاتی رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان، پیلی بھیت شریف (یوپی)

**باہتمام:** خلیفۂ حضور بدرِ ملّت، حضور تاج الشریعہ و علامہ میلسی صاحب قبلہ
حضرت مولانا صوفی **عبد الصمد** قادری رضوی نوری
قادری منزل، رضوی گلی، رفیع گنج، ضلع اورنگ آباد (بہار)
موبائل: 9764135477

**شائع کردہ:**

**جماعت رضائے مصطفیٰ، شاخ کان پور نگر**

سینٹرل آفس: نزد مسجد دین محمد، سوداگر پیٹھ، پھول گنج، کینٹ، کانپور (یوپی) انڈیا
Mob:9451255567 / 9793288786

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: **ردِّ صلح کلّیہ ماخوذ از فتاویٰ حشمتیہ**

تصنیف: امام المناظرین حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج الشاہ **محمد حشمت علی خاں** صاحب
قادری برکاتی رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان، پیلی بھیت شریف (یوپی)

تقدیم: خلیفۂ تاج الشریعہ حضرت مولانا انیس عالم صاحب قبلہ سیوانی
امام احمد رضا فاؤنڈیشن، لکھنؤ (یوپی)

باہتمام: حضرت مولانا صوفی عبد الصمد قادری رضوی نوری اورنگ آبادی

حسب فرمائش: عالمِ باعمل حضرت مولانا احسان الحق صاحب قادری رضوی
خطیب و امام انوار القرآن مسجد، بیگن واڑی، گوونڈی، ممبئی ۴۳

سنِ اشاعت: صفر المظفر ۱۴۴۵ھ/ مطابق ستمبر ۲۰۲۳ء

صفحات: 288

تعداد : گیارہ سو

کمپوزنگ: زبیر قادری (رابطہ:9867934085)
قاس

**مندرجہ ذیل حضرات سے کتاب حاصل کریں:-**

* مفتی ابوالحسن صاحب قبلہ رضوی-------7905845029
* حضرت مولانا احسان الحق صاحب ممبئی---8655717860
* مولانا محمد عاقل خاں صاحب، کان پور---9793288786
* مولانا حامد رضا صاحب قادری------7800635047
* فیضی بک ڈپو، بڑھئی پوروا---------7310136814
* حضرت مولانا دلشاد صاحب رضوی----6390515283
* غلام حسن رضوی، بکارو----------9031914037

# شرفِ انتساب

ماضی قریب کے اُن جلیل القدر و عظیم المرتبت دینی پیشواؤں کے نام جنھوں نے اللہ و رسول کی رضا و خوشنودی کی خاطر اپنے دور کے کفر و اِلحاد، بے دینی و بدعقیدگی اور صلح کلّیت و اِرتداد وغیرہ تمام فتنوں سے چوطرفہ لڑائی لڑکر مسلمانوں کا دین و ایمان بچانے کا بے مثال اور عظیم کارنامہ انجام دیا۔

**یعنی**

حامئ سنّت، ماحئ بدعت، قاطع وہابیت و دیوبندیت، مجدّدِ دین وملّت، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، شیخ الاسلام والمسلمین، حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج الشاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں قادری، برکاتی، بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۱۳۴۰ھ

تاجدارِ اہلِ سنّت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، آفتابِ رُشد و ہدایت، واقفِ اسرارِ شریعت و طریقت، امام المشائخ والفقہاء سیّدی و مرشدی سرکار حضور مفتئ اعظم حضرت علامہ شاہ ابوالبرکات آل رحمٰن محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری برکاتی نوری بریلوی قدس سرہٗ العزیز متوفی ۱۴۰۲ھ

ناصر الاسلام والمسلمین، سلطان المقررین، امام المناظرین، حضور شیر بیشۂ اہلِ سنّت حضرت علامہ مفتی الشاہ ابوالفتح محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی پیلی بھیتی علیہ الرحمۃ والرضوان متوفی ۱۳۸۰ھ

اطیب العلماء حضرت علامہ مفتی ابوطاہر محمد طیب صاحب قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان داناپوری ثم پیلی بھیتی مفتی جاورہ رتلام، ایم پی، متوفی ۱۳۹۷ھ

کی بارگاہوں میں یہ کتاب بطورِ نذر پیش کرتا ہوں۔

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

گدائے کوئے رضوی فقیر **عبد الصمد قادری** اورنگ آبادی عفی عنہ

۱۶/ذی القعدہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۵/جنوری ۲۰۲۳ء

یومِ وہابیت شکن دوشنبہ مبارکہ

# فہرست مضامین


| نمبر شمار | عناوین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۱ | تائید | 12 |
| ۲ | تقدیم | 18 |
| ۳ | صلح کلیت دورِ حاضر کا ایک خطرناک فتنہ | 23 |
| ۴ | صلح کلّیت کا خاکہ | 32 |
| ۵ | صلح کلّی کسے کہتے ہیں؟ | 34 |
| ۶ | بدمذہبوں، بے دینوں کی بدمذہبی اور بے دینی پر ردّ و ابطال نہ کرنے پر کیا وعید ہے؟ | 36 |
| ۷ | عالم پر رَد کرنا کب فرض ہے؟ جو عالم بے دینوں کا رَد نہ کرے اُس پر حکمِ الٰہی کیا ہے؟ | 36 |
| ۸ | تلاوتِ قرآن مجید کے بعد سب سے افضل و اعلیٰ کون سی عبادتِ الٰہی ہے؟ | 36 |
| ۹ | شریعت مطہرہ نے جس وقت جو کام واجب فرمایا ہے، اُس وقت اُسی کام کو عمل میں لانے سے برأت ہوسکتی ہے | 37 |
| ۱۰ | نمائشی درود شریف عبادتِ الٰہی نہیں | 37 |
| ۱۱ | منافقین کی منافقت کا فریب کس کے لیے ہے؟ | 37 |
| ۱۲ | صلح کلّی اپنی ملعون صلح کلّیت کا پرچار اس طرح کرتے ہیں | 38 |
| ۱۳ | مرتدین کی بے دینیوں، گستاخیوں و اِرتداد کے اظہار کو مولویوں کے جھگڑے کہنے والے | 38 |
| ۱۴ | کفّار و مشرکین، مرتدین، منافقین سے دُنیاوی معاملات کس طرح ادا ہوں | |
| ۱۵ | مرتدین و مبتدعین سے دنیاوی معاملات کی بنا پر موانست و موادت ہرگز جائز نہیں | 41 |

| | | |
|---|---|---|
| ۱۶ | حضرات علمائے اہلِ سنّت کے فتاویٰ مبارکہ پر عمل کرنا نجات و فلاحِ آخرت ہے | 43 |
| ۱۷ | صلح کلّی لیڈروں کا دنیائے سیاست وحالاتِ حاضرہ سے متعلق باطل نظریہ | |
| ۱۸ | کیا مذہب سے سیاست علٰیحدہ ہے؟ | 44 |
| ۱۹ | مشرکین ومرتدین کو صلح واتحاد کی دعوت پر قرآنِ عظیم کا حکم | 44 |
| ۲۰ | فرقہائے مرتدین کے ساتھ مسلمانوں کے اختلاف کیا آپسی اختلاف ہیں | 47 |
| ۲۱ | شبلی اعظم گڑھی کی مثنوی | 50 |
| ۲۲ | دین اسلام مذہب اہلِ سنّت کو قدیم دین کہہ کر پرانی جنتری کی طرح بدلنے کی کفری تعلیم | 56 |
| ۲۳ | پیر نیچر نے یورپ وامریکہ کی گندی گھنونی کفری تعلیم کو اپنانے کی دعوت دی | 58 |
| ۲۴ | الطاف حسین حالی کے نیچری شاعر بن جانے کا سبب | 59 |
| ۲۵ | حالی نے اپنی نظم مسدّس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اپنے جیسا کہا اور اپنی طرح عاجز ومجبور لکھا۔ (معاذ اللہ تعالیٰ) | 61 |
| ۲۶ | حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو صرف ایلچی ہونے کو بزرگی بتایا | 61 |
| ۲۷ | کفّار مؤمنین کے برابر ہرگز نہیں ہو سکتے | 63 |
| ۲۸ | اللہ ربّ العزت جلّ وعلا نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو لوحِ محفوظ میں تقدیر مبرم میں بھی تغیّر وتبدّل کا اختیار فرمایا ہے | 64 |
| ۲۹ | حضور سیّدنا غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بعطائے الٰہی لوحِ محفوظ میں تصرّف کے وسیع اختیارات رکھتے ہیں | 64 |
| ۳۰ | حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بندگانِ خاص ومقرّبانِ با اختصاص حضرات عرفائے اُمّت کا علم وسیع ایسا ہے کہ کائنات کا ذرّہ ذرّہ منکشف ہونے کے ساتھ غیب الغیب کے مشاہدے کے لیے کھلا ہوا دروازہ بن جاتا ہے۔ | 65 |

| | | |
|---|---|---|
| ۳۱ | حالی پانی پتی کے اشعار میں ملعون صلح کلّیت | 65 |
| ۳۲ | مسٹر جینا کا پیغام عید الفطر ۱۳۵۸ھ میں مذہبی دیوّث بن جانے کا پیغام | 68 |
| ۳۳ | پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک کا صحیح مفہوم | 70 |
| ۳۴ | حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے نزدیک مداہنت کیا ہے؟ | 72 |
| ۳۵ | تعصب کی تعریف | 72 |
| ۳۶ | کس کی صحبت میں بیٹھنا چاہیے اور کس سے دوستی کرنا چاہیے | 74 |
| ۳۷ | مؤمن کا کون سا عمل اللہ تبارک وتعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے | 75 |
| ۳۸ | دنیا وآخرت کی بھلائی کس طرح حاصل ہوگی؟ | 76 |
| ۳۹ | مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں | 78 |
| ۴۰ | تصلّب کی تعریف کیا ہے؟ | 78 |
| ۴۱ | اللہ جلّ شانہٗ کے وہ بندے کون ہیں جو اللہ کے دوست ہیں؟ | 81 |
| ۴۲ | جو اعمال کمالِ ایمان ہیں انھیں کو حالی نے اپنی شاعری میں جہالت و تعصّب ٹھہرایا | 82 |
| ۴۳ | اللہ ورسول کے حکم کو ماننا ہی ایمان واسلام ہے | 82 |
| ۴۴ | عنایت اللہ مشرقی کی کفری بولی | 85 |
| ۴۵ | مخلوقاتِ الٰہی پر احسان کس طرح کیا جائے؟ | 87 |
| ۴۶ | دُنیوی ترقیاں اگر اشاعت اسلام وتبلیغ سنّیت واعلائے کلمۃ اللہ کے لیے ہوں | 89 |
| ۴۷ | حالی نے شریعت اسلامیہ کے خلاف سائنسی باطل نظریات کو بھی تسلیم کرلیا | 90 |
| ۴۸ | سائنس اور فلسفہ کے اوہام کا بُطلان | 91 |
| ۴۹ | سائنسی وسوسات کاذبہ پر ایمان لانے کا شرعی حکم | 101 |
| ۵۰ | اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ الخ کی نہایت عمدہ تحقیقی بحث | 102 |
| ۵۱ | شبہات میں مبتلا ناواقف لوگوں اور معاند وہٹ دھرموں کے سمجھانے کا رویّہ میں کیا فرق ہونا چاہیے؟ | 103 |

| | | |
|---|---|---|
| ۵۲ | یہ کہنا کہ حضور نے اپنے دشمن کو بھی بُرا نہ کہا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افترا ہے | 105 |
| ۵۳ | حضور کے دشمنوں کا ردّ کرنے کے آیاتِ قرآنیہ سے دلائل | 106 |
| ۵۴ | کسی کافر کو کافر نہ کہنا، اس قول کی تفصیل | 108 |
| ۵۵ | خُلقِ محمدی کیا ہے؟ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) | 109 |
| ۵۶ | خلقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مکتوباتِ امام ربّانی علیہ الرحمہ | 111 |
| ۵۷ | بہت سے مدعیّانِ ایمان کے قتل وقتال پر صحابۂ کرام کا اجماع | 120 |
| ۵۸ | بدمذہبوں سے متعلق حضرت ملّا علی قاری علیہ الرحمہ کی ایمان افروز تحریر | 125 |
| ۵۹ | مدارات و مداہنت کا فرق تفسیر عزیزی کی روشنی میں | 129 |
| ۶۰ | بدمذہبوں کے مشہور پیشواؤں پر سختی کے فائدے | 134 |
| ۶۱ | حضور اعلیٰ حضرت کے دور میں کن کن بدمذہبوں اور فتنوں نے سر اُٹھایا؟ | 135 |
| ۶۲ | مُدارات اور مُداہنت کا حکم | 137 |
| ۶۳ | آیاتِ مبارکہ اور احادیث کریمہ میں بدمذہبوں کی ترہیب وتادیب | 138 |
| ۶۴ | ''صاحب فتح الباری'' کا ''نرمی'' سے متعلق قول | 140 |
| ۶۵ | ''شدّت'' اگرچہ بدمذہبوں کو فائدہ نہ دے مگر اس سے ان کا زور ٹوٹا ہے | " " |
| ۶۶ | بدمذہب کے ساتھ مُداہنت | 142 |
| ۶۷ | عام مصلحت اور عمومی فوائد کے حصول | " " |
| ۶۸ | مُرتدوں، بے دینوں کے ساتھ محبت ومؤدت کے متعلق حکم | 143 |
| ۶۹ | صلح کلّیوں کو صلح حدیبیہ سے استدلال | 145 |
| ۷۰ | آج کل کے کلمہ گو مرتدّین کو زمانۂ اقدس کے منافقین پر قیاس کرنے کا حکم | " " |
| ۷۱ | امر منسوخ سے استدلال | 146 |
| ۷۲ | علمائے اہلِ سنّت کا بے دینوں کا ردّ میں تصنیفیں فرمانا | 147 |
| ۷۳ | تغییر منکر کے تین طریقے | " " |
| ۷۴ | صحابۂ کرام، تابعین وتبع تابعین کا منکراتِ شرعیہ کی تغییر کرنا | " " |

| | | |
|---|---|---|
| ۷۵ | ہٹ دھرم عیسائی کا اشتہار پیش کرنا | 148 |
| ۷۶ | عیسائی کے اشتہار کا سر سید احمد خاں کے قلم سے ناقص اور مہمل جواب | 149 |
| ۷۷ | تمام ضروریاتِ دین کا انکار کر کے صرف زبان سے کلمہ پڑھ لینا | 150 |
| ۷۸ | کلمۂ توحید پڑھنے سے کیا مراد ہے؟ امام حسن بصری علیہ الرحمہ کا ارشادِ مبارک | 151 |
| ۷۹ | محدّثین کرام کے نزدیک کلمۂ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھنے کا مطلب | " " |
| ۸۰ | مسائلِ دینیہ ضروریہ کا جھٹلانا | 153 |
| ۸۱ | خوارج وروافض وغیرہم کا ظہور | 154 |
| ۸۲ | مسلمان کہلانے والے فرقوں سے جتنے مسائل میں اختلاف ہے | 155 |
| ۸۳ | عیسائی کے اشتہار کا تحقیقی جواب والزامی جواب | 156 |
| ۸۴ | حضرت مجددِ الف ثانی قدس سرّہٗ کا ارشاد | 157 |
| ۸۵ | حق گوئی سے خاموشی | 158 |
| ۸۶ | مُدعیانِ ایمان مرتدین پر حکمِ کفر اور ان کو قتل کرنے کا ثبوت عہدِ خلافتِ راشدہ سے | 159 |
| ۸۷ | دنیا کی ظاہری دھوم دھام | 161 |
| ۸۸ | مسلمین کی شوکت کس امر میں مرکوز ہے؟ | 163 |
| ۸۹ | حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیحت | " " |
| ۹۰ | دین فروش ودنیا خر مُلّا نوں کے متعلق حضرت امام ربّانی کا ارشادِ گرامی | 164 |
| ۹۱ | حضراتِ انبیائے کرام کا طریقۂ تبلیغ | 165 |
| ۹۲ | اسلامی شوکت بدمذہبوں کے ساتھ میل جول ہونے پر موقوف نہیں | 167 |
| ۹۳ | دُنیوی حالت کا سنبھلنا | 168 |
| ۹۴ | اَھْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ مِثْلَ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ | 169 |
| ۹۵ | حضراتِ اہلِ بیت سے محبت کے فائدے | 170 |
| ۹۶ | جماعتِ علما سے مراد | 171 |

| | | |
|---|---|---|
| ۹۷ | نصاریٰ و آریہ کی مدافعت | 174 |
| ۹۸ | ایک فرض کے لیے دوسرے فرض کا ترک | " " |
| ۹۹ | ایک حرام کو مٹانے کے لیے دوسرے حرام کا ارتکاب | 176 |
| ۱۰۰ | مسئلۂ حبّ و بُغض پر بعض ضروری کلام | 177 |
| ۱۰۱ | سچا اتحاد قائم کرنے کی تین صورتیں | 178 |
| ۱۰۲ | احقاقِ حق کے لیے صرف عقائد و مسائل بیان کرنا | 181 |
| ۱۰۳ | صدہا مسائل میں مخالف کے قول کو بغیر نقل کیے ہوئے | 182 |
| ۱۰۴ | امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں مذہب اعتزال کے خلاف احقاقِ حق | 183 |
| ۱۰۵ | مسلمانانِ اہلِ سنّت کو آپس میں متّحد رہنے کی تاکید | 186 |
| ۱۰۶ | حضرات مُتصلّبین علمائے اہلِ سنّت ہی پاسبانِ مذہب وملّت ہیں | 188 |
| ۱۰۷ | بعض جاہل صوفی نما گمراہ | 189 |
| ۱۰۸ | کیا ردِّ بدمذہباں مولویوں کا جھگڑا ہے؟ | 190 |
| ۱۰۹ | با مسلماں اللہ اللہ! با برہمن رام رام | " " |
| ۱۱۰ | کیا شریعت کے احکام سے پیر فقیر صوفی مرشدین علیحدہ ہیں | 192 |
| ۱۱۱ | بعض عرفاء نے اپنے کلام میں جو اپنے آپ کو سب سے بدتر لکھا ہے اس کا ایمان افروز مفہوم | 195 |
| ۱۱۲ | بدمذہبوں پر شِدّت وغِلظَت | 196 |
| ۱۱۳ | ایسا شخص اگر عمر بھر اللہ اللہ کرتا رہے تو | 198 |
| ۱۱۴ | کشف والہام، وجد وحال کی کیفیتیں | 199 |
| ۱۱۵ | تصفیہ قلب وتزکیہ روح کا طریقہ | 201 |
| ۱۱۶ | قلب وروح کا تصفیہ وتزکیہ کن صورتوں میں ممکن ہے؟ | " " |
| ۱۱۷ | نجاتِ اُخروی | 203 |

| | | |
|---|---|---|
| ۱۱۸ | مسلمان کہلانے والے فرقوں میں نجات پانے والا کون سا فرقہ ہے؟ | 203 |
| ۱۱۹ | وہ کون سے مُلّے ہیں جنھوں نے۔۔۔۔۔ | 204 |
| ۱۲۰ | سُکر والوں کے کلام سے۔۔۔۔ | 205 |
| ۱۲۱ | اعتقادات میں مداہنت و پالیسی | 206 |
| ۱۲۲ | حضور نے اسلامی شاعروں کو۔۔۔۔ | 207 |
| ۱۲۳ | حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو۔۔۔۔ | 208 |
| ۱۲۴ | احکام شرعیہ پر عمل کیے بغیر۔۔۔۔ | 214 |
| ۱۲۵ | سرکار اعلیٰ حضرت کی مبارک وصیّت | 215 |
| ۱۲۶ | صلح کلّیت | 218 |
| ۱۲۷ | حضور بدرِ ملت کا تصلّب | 221 |
| ۱۲۸ | ضمیمہ از راقم فقیر قادری عفی عنہ | 222 |
| ۱۲۹ | اہلِ بیت کے نام پر رافضیت کے فروغ | " " |
| ۱۳۰ | رافضیو ں کے عقائد اور ان کا شرعی حکم | 224 |
| ۱۳۱ | مسجد قیامت تک مسجد ہی رہے گی | 226 |
| ۱۳۲ | حضور محدثِ کبیر کا ایک اہم فتویٰ | 227 |
| ۱۳۳ | رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکم قطعی یقینی | 229 |
| ۱۳۴ | تحریک منہاج القرآن اور طاہر الپادری کا فتنہ | 230 |
| ۱۳۵ | طاہری فتنہ سے متعلق تاج الشریعہ کا بیان | 234 |
| ۱۳۶ | طاہری فتنہ سے متعلق محدثِ کبیر کا بیان | 236 |
| ۱۳۷ | طاہر الپادری کے متعلق تاج الشریعہ کا فتویٰ | 240 |
| ۱۳۸ | طاہر کی گمراہی | 242 |
| ۱۳۹ | سیدسراواں کے ابومیاں کے متعلق شرعی فتویٰ | 243 |
| ۱۴۰ | سیدسراواں والے افکار ونظریات پر دو کتابیں | 248 |

| | | |
|---|---|---|
| ۱۴۱ | ارتداد کے اسباب | 248 |
| ۱۴۲ | بمبئی کی علماء کونسل کا فتنہ | 250 |
| ۱۴۳ | علماء کونسل کے دستور کی اہم دفعہ | 251 |
| ۱۴۴ | مولوی ظہیر الدین اور سنّی دعوتِ اسلامی کے امیر شاکر صاحب کے متعلق | 252 |
| ۱۴۵ | محدثِ کبیر کا بیان | 257 |
| ۱۴۶ | اس دورِ کفر والحاد میں فتنۂ ارتداد | 259 |
| ۱۴۷ | مفتی شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمہ کا ایک ایمان افروز واقعہ | 262 |
| ۱۴۸ | حضور شیر بیشۂ اہلِ سنّت کا ایک اہم کارنامہ | 266 |
| ۱۴۹ | وہابی دیوبندی رافضی وغیرہم کے متعلق احکامِ شرعیہ | 270 |
| ۱۵۰ | تصویر کشی اور ویڈیو گرافی کو جائز سمجھنے والے افراد پر شرعی حکم | 275 |
| ۱۵۱ | سی سی ٹی وی کیمرہ لگانے کا شرعی حکم | 277 |
| ۱۵۲ | حق گوئی اور بے باکی پر لاکھوں ریاضتیں قربان | 279 |
| ۱۵۳ | نعت شریف از حضور شیر بیشۂ اہل سنّت | 281 |
| ۱۵۴ | منقبت۔ بارگاہِ غوثیت میں استغاثہ | 282 |
| ۱۵۵ | منقبت درشانِ حضور اعلیٰ حضرت | 283 |
| ۱۵۶ | کتاب ردِّ صلح کلّیہ خنجر خوں خوار برق بار | 287 |
| ۱۵۷ | محدثِ کبیر دام ظلّہٗ فرماتے ہیں۔۔۔ | 287 |
| ۱۵۸ | گستاخو! توبہ کرلو، ابھی وقت ہے | 288 |
| ۱۵۹ | فقیر قادری کی اشاعتی سرگرمیاں | |


✵ ✵ ✵ ✵ ✵

# تائید

## از تلمیذ رشید حضور بدرِ ملّت

## حضرت مولانا مفتی ابوالحسن صاحب قادری رضوی مدظلہ العالی

دار العلوم امجدیہ رضویہ گھوسی ضلع مئو (یوپی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ط

اربابِ اسلام کا مستحکم نظریہ اور اجماعی موقف ہے کہ کفر و ایمان دو متضاد الفاظ ہیں۔ ان دونوں کے درمیان کوئی واسطہ نہیں کہ اسے کفر و ایمان کا درمیانی مقام مل جائے لہٰذا جو کفر کرے وہ کافر ہی ہے اور ایمان قبول کرنے والا مومن ہی ہے۔ یہ محال ہے کہ کوئی مومن ہو اور کافر بھی یا مومن بھی نہ ہو، کافر بھی نہ ہو۔ مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: اَقُوۡلُ وباللہ التوفیق توضیح اس دلیل کی عَلٰی حَسۡبِ مَرَامِھِمۡ (ان کے مقاصد کے مطابق) یہ ہے کہ کافر نہیں مگر وہ جس کا دین کفر ہے اور کوئی آدمی دین سے خالی نہیں نہ ایک وقت میں دو دین ہوسکیں۔ کیونکہ کفر و اسلام ایک انسان کی بہ نسبت نقیض کی دو طرفوں پر ہیں، نہ تو یہ ہمیشہ جمع ہو سکتے ہیں اور نہ ہی مرتفع۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:۔ یا وہ شاکر ہوگا یا کافر۔ دوسرے مقام پر فرماتا ہے:۔ ہم نے ایک آدمی کے سینے میں دو دل نہیں بنائے۔ (فتاویٰ رضویہ مترجم، ج:۶، ص:۱۲۷)

پھر کافر کو کافر ماننا یوں ہی مومن کو مومن جاننا ضروریاتِ دین سے ہے یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ کافر، کافر ہے اور مومن، مومن ہے اشد ضروری ہے۔ مفتی الشاہ محمد امجد علی اعظمی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں:۔ مسلمان کو مسلمان، کافر کو کافر جاننا ضروریاتِ دین سے ہے۔ اگرچہ کسی خاص شخص کی نسبت یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان یا معاذ اللہ کفر پر ہوا تاوقتیکہ اس کے خاتمہ کا حال دلیلِ شرعی سے ثابت نہ ہو۔ مگر اس سے یہ نہ ہوگا کہ جس شخص

نے قطعاً کفر کیا اس کے کفر میں شک کیا جائے کہ قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ اوّل، ص: ۱۸۵)

اسی کو امام قاضی عیاض قدس سرہٗ نے شفا شریف میں فرمایا:

اَلْاِجْمَاعُ عَلٰی کُفْرِ مَّنْ لَمْ یُکَفِّرْ اَحَدًا مِنَ النَّصَارٰی وَالْیَھُوْدَ وَکُلَّ مَنْ فَارَقَ دِیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَوْ وَقَفَ فِیْ تَکْفِیْرِھِمْ اَوْ شَكَّ فِیْهِ وَالتَّکْذِیْبُ وَالشَّكُّ فِیْهِ لَا یَقَعُ اِلَّا مِنْ کَافِرٍ ٥

یعنی اس کے کفر پر اجماع ہے جو یہود و نصاریٰ یا مسلمان کے دین سے جدا ہونے والے کو کافر نہ کہے یا اس کے کافر ہونے میں شک کرے یا توقف کرے۔

امام قاضی ابوبکر باقلانی نے اس کی وجہ یہ بتائی کہ نصوصِ شرعیہ و اجماعِ امّت ان لوگوں کے کفر پر متفق ہیں تو جو ان کے کفر میں توقف کرتا ہے وہ نصِّ شریعت کی تکذیب کرتا ہے یا اس میں شک کرتا ہے اور یہ امر کافر ہی سے صادر ہوتا ہے۔

اور انہوں نے ہی فرمایا:

کُفِّرَ مَنْ لَمْ یُکَفِّرْ مَنْ دَانَ بِغَیْرِ مِلَّةِ الْاِسْلَامِ اَوْ وَقَفَ فِیْھِمْ اَوْ شَكَّ اَوْ صَحَّحَ مَذْھَبُھُمْ وَاِنْ اَظْھَرَ الْاِسْلَامَ وَاعْتَقَدَ اِبْطَالَ کُلُّ مَذْھَبٍ سَوَاہُ فَھُوَ کَافِرٌ بِاِظْھَارِ مَا اَظْھَرَ مِنْ خِلَافِ ذٰلِكَ اھ۔ کہ وہ شخص کافر ہے جو ان لوگوں کو کافر نہ کہے جو غیر ملّت اسلام کا اعتقاد رکھتے ہیں یا ان کے کفر میں شک لائے یا ان کے مذہب کو ٹھیک بتائے اگرچہ اپنے کو مسلمان کہتا اور مذہب اسلام کی حقانیت اور اس کے سوا سب مذہبوں کے باطل ہونے کا اعتقاد ظاہر کرتا ہو کہ اس نے بعض منکر ضروریاتِ دین کو جب کافر نہ جانا تو اپنے اظہار کے خلاف ظاہر کر چکا۔ (فتاویٰ رضویہ مترجم، ج: ۱۵، ص: ۴۴۳، ۴۴۴)

اور واضح رہے کہ کافر کو کافر اور مومن کو مومن کہنا جائز و درست ہے بلکہ حسبِ ضرورت کہنا بھی چاہیے جیسا کہ منشائے رحمان بھی ہے۔ خود اللہ رب العزت نے کافروں کو کافر اور مومنوں کو مومن کہہ کر خطاب فرمایا۔ چند شواہد ملاحظہ ہوں۔ وہ فرماتا ہے:

قُلۡ یٰۤاَیُّهَا الۡکٰفِرُوۡنَ ط لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ۔ یعنی محبوب! تم فرماؤ اے کافرو! اس کو میں نہیں پوجتا جس کو تم پوجتے ہو۔ اور فرماتا ہے: لَا تَعۡتَذِرُوۡا قَدۡ کَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِیۡمَانِکُمۡ اِنۡ نَّعۡفُ عَنۡ طَآئِفَةٍ مِّنۡکُمۡ نُعَذِّبۡ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمۡ کَانُوۡا مُجۡرِمِیۡنَ۔ (سورہ توبہ، آیت:٦٦) یعنی بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔ اگر ہم تم میں سے کسی کو معاف کریں تو اوروں کو عذاب دیں گے اس لیے کہ وہ مجرم تھے۔

نیز ایمان والوں کو ایمان والا کہہ کر ان کا حسنِ انجام ان کے لیے اعزاز و انعام اور کافروں کو کفر والا اور ان کا بُرا انجام بار بار بیان کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوۡبٰی لَهُمۡ وَحُسۡنُ مَاٰبٍ۔

(الرعد، آیت:٢٩)

یعنی وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کو خوشی ہے اور اچھا انجام۔

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدۡخِلَنَّهُمۡ فِی الصّٰلِحِیۡنَ۔

(العنکبوت، آیت:٩)

یعنی اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ضرور ہم انہیں نیکوں میں شامل کریں گے۔ تفسیر میں بیان کیا گیا یعنی نیک کاروں کا حشر ان شاء اللہ انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمۡ مِّنَ الۡجَنَّةِ غُرَفًا تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا نِعۡمَ اَجۡرُ الۡعٰمِلِیۡنَ۔ (العنکبوت، آیت:٥٨)

یعنی اور بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ضرور ہم انہیں جنّت کے بالاخانوں پر جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، ہمیشہ ان میں رہیں گے، کیا ہی اچھا اجر کام والوں کا۔

فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیۡهِمۡ اُجُوۡرَهُمۡ وَیَزِیۡدُهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ وَاَمَّا الَّذِیۡنَ اسۡتَنۡکَفُوۡا وَاسۡتَکۡبَرُوۡا فَیُعَذِّبُهُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا۔

(النساء، آیت ١٧٣)

یعنی تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کی مزدوری انہیں بھرپور دے کر اپنے فضل سے انہیں اور زیادہ دے گا۔ اور وہ جنہوں نے نفرت اور تکبر کیا تھا انہیں دردناک سزا دے گا۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنَ۔ (جاثیہ، آیت ۳۰)

یعنی تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کا رب انہیں اپنی رحمت میں لے گا۔ یہی کھلی کامیابی ہے۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ۔ (جاثیہ، آیت:۳۱)

یعنی اور جو کافر ہوئے ان سے فرمایا جائے گا، کیا نہ تھا کہ میری آیتیں تم پر پڑھی جاتی تھیں تو تم تکبر کرتے تھے۔ اور تم مجرم لوگ تھے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ (بقرہ، آیت:۳۹)

یعنی اور وہ جو کفر کریں گے اور میری آیتیں جھٹلائیں گے وہ دوزخ والے ہیں۔ ان کو ہمیشہ اس میں رہنا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ (بقرہ، آیت:۸۲)

یعنی اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ جنت والے ہیں۔ انہیں ہمیشہ اس میں رہنا۔

ساتھ ہی یہ حکم مصرح ہے بلکہ تاکید ہے کہ کافروں سے دوری اور بیزاری رکھی جائے، ان سے صحبت و موالات، دوستی و مدارات نہ رکھی جائے، دینی معاملات صرف اور صرف مومنوں سے رکھے جائیں۔ خصوصاً گستاخانِ خدا اور رسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم و مرتدین زمانہ سے تنکا توڑ علیٰحدگی رکھی جائے۔

چنانچہ اللہ عزّوجل فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا۔

(نسآء، آیت: ۱۴۳)

یعنی اے ایمان والو! کافروں کو دوست نہ بناؤ مسلمان کے سوا۔ کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کے لیے صریح حجت کرلو۔

اور فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ۔

(ممتحنہ، آیت:۱)

یعنی اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

بلکہ ان کے ساتھ نشست و برخاست، ان سے تال میل سے بھی منع فرمایا۔ چنانچہ فرماتا ہے: فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔

یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو۔

اور فرماتا ہے: وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ۔ اور ظالموں کی طرف جھکاؤ نہ رکھو کہ آگ تمہیں پکڑے گی۔

الحاصل جو کافر ہے وہ مومن نہیں۔ کافر کو کافر ماننا ضروری ہے۔ کافر کے ساتھ میل جول، موالات رکھنا ممنوع ہے۔ کافر کی صحبت سخت مضر ہے اس سے دوری اپنانا مطلوبِ شرع ہے۔

مگر افسوس صد افسوس! کچھ ابنائے وقت، زر پرست، دنیادار، مذہب و ملّت کے غدار طاہر القادری اور علماء کونسل جیسے ایمان فروش ایسے پیدا ہو گئے ہیں جو کفر و ایمان کو ایک بنا دینے کی تگ و دو میں لگے ہوئے ہیں۔ جو لوگوں کو کنفیوز کر کے مومن اور کافر کے درمیان کا فرق اُٹھا رہے ہیں۔ مشرک، کافر، مرتدین دہر، وہابیہ، دیوبندیہ، رافضیہ، مودودیہ، تبلیغیہ، ندویہ، سلفیہ وغیرہم سے تعلقات استوار کرتے، ان سے میل جول کرتے اور مرتدوں کی تکفیر سے منہ چُراتے ہیں۔ یہ لوگ اصطلاح میں صلح کلّی ہیں۔ یہ اہلِ حق کے لیے زہر ہیں۔ ان سے بیزار رہنا، ان سے علیٰحدہ رہنا نہایت ضروری ہے۔ حضور تاج الشریعہ قدس سرہ نے ان

کی نقاب کشائی کرتے ہوئے فرمایا۔

صلح کلّی نبی کا نہیں سنّیو! | سنّی مسلم ہے سچّا نبی کے لیے

حضور تاج الشریعہ قدس سرہٗ کی تعلیمات ان کی روش اور ان کی سنّت اپناتے ہوئے آج صلح کلّیوں کا ردو ابطال، ان کی حقیقت کشائی وقت کی اہم ضرورت ہے۔اس لیے کہ یہ اپنے مکر و کید اور دسیسہ کاریوں سے سنّیوں کو کمزور کرتے، ان کا عقیدہ متزلزل کرتے ہیں۔ پھر ان کو اپنی ہی طرح مرتدوں، وہابیوں، دیوبندیوں، رافضیوں کا ہم پیالہ و ہم نوالہ بناتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں بھولے بھالے سنّی بدمذہب اور بدعقیدہ کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ بھلا ہو صوفی باصفا مرید و شیدائے سرکار مفتیٔ اعظم، خلیفہ حضور بدرِ ملّت حضرت مولانا عبد الصمد صاحب قبلہ قادری اورنگ آبادی دام مجدہٗ وفضلہ کا کہ ماشاء اللہ آپ عملاً نہایت متصلب سنّی ہیں۔ بدمذہبوں اور بدعقیدوں کا ردو ابطال کرنے میں بڑے ایکسپرٹ ہیں۔ان کے اسی جذبۂ دروں کا واضح نمونہ ہے کہ صلح کلّیوں کے رد میں رسالہ ہٰذا کو اپنے اہتمام وانتظام میں منظر عام پر لا رہے ہیں۔اس رسالہ میں آج سے تقریباً ۸۵ ؍سال قبل کا مدلّل و مفصّل، حقّانی، عرفانی اور نورانی فتویٰ مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہلِ سنّت حضرت علامہ مفتی محمد حشمت علی خاں قادری رضوی لکھنوی ثم پیلی بھیتی کا تحریر فرمودہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ عزّوجل اس کتاب کے ذریعے دورِ حاضر کے مسلمانوں کو صلح کلّیت اور ارتداد کے بھیانک اور خطرناک فتنے سے بچنے بچانے کی توفیق مرحمت فرمائے اور اس دینی خدمت کو قبول فرمائے اور اس کارِ خیر میں دامے، درمے، سخنے حصہ لینے والوں کو علم، عمر، رزق اور عملِ خیر میں گونا گوں اضافہ فرمائے اور استقامت علی الحق کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سیّد المرسلین وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین۔

**محمد ابوالحسن قادری رضوی** غفرلہ

خادم الافتاء طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، مئو (یوپی)

۳؍ذی الحجہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۲؍جون ۲۰۲۳ء

# تقدیم

## از فاضل بغداد حضرت مولانا انیس عالم صاحب قبلہ سیوانی

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَکْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ط

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور جانتے ہوئے حق کو نہ چھپاؤ۔''

انسانوں میں بعض تو وہ ہیں جو حق کا اقرار کرتے ہیں اور حتّی المقدور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ طبقہ اہلِ ایمان کا ہے۔ بعض وہ ہیں جو حق و ناحق جانتے ہیں اور اقرار بھی کرتے ہیں کہ یہ صحیح اور یہ غلط ہے لیکن عمل میں کوتاہی برتتے ہیں۔ یہ طبقہ غافل اہلِ ایمان کا ہے۔ ایک گروہ وہ ہے جو صحیح غلط کو جانتا ہے لیکن حق قبول نہیں کرتا اور باطل کی تردید سے جان چھڑاتا ہے۔ یہ وہ باطل گروہ ہے جو حق و باطل کے امتیاز کو ختم کر کے صحیح اور غلط کا مجموعہ تیار کرنا چاہتا ہے۔

اہلِ علم بخوبی جانتے ہیں کہ یہ صلح کلّیوں کا گروہ ہے جو کھُل کر نہ صحیح بات تسلیم کرتا ہے اور نہ غلط کو غلط مانتا ہے بلکہ گھما پھرا کر ایسی بات کرتا ہے کہ سننے والا حق اور باطل میں امتیاز نہ کر سکے۔

اس طبقے والوں کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ سب خوش اور راضی رہیں۔ اگر احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کریں گے تو ایک طبقہ خوش ہوگا اور دوسرا ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ یہ گروہ اپنی بات منوانے کے لیے مختلف اور متعدد حیلے بہانے کا سہارا لیتا ہے۔

عام طور پر اس نظریہ کے حامل افراد یہ کہتے ہوئے ملیں گے کہ کسی کو بُرا کہنے سے کیا

ملے گا؟ اپنا کام کیجیے، خود ہی رَد ہو جائے گا۔ دوسروں کی بجائے اپنی فکر کیجیے۔ مثبت فکر اختیار کیجیے۔ دوسروں کے رَد و طرد سے اپنا ہی نقصان ہے۔

کبھی یہ بہانے بناتے ہیں کہ ہم رَدّ سے منع نہیں کرتے، لیکن رَدّ وہ کرے جو دلائل کے ساتھ اپنی بات کہنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو عالم، علّامہ اور مناظر ہو، وہ رَد کرے، باقی مسلمان گول مول بات کریں، جس سے سب خوش رہیں۔

بعض لوگ اس بات کے متمنّی ہیں کہ گمراہ، بد دین فرقہ کے افراد کے ساتھ آپس میں میل ملاپ اور اتحاد و اشتراکِ عمل میں کوئی حرج نہیں۔ حالانکہ اس طرح کے خیالات مذہب و مسلک کے لیے سخت مضر اور نقصان دہ ہیں۔ اور اس قسم کی فکر کسی متدّین اور متصلّب مذہبی آدمی کی نہیں ہو سکتی۔ مذہب صلح کُل کو نہیں پسند کرتا۔ اگر صلح کُل کا نظریہ صحیح مان لیا جائے، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ صحیح بھی صحیح اور غلط بھی صحیح۔

یہ سوچ درحقیقت نفاق اور منافقت کے بطن سے پیدا ہوتی ہے۔

ہندوستان میں شیعہ اور اہلِ سنّت و جماعت کے بعد اُنیسویں صدی میں گمراہ فرقوں کا ایک نہ تھمنے والا سیلاب وجود میں آیا۔ ایک فرقہ جو اپنے آپ کو اہلِ حدیث یا سلفی کہتا ہے، جب کہ اس کا صحیح نام وہابی اور غیر مقلّد ہے۔ شروع میں جب مولوی اسمٰعیل دہلوی نے برصغیر ہند میں اس کا آغاز کیا تو عام مسلمانوں نے اسے ردّ کر دیا۔ چونکہ مسلمان صوفیائے کرام اور خانقاہوں سے وابستہ تھے۔ جب کہ فرقۂ وہابیہ غیر مقلدہ صوفیاء کے خلاف تھا۔ وہابیوں نے جب محسوس کیا کہ عام مسلمانوں کو وہابی بنانا، خانقاہوں سے الگ کرنا بہت مشکل ہے تو پھر نئی چال چلی اور وہابیت کی کئی شاخیں نکالی گئیں۔ جس میں دیوبندیت، چکڑالویت، قادیانیت، مودودیت، نیچریت..... یہ سارے گروہ اہلِ سنّت کے خلاف میدانِ عمل میں اُتارے گئے۔ ان سب کا ایک ہی مقصد اور منشا تھا کہ سنّیت ختم ہو جائے یا کم از کم کمزور ہو جائے۔

مولوی مملوک علی دہلوی کے شاگرد مولوی قاسم نانوتوی نے دارالعلوم دیوبند کے ذریعے مسلمانوں میں مولویوں کی ایسی جماعت تیار کرنے کی منصوبہ بندی کی جو اوپر سے

مسلمان اور مولانا نظر آئیں اور اندر سے اسلام کے بنیادی معتقدات کی جڑیں کھود ڈالیں۔ جس کی مثال ''تحذیر الناس'' کی وہ عبارت ہے جس میں ملّائے دیوبند نے خَاتَمُ النَّبِیّٖین کی تفسیر وتشریح ہی بدل ڈالی۔ انکارِ ختم نبوت کی ایسی حیلہ تراشی کی کہ مرزائے قادیان، غلام احمد قادیانی کو دعوائے نبوت کا موقع مل گیا۔ غرضیکہ دیوبندی مکتبۂ فکر نے مذہبی دنیا کو متاثر کرنے اور انھیں وہابیت سے قریب کرنے کی سازش یہ کی کہ خود کو حنفی اور صوفی ظاہر کیا اور اس طرح حنفی اور صوفی بن کر سنیّوں کو وہابی بنانے کی تدبیر کی۔ دوسری طرف مولوی مملوک علی کے دوسرے شاگرد مسٹر سید احمد خاں کولہی علی گڑھی نے انگریزی تعلیم اور مسلمانوں کے معاشی حالات کی اصلاح کے بینر تلے نیچریت کو انگریزی داں طبقے میں پھیلانے کی مذموم سعی کی۔ دیوبندی کا ایک دُم چھلّا مسٹر مودودی جس نے وہابیت کو ایک نئے لباس میں پیش کرنے کی کوشش کی۔ مزید تبلیغی جماعت وغیرہ وغیرہ مختلف جماعتیں اور گروہ پیدا کیے گئے، تاکہ مسلمانوں میں فرقہ بندی ہو اور جماعتی شیرازہ منتشر ہو سکے۔ ان سب کے باوجود مسلمان اپنے بزرگوں کے دامن سے وابستہ رہا۔ اور وہابیہ، دیابنہ، قادیانیہ، مودودیہ وغیرہ فرقوں سے اپنے کو دور رکھنے، سلام وکلام، شادی بیاہ وغیرہ اسی طرح دیابنہ کے ذبیحہ کھانے سے احتراز برتتا رہا۔

غرضیکہ گمراہ اور باطل فرقے کروڑہا کروڑ روپئے خرچ کرنے اور تمام اثر ورُسوخ استعمال کے باوجود عام مسلمانوں کو مکمل طور پر گمراہ کرنے میں ناکام رہے۔ تب انھوں نے ایک نیا پلان تیار کیا۔ اس پلان کا نام ''ندوۃ العلماء'' رکھا گیا۔ اس تنظیم کی بنیاد اس لیے رکھی گئی تاکہ جتنے فرقے کلمہ گوئی کے دعوے دار ہیں، وہ سب ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو سکیں۔ ندوہ تنظیم کا آغاز اصلاحِ نصابِ تعلیم کے عنوان سے ہوا لیکن درونِ خانہ مہم یہ تھی کہ اصلاحِ نصابِ تعلیم کے بہانے مسلمانوں میں وہابیت کو داخل کیا جائے۔ پہلی ہی میٹنگ میں سرکارِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے آثار نظر آئے۔ پھر امامِ اہلِ سنّت فاضل بریلوی اور آپ کے رفقا وتلامذہ نے اس کے سدّ باب کے لیے سخت

جدّ و جہد کی، جس کے سبب مسلمان یہ جان سکے کہ ندوہ درحقیقت وہابیت ہی کا فضلہ ہے۔ ندوہ تنظیم کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ سنّی، شیعہ، دیوبندی، وہابی سب ایک ہوجائیں اور مسلمانوں کو یہ پیغام دیا جائے کہ ان تمام کلمہ گو فرقوں کے مابین جو اختلافات ہیں، وہ اُصولی نہیں بلکہ فروعی مثل حنفی، شافعی، حنبلی کے ہیں۔ اس دور میں اعلیٰ حضرت نے اس کے خلاف ۱۷ر کتابیں تصنیف فرمائیں اور سیکڑوں فتوؤں میں ردِّ ندوہ کیا۔

اب اِدھر چند سالوں سے بعض سنّی کہلانے والے ضمیر فروش مولویوں نے یہ کہنا شروع کیا ہے کہ اپنے اپنے عقیدہ و مذہب پر قائم رہتے ہوئے گمراہ اور باطل فرقوں کے ساتھ اتحاد و اتّفاق قائم کرنے، ان کے ساتھ جلسہ جلوس کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ حالانکہ یہ چیز کتنی خطرناک ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ آدمی جس کی صحبت میں رہے اور اس سے متاثر نہ ہو، ایسا ہوتا نہیں دیکھا گیا۔

پہلے بھی بزرگوں نے اس قسم کے گمراہوں کا رَد و ابطال کیا اور ماضیٔ قریب میں وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت حضور سیّدی تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری قادری رحمہ الباری نے اپنے بیانات اور کتابوں میں اس گمراہ کن تحریک کی ایسی بیخ کنی فرمائی کہ صلح کلّیت کے ہم نوا بلبلا اُٹھے۔

تحریک صلح کلّیت جدید کے جھنڈا بردار اور امیر کے طور پر مولانا یٰسین اختر مصباحی کا نام خوب متعارف ہوا۔ اب وہ اس دنیا میں نہیں ہیں لیکن ان کی فکر کے پیروکار موجود ہیں، جو عملی طور پر بدمذہبوں کے ساتھ رواداری اور اتحّاد کے خواہاں رہتے ہیں۔ چونکہ یہ مرض روز بروز بہت تیزی سے بڑھتا جارہا ہے، اس لیے اس سے بچاؤ کی تدبیر بھی ازحد ضروری ہے۔

اس سلسلے کی ایک کڑی کے طور پر صوفی باصفا حضرت مولانا عبدالصمد قادری اورنگ آبادی، بہار کی تازہ ترین یہ کاوش قابلِ مبارک باد ہے۔ جس میں موصوف نے شیر بیشۂ اہلِ سنّت حضرت علامہ مفتی حشمت علی خاں قادری رضوی علیہ الرحمہ کے تفصیلی فتویٰ کو کتابی شکل میں شائع کررہے ہیں۔ جو صلح کلّیت کے رَد میں ایمان افروز اور باطل سوز ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ صوفی صاحب کی عمر اور صحت میں ایمان کے ساتھ خوب برکت عطا فرمائے۔آمین

**انیس عالم سیوانی** لکھنؤ

۱۷/ذی القعدہ ۱۴۴۴ھ/۶/جون ۲۰۲۳ء

✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲

دوسرے سفر رنگون کے دوران حضرت مولانا شمس الحق صاحب حاضر ہوئے اور عرض کی اور عرض کی کہ حضور! ایک نعتیہ مشاعرہ اور مقرر ہوا ہے۔لوگوں کی تمنّا ہے کہ حضرت بھی اپنے کلام سے نوازیں۔تو آپ نے فرمایا کہ مصرع طرح کیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا مصرع طرح ہے ؎

شوق جینے کا، کیا کرے کوئی

دوسرے روز حضرت نے یہ نعت شریف کے بارہ اشعار لکھ کر انھیں دے دیئے۔

جب تجلّی کیا کرے کوئی — کیوں نہ بے خود ہوا کرے کوئی
حق نے قاسم بنایا ہے تم کو — چاہے جو التجا کرے کوئی
تم کرم پر کرم ہی کرتے ہو — گو خطا پر خطا کرے کوئی
زخم دل کے بتائیں گے اِک روز — کیوں پھر ان کو سِیا کرے کوئی
میں مریض ان کا وہ مسیحا ہیں — پھر میری کیوں دوا کرے کوئی
یادِ قالوا بلی أ اقررتم — کچھ تو بہر خدا کرے کوئی
آپ رب ہیں نہ ذاتِ رب سے جُدا — دعویِٔ مدح کیا کرے کوئی
پسِ مُردن ہے وعدۂ دیدار — شوق جینے کا کیا کرے کوئی
دوزخی بغیر حبِّ حضور — عمر بھر اتقا کرے کوئی
بول بالا رہے گا آقا کا — نارِ غم میں جلا کرے کوئی
سنیو! ان سے تم مدد مانگو — شرک و بدعت بَکا کرے کوئی
نام جیتے رہے عبیدؔ ان کا — گرچہ جل کر بھنا کرے کوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# صُلح کلّیت دورِ حاضر کا ایک خطرناک فتنہ

حضرت مولانا صوفی عبد الصمد قادری رضوی نوری اورنگ آبادی

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم وعلٰی آلہٖ الفخیم واصحابہٖ اجمعین

ذِیَابٌ فی ثِیَابٍ لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

یعنی انسانی لباس میں بھیڑیئے ہوں گے جو زبان سے اسلام کا کلمہ پڑھیں گے اور دل میں اللہ و رسول کی شان میں گستاخانہ عقیدہ رکھیں گے۔ ایسے ملحد اسلام کو دور سے سلام۔ اس لیے کہ ان کا دعویٔ اسلام صرف زبانی ہے جو قابلِ قبول نہیں ہے۔

برادرانِ اسلام! ہمارے آقا و مولیٰ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آج سے تقریباً ساڑھے چودہ سو سال قبل ہی ارشاد فرما دیا تھا کہ میری امّت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان پر فتنوں کا اس طرح نزول ہوگا جیسے آسمان سے گھروں میں بارش ہوتی ہے۔ ایسے زمانے میں آدمی صبح کرے گا اس حال میں کہ مسلمان ہوگا اور شام تک کافر ہو جائے گا۔ اور شام کرے گا اس حال میں کہ مسلمان ہوگا اور صبح تک کافر ہو جائے گا۔

ایسے وقت میں ایمان بچانا اتنا کٹھن و دشوار ہوگا جیسے مُٹھی میں دہکتا ہوا انگارہ لینا۔

پھر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امّت ۷۳ر فرقے یعنی ۷۳ر مذہبوں میں بٹ جائے گی۔ ان میں ایک مذہب والوں کے سوا باقی تمام مذاہب والے ناری اور جہنّمی ہوں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! وہ ایک مذہب والے کون لوگ ہیں (یعنی ان کی پہچان کیا ہوگی؟)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ لوگ اسی مذہب و ملّت پر قائم رہیں گے جس پر میں

ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔ (ترمذی، مشکوٰۃ، بحوالہ انوار الحدیث ص: ۹۳)

پھر سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں سمجھانے کے لیے ایک (سیدھی) لکیر کھینچی پھر فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے پھر اسی سیدھے خط کے سامنے دائیں بائیں چند لکیریں کھینچ کر فرمایا کہ یہ بھی راستے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک راستہ پر شیطان بیٹھا ہوا ہے، جو اپنی طرف بلاتا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی: وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ۔ (پ:۸، رکوع:۶) یعنی یہ میرا سیدھا راستہ ہے تو اس پر چلو اور دوسری راہوں پر نہ چلو کہ وہ تمہیں اس سیدھی راہ سے جدا کر دیں گے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث شریف کے تحت علمِ کلام کی مشہور کتاب مواقف کا یہ قول کہ ''فرقہ ناجیہ اہلِ سنّت و جماعت اند'' نقل کر کے فرماتے ہیں کہ نجات پانے والا فرقہ اہلِ سنّت و جماعت کا ہے۔ اگر اعتراض کریں کہ کیسے معلوم ہوتا ہے کہ فرقۂ ناجیہ اہلِ سنّت و جماعت ہے اور یہی سیدھی راہ اور خدائے تعالیٰ تک پہنچانے والی راہ ہے۔ اور دوسرے سارے راستے جہنّم کے راستے ہیں اور ہر فرقہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ رہِ راست پر ہے اور اسی کا مذہب حق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایسی بات نہیں جو صرف دعویٰ سے ثابت ہو جائے (اس کے لیے) ٹھوس دلیل چاہیے۔ اور اہلِ سنّت و جماعت کی حقانیت کی دلیل یہ ہے کہ یہ دین اسلام سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہو کر (ہم لوگوں تک) پہنچا ہے۔ عقائد اسلام معلوم کرنے کے لیے صرف عقل کا ذریعہ کافی نہیں ہے۔ اخبارِ متواترہ سے معلوم ہوا اور آثارِ صحابہ و احادیث کریمہ کی تلاش و تتبّع سے یقین حاصل ہوا کہ سلف صالحین یعنی صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ان کے بعد تمام بزرگانِ دین اسی عقیدہ اور اسی طریقہ پر رہے ہیں۔ اقوالِ مذاہب میں بدعت و نفسانیت زمانۂ اوّل کے بعد (پیدا) ہوئی ہے۔ صحابہ کرام اور سلف متقدمین یعنی تابعین، تبع تابعین، مجتہدین میں کوئی اس مذہب پر نہیں تھا۔ وہ لوگ اس نئے مذہب سے بیزار تھے بلکہ اس کے پیدا ہو جانے کے بعد محبت اور اٹھنے بیٹھنے کا جو لگاؤ اس قوم کے ساتھ تھا توڑ دیا تھا اور

(زبان وقلم سے) ردّ فرمایا تھا۔ (بحوالہ انوار الحدیث ص:۹۶)

مذکورہ بالا حدیث پاک احمد اور ابو داؤد کی روایت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ میں مروی ہے۔ بہتر فرقے جہنّم میں جائیں گے اور ایک فرقہ جنّت میں جائے گا وہ فرقہ اہلِ سنّت و جماعت ہے اور بے شک میری امّت سے ایسی قومیں نکلیں گی جن میں خواہشاتِ نفسانی (بدعتیں اور بُرے عقیدے) اس طرح سرایت کر جائیں گی جس طرح پاگل کتّے کا زہر کاٹے ہوئے شخص کی رگ و ریشہ میں اس طرح سرایت کر جاتا ہے کہ کوئی رگ اور جوڑ باقی نہیں رہتا۔

اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے خواہشاتِ نفسانی (بدعتوں) میں ڈوبی ہوئی قوموں کو پاگل کتّے کے کاٹے ہوئے شخص سے تشبیہ دی ہے۔ جس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ ان قوموں کی تمام رگوں، ریشوں اور جوڑوں میں بدعتیں اور بُرے عقیدے سرائیت کر جائیں گے اور جن قوموں کی یہ پوزیشن ہوگی ان کا ایمان محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اس لیے کہ جس کا ایمان محفوظ ہوگا اس کی یہ پوزیشن نہیں ہوسکتی کیونکہ ایمان جو اعظم طاعت ہے اس کے ساتھ ہوگا۔ اور جب قوموں کا حال یہ ہوگا تو علمِ دین سے بھاگیں گی، حق بات قبول نہیں کرسکتیں، علمِ دین سے محروم ہوکر کفر وجہل کی وادیوں میں بھٹکتی ہوئی مرجائیں گی۔ اور ان قوموں کی صحبت میں رہنے والا بھی انہیں جیسا ہوجائے گا۔ جس طرح سگ گزیدہ پانی سے بھاگتا ہے، پانی پی نہیں سکتا، پانی سے محروم رہ کر پیاسا مر جاتا ہے اور جس کو کاٹ لیتا ہے اسے بھی اپنے جیسا بنا دیتا ہے۔

پھر سرکارِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پورب کی جانب اشارہ کر کے فرمایا خبردار! خبردار فتنہ وہاں ہے اور وہیں سے شیطان کی جماعت نکلے گی۔ (نجد جس کا نیا نام ''ریاض'' ہے، وہ مدینہ طیبہ سے ٹھیک پورب کی جانب ہے) جو اس حدیث پاک میں خبردار، خبردار فرما کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنی امّت کو نجد اور نجدیوں، وہابیوں سے ڈرایا اور ہوشیار کیا تھا۔ (بخاری شریف)

وہابی کی علامت حدیث میں ارشاد ہوئی کہ ظاہراً شریعت کے بڑے پابند بنیں گے۔ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے آگے حقیر جانو گے، اپنے روزوں کو ان کے روزے کے

آگے، اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے آگے۔ قرآن پڑھیں گے مگر ان کے گلے سے نیچے نہ اُترے گا یعنی دل میں اس کا اثر نہ ہوگا۔ باتیں بظاہر بہت اچھی کریں گے اور ایک روایت میں ہے حدیث حدیث بہت پکاریں گے بایں ہمہ حال یہ ہوگا کہ نکل جائیں گے دین سے ایسے جیسے تیر نکل جاتا ہے کمان سے۔ پھر لوٹ کر دین میں نہ آئیں گے، ان کی علامت سر منڈانا ہوگی، تہبند یا پائنچے بہت اونچے ہوں گے۔

اسی فرقۂ وہابیہ کی کوکھ سے پیدا ہونے والے فرقوں کے نام یہ ہیں، اہلِ حدیث، غیر مقلد، دیوبندی، نیچری، ندوی، تبلیغی، مودودی اور صلح کلّی وغیرہ۔

یہی فرقۂ صلح کلّیہ دورِ حاضر کا سب سے بھیانک اور خطرناک فتنہ ہے۔ اس کا یہ عقیدہ ہے کہ جتنے فرقے اپنے آپ کو مسلمان کہلواتے ہیں وہ سب حق پر ہیں، کسی فرقے کے آدمی کو بُرا بھلا نہیں کہنا چاہیے۔ حالانکہ یہ عقیدہ صریح باطل ہے۔ سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مذکورہ بالا حدیث شریف کے سراسر خلاف ہے۔

اس ایمان سوز فتنے کی بنیاد ہمارے ملک ہندوستان میں چودھویں صدی کے اوائل میں علمائے سوء کے ہاتھوں شہر لکھنؤ میں ''نَدْوَۃُ العُلماء'' کے نام سے رکھی گئی۔

یہاں پر جب علمائے سو کا ذکر آ گیا ہے تو ان کے متعلق امامِ ربّانی مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ کی تحریر پُرتنویر ملاحظہ کرتے چلیں۔

دینِ الٰہی کے انسداد کے موقع پر دورِ جہانگیری میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ العزیز نے سیّد صدر جہاں خاں اور شیخ فرید بخاری کو آپ نے تفصیلی مکتوبات ارسال کیے۔ جن کا خلاصہ یہ تھا کہ حکومت میں انقلاب آ گیا ہے، دوسرے مذاہب کی دشمنی خاک میں مل چکی ہے۔ ایسے میں علمائے کرام پر لازم ہے کہ اپنی تمام تر توجہ ترویج شریعت کی طرف مبذول کریں، صدر جہاں خاں کو مکتوب لکھا جب کبھی بادشاہ سے ملاقات کریں اور آپ کی بات سننے کی جانب متوجہ ہو تو کیا ہی اچھا ہوگا کہ صراحتاً یا کنایۃً معتقدات اہلِ سنّت و جماعت کے مطابق کلمۂ حق اس کے کانوں تک پہنچائیں، اور شیخ فرید

بخاری کو لکھا کہ آپ تمام مواقع پر نظر رکھیں اور مسائل شرعیہ بیان کرتے رہیں تاکہ کوئی مبتدع اور گمراہ درمیان میں حائل ہوکر بادشاہ کو راہِ راست سے نہ بہکائے، حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی رہنمائی سے ان حضرات نے موقع ومحل دیکھ کر جہانگیر کی ذہن سازی کی، پھر ان تمام لوگوں کی اصلاحی اور تبلیغی مساعئ جلیلہ کا یہ نتیجہ نکلا کہ وہ دن آیا کہ جب خود بادشاہ نے شیخ فرید بخاری کو حکم دیا کہ اُمورِ شرعیہ میں مشورہ دینے کے لیے ایک مجلس قائم کی جائے۔ جب یہ خبر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ تک پہنچی تو آپ نے فوراً شیخ فرید بخاری کو مکتوب ارسال فرمایا۔ جس میں تحریر فرمایا: ''ایسے دیندار علمائے آخرت جو جاہ وریاست کے طالب نہ ہوں اور ترویج شریعت اور تائید ملّت کے علاوہ کوئی مقصد نہ رکھتے ہوں اگرچہ تعداد میں بہت قلیل ہوں ان کا انتخاب کیا جائے۔ اگر علمائے سو ہوئے تو ترویج شریعت کے بجائے تخریب دین ہوجائے گا۔ اس لیے کہ خلائق کی رستگاری اور فلاح وصلاح علمائے حق کے وجود سے وابستہ ہے۔ علمائے حق بہترین مخلوق ہیں۔ اسی طرح دنیا کا زیاں اور مخلوق کا بگاڑ وفساد علمائے سو کے وجود سے وابستہ ہے۔ علمائے سو بدترین مخلوق ہیں۔ ہدایت وگمرہی ان ہی دونوں پر موقوف ہے۔ (خلاصہ مکتوب، دفتر اوّل مکتوب نمبر ۴۷، ص:۹۷ مکتوبات ربّانی مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ۲۰۰۶ء بحوالہ باغِ فردوس مجدد دین اسلام نمبر اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ، ص: ۳۱۴)

جس زمانے میں علمائے سو کے ذریعہ تحریک ندوۃ العلماء کی داغ بیل ڈالی گئی۔ خوش قسمتی سے وہ مبارک زمانہ علمائے ربّانی وحقانی کے سرخیل وعظیم دینی پیشوا، مجددِ اعظم سیّدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز کا تھا۔ تاریخ، ادب اور سیر کے علوم کے اعلیٰ معیار کی تعلیم حاصل کرنے کی بے مثال اور عظیم درسگاہ کی حیثیت سے ندوۃ العلماء کو شہرت دی گئی۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی نے ابتداء ندوۃ العلماء کی مخالفت نہیں کی بلکہ ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۲ء کے اجلاس میں شرکت فرمائی اور تعلیمی نصاب کمیٹی کے ممبر بھی بنے۔ لیکن آپ کی دوررس نگاہ نے دیکھ لیا کہ یہ تحریک تو انگریزوں کی پروردہ اور انگریزوں کی نمک خوار ہے۔ علاوہ ازیں فرقۂ ضالّہ کے علماء کا بھی ندوۃ العلماء پر کافی اثر تھا۔ فرقۂ وہابیہ کے علماء نے

ندوۃ العلماء کو عقائد وہابیہ کا ذریعہ بنالیا۔ حالانکہ فرقۂ وہابیہ کے علاوہ دیگر مکتبۂ فکر کے رہبران بھی کافی تعداد میں شریک ہوئے تھے۔ لیکن فکری اختلافات سے استحکام کے مفید نتائج کی کوئی امید نہیں تھی لہٰذا آپ نے ندوہ سے علیٰحدگی اختیار کرلی۔ اور جو علمائے اہلِ سنّت ان کے دامِ تزویر میں آکر اس ایمان سوز تحریک سے جُڑ گئے تھے آپ نے ان کی صحیح رہنمائی فرماکر اس سے علیٰحدہ کروایا اور پورے شدومد کے ساتھ آپ اور آپ کے خلفاء وتلامذہ نے اس فتنے کا جم کر مقابلہ کیا اور اس کے تمام خفیہ داؤں پیچ کو آشکارا فرماکر زبردست انداز میں تحریراً وتقریراً تردید وتقبیح فرمائی اور اس فتنے کا سر کچل دیا۔ اور اس فتنے کے ردّ میں سترہ کتابیں تحریر فرمائیں جن میں "فَتَاوٰی اَلْحَرَمَیْن بِرَجْفِ نَدْوَۃِ الْمِیْن" بہت مشہور ہے۔ دو سال قبل راقم نے اس کتاب کو رضا اکیڈمی ممبئی کے ذریعے شائع کرواکر اس کو عام کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سرکار اعلیٰ حضرت مع اپنے خلفاء وتلامذہ اس فتنے کی سرکوبی میں اس طرح کوشش بلیغ اور توانائی کیوں صرف کی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ صلح کلّیت ہی ہر بدمذہبیت کی جڑ، ہر بے دینی کی بنیاد اور ہر فتنے کا دروازہ ہے۔ نیز فتنۂ صلح کلّیت ہی حقیقت میں الحادکی شاخ اور مذہب حق کی روح کو فنا کردینے کی ناپاک کوشش ہے۔ اس لیے امام اہلِ سنّت نے دین حق کی حفاظت وصیانت کی سردھڑ کی بازی لگادی۔ اور اپنے قول و عمل اور تحریر سے فرقہائے باطلہ سے دور ونفوز رہنے کی تعلیم دی۔

آپ ملفوظ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں: ربّ العزّۃ کی شان ہے کہ بدمذہب کیسا ہی جامۂ عیّاری پہن کر میرے سامنے آئے خود بخود دل نفرت کرنے لگتا ہے۔ حضرتِ والد ماجد قدس سرہٗ کے زمانۂ حیات میں دہلی کا ایک واعظ حاضر ہوا اور اس وقت مولانا عبدالقادر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تشریف رکھتے تھے۔ اسماعیل دہلوی اور وہابیہ پر بڑے شدومد سے دیر تک لعن طعن کی اور اس نے اپنے سنّی ہونے کا پورا ثبوت دیا۔ میرے بچپن کا زمانہ تھا۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے اپنا خیال حضرت کی خدمت میں ظاہر کیا کہ مجھے تو یہ پکّا

وہابی معلوم ہوتا ہے، مولانا بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ابھی تو وہ تمہارے سامنے وہابیوں اور اسمٰعیل پر تبرّا کہہ گیا ہے۔ میں نے عرض کی میرا قلب گواہی دیتا ہے کہ یہ سب تقیّہ تھا۔ اسے جامع مسجد میں وعظ کہنے کی اجازت ہمارے حضرت سے لینی تھی کہ بے حضرت کی اجازت کے یہاں کوئی وعظ نہیں کہہ سکتا، اس لیے اس نے یہ تمہید ڈالی۔ دوسرے دن شام کو پھر حاضر ہوا۔ میں نے اسے مسائل وہابیت میں چھیڑا، ثابت ہوا پکّا وہابی ہے دفع کر دیا گیا، اتنا سا منہ لے کر چلا گیا۔

پھر فرماتے ہیں: ایک بار علی گڑھ سے ایک شخص اپنا بیگ وغیرہ لیے آیا۔ اس کی صورت دیکھ کر میرے قلب نے کہا یہ رافضی ہے، دریافت کیے سے معلوم ہوا کہ واقعی رافضی ہے۔ کہا میں مکان کو لکھنؤ جا رہا تھا۔ راستے میں صرف آپ کی زیارت کے لیے اُتر پڑا ہوں۔ کیا آپ اہلِ سنّت میں ایسے ہی ہیں جیسے ہمارے یہاں مجتہدین۔ میں نے التفات نہ کیا، غرض وہ رافضی اپنی طرف مجھے مخاطب کرتا تھا اور میں دوسری طرف منہ پھیر لیتا تھا۔ آخر اٹھ کر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ایک صاحب شاکی ہوئے کہ وہ اتنی مسافت طے کر کے آیا اور آپ نے قطعی التفات نہ فرمایا۔ (میں نے امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہی روایت کہ جس وقت آپ کو معلوم ہوا کہ یہ بدمذہب ہے، فوراً کھانا سامنے سے اُٹھوالیا اور اسے نکلوا دیا) بیان کی کہ ہمارے ائمہ نے ان لوگوں کے ساتھ ہمیں یہی تہذیب بتائی ہے۔ اب بھلا کیا کہہ سکتے تھے، خاموش ہو گئے۔ مسلمانو! ذرا ادھر خدا اور رسول کی طرف متوجہ ہو کر ایمان کے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو، اگر کچھ لوگ تمہارے ماں باپ کو رات دن بلا وجہ محض فحش مغلظ گالیاں دینا اپنا شیوہ کر لیں بلکہ اپنا دین ٹھہرا لیں۔ کیا تم ان سے بکشادہ پیشانی ملو گے؟ حاشا ہرگز نہیں، اگر تم اپنے باپ سے پیدا ہو تو انہیں دیکھ کر تمہارے دل بھر جائیں گے، تمہاری آنکھوں میں خون اُترے گا، تم ان کی طرف نگاہ اٹھانا گوارا نہ کرو گے۔ للہ انصاف! صدیق اکبر و فاروقِ اعظم زائد ہیں یا تمہارے باپ، امّ المومنین عائشہ صدیقہ زائد ہیں یا تمہاری ماں، ہم صدیق و فاروق کے ادنیٰ غلام ہیں، اور الحمد للہ کہ امّ المومنین کے بیٹے کہلاتے

ہیں، ان کو گالیاں دینے والوں سے برتتے ہو تو ہم نہایت نمک حرام غلام اور حد بھر کے بُرے ناخلف بیٹے ہیں، ایمان کا تقاضہ یہ ہے۔ آگے تم جانو اور تمہارا کام۔

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصّہ اوّل، ص: ۹۸، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

مرورِ زمانہ، حق گو علماء کی قلّت اور دورِ حاضر کے اکثر رہنما، علماء، فضلاء، خطباء و مقررین اور ائمہ مساجد نیز خانقاہوں کے شیوخ و سجادگان کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نیز احقاقِ حق اور ابطالِ باطل سے لاپرواہی و خاموشی کی وجہ سے روز بروز فتنۂ صلح کلّیت میں بہت تیزی کے ساتھ اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ایسے مخمصہ کے عالم میں راقم اپنے مخصوص احباب کے مشورے سے اس موضوع پر امام المناظرین حضرت علّامہ مولانا مفتی ابوالفتح محمد حشمت علی خاں قادری رضوی علیہ الرحمۃ الرضوان کے فتاویٰ حشمتیہ کے ص: ۴۹۱ تا ۶۲۴ قومِ مسلم کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ جس میں حضور شیر بیشۂ اہلِ سنّت نے قرآن و حدیث اور فقہائے کرام کے اقوال و فرامین کی روشنی میں مضبوط دلائل سے نقاب کشائی کی ہے اور صلح کلّیوں کی جانب سے ہونے والے اعتراضات کا ترکی بہ ترکی دندان شکن جواب بھی دیا ہے۔

مولائے کریم اس تحریر پُرتنویر سے مسلمانوں کو خوب خوب بہرہ مند فرمائے اور دین و ایمان اور عقیدہ کی حفاظت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

**الانتباہ:**۔ مسلمانو! ہوش میں آؤ اور اس دورِ کفر و الحاد و بے دینی میں ایمان و دین کی حفاظت کی فکر کرو۔ یہ بات خوب اچھی طرح یاد رکھو کہ دنیا کی ہر چیز کوشش و تلاش کے بعد مل جاتی ہے مگر دولتِ ایمان وہ دولت ہے جو کسی قیمت پر کہیں دستیاب نہیں ہو سکتی۔ یہ تو ایک نعمت خداداد ہے جو قسمت و مقدر والے کو ہی ملتی ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس نعمت و دولت کی قدر کرتے ہیں اور کما حقہ اس کی حفاظت کر کے ضائع و برباد ہونے سے بچاتے ہیں۔ یہ ایک ایسی بے بہا انمول دولت ہے جس پر آخرت کا سارا عیش و آرام اور دائمی عذاب سے چھٹکارا موقوف ہے۔ اگر ایمان محفوظ ہے تو کوئی کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو وہ بالآخر بخشا

# صلح کلیت کا خاکہ

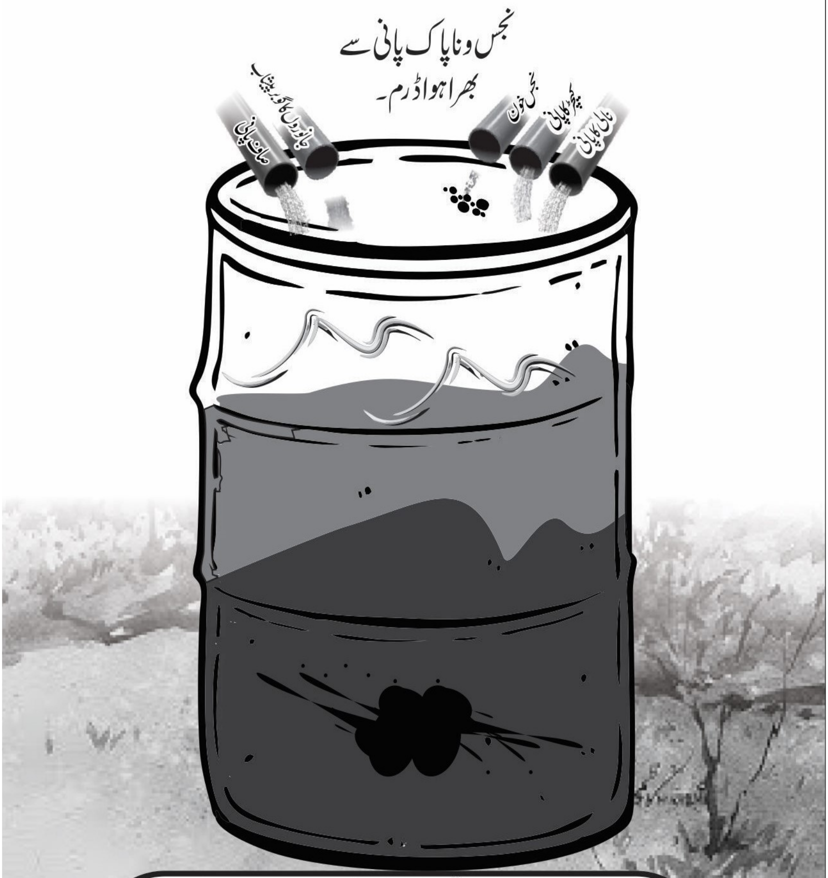


اب بھلا اس ڈرم کے نجس وناپاک پانی کو کون پاک اور طاہر کہے گا؟

یہی مثال صلح کلیوں کی ہے کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جتنے باطل فرقے اپنے آپ کو مسلمان کہلواتے ہیں وہ سب کے سب حق پر ہیں۔ کسی فرقے کے آدمی کو کافر، مرتد اور بے دین نہیں کہنا چاہیئے۔ دور حاضر میں طاہر الپادری نے تحریک منہاج القرآن کے ذریعہ اس فرقۂ صلح کلیہ کو ہندو پاک میں بہت ہی زیادہ بڑھاوا دیا۔ اور ہمارے ملک میں ماہنامہ جام نور دہلی نے منہاجی فتنہ کو خوب تقویت پہونچایا۔ کتبہ فقیر قادری عفی عنہ

## خوش عقیدہ مسلمانوں سے گزارش ہے کہ

اپنے مذہب کو نہ ہرگز چھوڑیئے || بے ادب جو ہے رسول اللہ کا
بدعقیدوں سے نہ رشتہ جوڑیئے || کیا تعلق ہم سے اس گمراہ کا

جائے گا اور دائمی عذاب سے نجات پائے گا اور جنّت کی بہاریں اس کے حصے میں آئیں گی۔
مگر ایمان ہی ضائع و برباد ہو گیا تو اس کے لیے قطعاً بخشش و نجات کی کوئی صورت نہیں ہمیشہ ہمیش کے دردناک عذاب میں گرفتار ہو جائے گا جس سے کبھی رہائی نہیں مل سکتی۔ اس عذاب سے تجوریوں میں رکھا ہوا مال و زر، دنیا کی رشتہ داری، دوست و احباب، عوام النّاس کی خوشنودی اور جھوٹے قائدین ان میں سے کوئی بھی نہیں بچا سکتا۔

لہٰذا فقیر قادری کی دردمندانہ گزارش یہی ہے کہ سنّی خوش عقیدہ مسلمان اپنے دین و ایمان کی حفاظت کے معاملے میں سر دھڑ کی بازی لگا دیں اور فتنۂ صلح کلّیت، فتنۂ ارتداد وغیرہ سے خود بچیں اور اپنے اہل و عیال، عزیز و اقارب اور دوست و احباب کو بچائیں اور تاج الشریعہ کے اس پیغام پر عمل کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

صلح کلّی نبی کا نہیں سنیو — سُنّی مسلم ہے سچّا نبی کے لیے
مسلک اعلیٰ حضرت سلامت رہے — ہے یہ پہچان دین نبی کے لیے
مسلک اعلیٰ حضرت پہ قائم رہو — زندگی دی گئی اسی کے لیے
داغ عشقِ نبی لے چلو قبر میں — ہے چراغ لحد روشنی کے لیے
اخترؔ قادری خلد میں چل دیا — خلد وا ہے ہر اک قادری کے لیے

مولیٰ تبارک وتعالیٰ مسلمانوں کو حق سننے، حق سمجھنے، حق بولنے اور حق پر عمل کرنے کا جذبۂ صادق عطا فرمائے آمین بجاہ سیّد المرسلین علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

**فقیر قادری عفی عنہ**

۷/ ذی القعدہ ۱۴۴۴ھ/ مطابق ۲۷/ مئی ۲۰۲۳ء بموقع عرس تاج الشریعہ

__نوٹ__:- نبیرۂ حضور شیر بیشۂ اہلِ سنّت، شہزادۂ مشہودِ ملّت حضرت مولانا الحاج محمد شایان رضا زیدی قبلہ زید مجدہٗ سے اجازت کلّی حاصل کرنے کے بعد کتاب ہذا کا کام راقم نے شروع کروایا۔

کتبہ فقیر قادری عفی عنہ

۱۶/ ذی القعدہ ۱۴۴۴ھ/ ۵/ جون ۲۰۲۳ء

یومِ وہابیت کش دوشنبہ مبارکہ

**مسئلہ:**

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ صلح کلّیوں کے عقائدِ کفریہ کیا ہیں؟ اور سُنّی مسلمانوں کو اُن کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے؟

بیّنوا بالکتاب توجروا بالحساب۔

المستفتی: حاجی عثمان عبداللہ کھتری قادری رضوی، مالک سوپ فیکٹری، جام جودھ پور، کاٹھیاواڑ

**الجواب**

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الَّذِیْ یُحِبُّ عِبَادَہُ الْمُؤْمِنِیْنَ، وَلَا یَرْضٰی عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِیْنَ، وَلَا یُحِبُّ الْکَافِرِیْنَ، اَرْسَلَ رَسُوْلَہُ النَّبِیَّ الْاَمِیْنَ الْمَکِیْنَ۔ وَ اَنْزَلَ عَلَیْہِ الْکِتَابَ الْمُبِیْنَ۔ بِوَاسَطَۃِ الرُّوْحِ الْاَمِیْنِ۔ وَ عَلَّمَہٗ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ۔ وَجَعَلَہٗ سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ وَ بَعَثَہٗ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔ وَ اَوْجَبَ تَعْظِیْمَہٗ وَ تَوْقِیْرَہٗ عَلٰی جَمِیْعِ عِبَادِہِ الْمُسْلِمِیْنَ۔ وَ اَنْزَلَ لَعْنَتَہٗ وَ اَشَدَّ مَقْتِہٖ عَلٰی مَنْ عَابَہٗ اَوْ اَھَانَہٗ اَوِاسْتَخَفَّ بِہٖ اَوْ کَذَّبَہٗ وَ اَعَدَّ لَھُمُ الْعَذَابَ الْمُھِیْنَ۔ وَ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ اَجْمَلُ السَّلَامِ عَلٰی نَبِیّٖہٖ وَ رَسُوْلِہٖ وَ حَبِیْبِہٖ وَ خَیْرِ خَلْقِہٖ وَ قَاسِمِ رِزْقِہٖ وَ عَرُوْسِ مَمْلَکَتِہٖ وَ سِرَاجِ اُفُقِہٖ وَ نُوْرِ عَرْشِہٖ وَ مَالِکِ مُلْکِہٖ بِتَمْلِیْکِہٖ وَ عَالِمِ اَسْرَارِہٖ بِتَعْلِیْمِہٖ سَیِّدِنَا وَ نَبِیِّنَا وَ مَوْلٰینَا وَحَبِیْبِنَا وَ مَالِکِنَا وَمَلِیْکِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ اُرْسِلَ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ۔ الَّذِیْ ھُوَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَحِیْمٌ وَ سَیِّدُ الْقَاھِرِیْنَ عَلٰی اَعْدَاءِ الدِّیْنِ۔ الَّذِیْ اَوْجَبَ عَلٰی اُمَّتِہٖ الْمُوَالَاۃَ مَعَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ وَالْمُجَانَبَۃَ عَنِ الْمُرْتَدِیْنَ وَالْمُبْتَدِیْنَ۔ ثُمَّ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ الْاَطْھَارِ وَ اَصْحَابِہٖ الْاَخْیَارِ الَّذِیْنَ اَخْبَرَ عَنْھُمْ رَبُّھُمْ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی اَنَّھُمْ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ وَ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ ثُمَّ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْہِ وَ

عَلٰی سَائِرِ اَوْلِیَآءِ اُمَّتِہٖ وَ عُلَمَاءِ مِلَّتِہٖ وَ ابْنِہِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ وَ عَلٰی سَائِرِ اَہْلِ سُنَّتِہِ النَّاجِیْنَ الْمُفْلِحِیْنَ ۔ اٰمِیْنَ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ [1]

صلح کلّی کوئی مستقل مذہب نہیں، بلکہ ہر اُس شخص کو کہتے ہیں جو بدمذہبوں، بے دینوں پر ردّ وطرد سے اپنی ناراضگی ظاہر کرے اور کہے کہ ہم اپنی قبر میں جائیں گے وہ اپنی قبر میں جائے گا۔ ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم خواہ مخواہ بدمذہبوں، بے دینوں کا رد کرکے دنیا میں بُرے بنیں۔ اور کہے کہ جتنی دیر ہم اُن کا رد کریں گے، ان کو بُرا بھلا کہتے رہیں گے، ان کو گالیاں دیتے رہیں گے، اتنی دیر ہم درود شریف پڑھیں تو ثواب بھی ملے گا اور کوئی ہمیں بُری نظر سے بھی نہیں دیکھے گا۔ یہ خیالات اشد بدمذہبی بلکہ اِلحاد وارتداد کی جڑ ہیں۔ اگر اسی کا نام اسلام یا خلقِ عظیم تھا تو اللہ تعالیٰ نے کافروں، مرتدوں اور منافقوں پر شدّت وغلظت کی تعلیم

---

[1] سب خوبیاں اللہ عزوجل کو جو مالک سارے جہان والوں کا۔ جو اپنے مؤمن بندوں سے محبت فرماتا ہے اور فاسق قوم سے راضی نہیں ہوتا۔ اور نہ کفر کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ جس نے اپنے رسول صاحب مرتبت، امانت والے نبی کو بھیجا اور ان پر واضح کتاب (قرآن) نازل فرمائی روح الامین کے ذریعے۔ اور انھیں اوّلین اور آخرین کا علم سکھایا۔ اور انھیں تمام نبیوں میں آخری نبی بناکر مبعوث فرمایا اور جن کی تعظیم وتوقیر کو اپنے تمام مسلمان بندوں پر واجب کردیا اور جن لوگوں نے اس رسولِ اعظم کو عیب والا بتایا، یا ان کی اہانت کی یا ان کا استخفاف کیا یا انھیں جھٹلایا، ان پر اپنی لعنت اور اپنی سخت ناراضگی نازل فرمائی اور ایسوں کے لیے اہانت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور اس کے نبی، اس کے رسول، اس کے حبیب، اس کی مخلوق میں سب سے بہتر۔ اس کے رزق کی تقسیم کرنے والے، اس کی مملکت کے سرتاج، اس کے اُفق کے سراج، اس کے عرش کے نور، اس کے مالک بنادینے کی وجہ سے اس کے ملک کے مالک، اس کے علم دینے کی وجہ سے اس کے اسرار کے عالم، ہمارے سردار اور ہمارے نبی اور ہمارے آقا اور ہمارے حبیب، ہمارے مالک اور ہمارے بادشاہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افضل صلوٰۃ اور اجمل سلام ہو، جو سارے جہان والوں کے لیے رحمت بناکر بھیجے گئے، جو ایمان والوں پر بہت مہربان رحم والے ہیں اور دین کے دشمنوں پر قہر برپا کرنے والوں کے سردار ہیں۔ جنھوں نے اپنی اُمّت پر مسلمانوں کے ساتھ موالات (آپسی میل جول) اور مرتدّین ومبتدعین سے اجتناب کو واجب قرار دیا، پھر دوبارہ صلاۃ وسلام ہو اُن پر اور اُن کی پاک آل پر اور ان کے اصحاب واخیار پر جن کے بارے میں ان کے ربّ تبارک وتعالیٰ نے یہ خبر دی کہ وہ آپس میں نرم دل اور کفّار پر بہت سخت ہیں۔ پھر صلوٰۃ وسلام ہو اُن پر اور اُن کی اُمّت کے تمام اولیا، ان کے ملّت کے تمام علما اور ان کے لاڈلے بیٹے حضور غوثِ اعظم جیلانی اور نجات پانے والے، فلاح والے، ان کی سنّت کے تمام پیروکار پر۔ آمین یاربّ العٰلمین۔

قرآنِ عظیم میں کیوں دی؟ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۔

یعنی: اے نبی جہاد کرو کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو۔

اور فرماتا ہے جل جلالہٗ:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ۔

یعنی: اے ایمان والو جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی پائیں۔

اور فرماتا ہے عزّ شانہٗ:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا وَ دُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۔

یعنی: اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری بُرائی میں کمی نہیں کرتے، تمہارا تکلیف میں پڑنا اُن کی دلی آرزو ہے۔ بے شک ان کے مونہوں سے عداوت ظاہر ہو چکی ہے اور جو اُن کے سینے چھپائے ہوئے ہیں وہ اور بڑی ہے۔ ہم نے تمہیں صاف نشانیاں بتادیں، اگر تمہیں عقل ہو۔

ان بے دینوں کو یہ نہیں معلوم کہ ہر شخص اگرچہ اپنی قبر میں جائے گا لیکن باوجود قدرت و استطاعت اگر کوئی شخص بدمذہبوں، بے دینوں کی بدمذہبیوں، بے دینیوں پر قصداً ردّ و اِبطال نہ کرے گا اور اُمّتِ مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ کو ان کے کفریات وضلالات میں مبتلا ہوتے دیکھ کر بھی ساکت وخاموش رہے گا تو خود اس کی قبر بھی واحد قہّار جل جلالہٗ کی لعنتوں سے بھر دی جائے گی۔ یہ ان بدمذہبوں کی قبر میں تو نہ جائے گا لیکن خود اس کی قبر میں وہی عذابات وعقوبات ہوں گے جو اِن بدمذہبوں کے لیے ہیں کہ اِس نے اپنے سکوت اور اپنی

مداہنت سے ان بدمذہبوں، بے دینوں کو اشاعتِ کفر وضلال میں مدد پہنچائی۔ حدیث شریف میں ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں:

اِذَا ظَهَرَتِ الْفِتَنُ اَوْ قَالَ الْبِدَعُ وَ سُبَّ اَصْحَابِیْ فَلْیُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَهٗ وَمَنْ لَّمْ یُظْهِرْ عِلْمَهٗ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یُقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلًا۔

یعنی جب فتنے ظاہر ہوں (یا فرمایا کہ بدمذہبیاں پھیلیں) اور میرے اصحاب کو بُرا کہا جائے تو عالم پر فرض ہے کہ اپنا علم ظاہر کرے (ان بدمذہبوں کا اور صحابہ کی شان میں توہین کرنے والوں کا رَد کرے) اور جو عالم اپنا علم ظاہر نہ کرے، اس پر اللہ کی لعنت اور تمام فرشتوں کی لعنت، تمام لوگوں کی لعنت۔ اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے، نہ اس کا نفل۔

جب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں توہین کرنے والوں کا باوصفِ قدرت و استطاعت رَد کرنے سے سکوت کرنے والا تمام انسانوں کا، تمام فرشتوں کا بلکہ خود اللہ واحد قہار جل جلالہٗ کا ملعون ہے تو خود حضورِ اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین و تنقیص بلکہ خود حضرت ربُّ العزۃ جلّ جلالہٗ کی تکذیب کرنے والوں کا رَد کرنے سے قدرت واستطاعت ہوتے ہوئے بھی سکوت کرنے والا کفریات وضلالات کے رَد پر قادر ہوتے ہوئے بھی ان پر رواداری برتنے والا کیسا اشد ترین ملعون ہوگا۔ وَالْعَیَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا یقیناً عباداتِ الٰہی ہے اور تلاوتِ قرآنِ مجید کے بعد تمام اَوراد و وظائف سے افضل واعلیٰ ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ جس موقع پر شریعتِ مطہرہ نے درود شریف کے سوا کوئی اور کام واجب وضروری قرار دیا ہو تو اس موقع پر بھی درود شریف ہی پڑھنے پر اکتفا کیا جائے۔ بہت سے قرّاء کے نزدیک ابتدائے قرأت میں اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ واجب ہے۔ کیا اس پر کوئی صلح کلّی کہے گا کہ جتنی دیر ہم ابلیس کو بُرا کہیں گے، اس کو مردود وملعون ورجیم کہہ کر اس سے پناہ مانگیں گے، اتنی دیر اگر ہم درود شریف پڑھیں گے تو بہتر ہے، بہت زیادہ ثواب ہوگا۔

شریعت مطہرہ نے ذبیحہ حلال ہونے کے لیے یہ شرط قرار دی ہے کہ بوقتِ ذبح "بِسۡمِ اللهِ، اَللهُ اَکۡبَر" کہا جائے، کیا اس پر کوئی صلح کلّی کہے گا کہ درود شریف تو ہر وظیفے اور ہر وِرد سے افضل ہے لہٰذا ہم تو بوقتِ ذبح بھی درود شریف ہی پڑھتے رہیں گے۔ اگر کوئی صلح کلّی قصداً ایسا کرے گا تو شرعاً بحکم فقۂ حنفی وہ ذبیحہ مُردار اور اُس کا کھانے والا مُردار خور ہوگا۔ وَالۡعِیَاذُ بِاللهِ تَعَالٰی۔ بلکہ ؎

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد　　　　گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی

شریعتِ مطہرہ نے جس وقت جو کام واجب فرمایا ہے، اس وقت اسی کام کو عمل میں لانے سے برأت ذِمّہ ہوسکتی ہے۔ جس وقت بد مذہبوں، بے دینوں کے کفریات وضلالات پھیل رہے ہوں، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے بھولے بھالے اُمتی کفر و ضلال کے جال میں شکار کیے جا رہے ہوں، ایسے موقع پر جو شخص مسلمانوں کو گمراہوں، مرتدوں کے دام میں آنے سے بچانے کی قدرت رکھتا ہو، بے دینوں کی بے دینی طشت از بام کرسکتا ہو، تو اس وقت وہ شخص بد مذہبی و بے دینی کے رَد سے دَم سادھ لے اور تسبیح لے کر درود شریف پڑھتا رہے، یا جو شخص اِس کی قدرت نہیں رکھتا مگر خود اپنے ایمان کو بچانے کے لیے بدمذہبوں، بے دینوں سے نفرت و بیزاری رکھنے کے حکمِ شرعی پر عمل کرسکتا ہے، وہ ان سے علیحدہ و بیزار نہ ہو بلکہ تسبیح لیے ہوئے ان کی مجلسوں میں جائے، ان کے ساتھ میل جول، سلام کلام رکھے، ان سے ہم پیالہ و ہم نوالہ رہے اور درود شریف پڑھ پڑھ کر تسبیح کے دانے پے در پے گراتا جائے تو اس کا یہ نمائشی درود شریف ہرگز عبادتِ الٰہی نہیں بلکہ خدا اور رسول جلّ جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دوستی ومحبت رکھنا اور اپنی مُداہنت اور صلح کلّی پر دکھاوے کے درود شریف سے پردہ ڈالنا اور درحقیقت اللہ واحد قہار، علیم بذات الصدور جل جلالہٗ کو دھوکہ دینا اور بھولے بھالے مسلمانوں کو فریب میں ڈالنا ہے۔ پھر کیا ظالم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اللہ واحد قہار جلّ جلالہٗ کو دھوکہ دے سکیں گے؟ لَا وَاللهِ! قَالَ تبارك و تعالیٰ: يُخٰدِعُوۡنَ اللّٰهَ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ۚ وَمَا يَخۡدَعُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡفُسَهُمۡ وَمَا

يَشْعُرُوْنَ۔ منافقین چاہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے غلاموں کو دھوکہ دیں اور درحقیقت وہ اپنی جانوں ہی کو دھوکہ دے رہے ہیں اور وہ نہیں سمجھتے۔ اُن کا بُرا مکر اُنھیں پر پلٹے گا۔ قَالَ تبارك و تعالیٰ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ۔ وَالْعِيَاذُ بِاللهِ تَعَالٰى.

اس ناپاک ترین فرقۂ صلح کلّیہ کے افراد ہر طبقے میں ہیں اور ہر ایک طبقے میں علٰیحدہ علٰیحدہ مختلف طریقوں سے اپنی صلح کلیت ملعونہ کا پرچار کرتے ہیں۔ عوام کے طبقے میں جو لوگ صلح کلّی ہیں وہ یوں بکتے ہیں کہ

> ’’اگر اِن سنّی مولویوں کے فتوؤں پر ہم عمل کریں گے تو ہم دنیا میں کہاں رہیں گے، مولوی تو کہتے ہیں کہ ہر بدمذہب، ہر بے دین سے نفرت و عداوت رکھو۔ پھر ہم دنیا کا کاروبار، اپنی تجارت، اپنا بیوپار کیونکر چلائیں گے؟ کسی کی نوکری، کسی کے یہاں ملازمت، کسی کے گھر پر مزدوری کیسے کرسکیں گے؟‘‘

اللہ ورسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شانِ رفیع میں جب کسی مرتد کی توہینیں، گستاخیاں یا کسی مسئلۂ دینیہ ضروریہ کے متعلق کسی بے دین کی تکذیبیں ان کے سامنے پیش کی جاتی ہیں تو یہ یوں کہہ کر جاہلوں کو بہکاتے ہیں کہ ’’میاں یہ مولویوں کے جھگڑے ہیں، مولوی مولوی جانیں، ہم تو جاہل آدمی ہیں، ہمارے نزدیک سبھی مولوی اچھے ہیں۔ ہم اپنی زبان سے کسی مولوی کو کیونکر بُرا کہیں‘‘۔۔۔۔۔مگر ان انسان نما جانوروں کو بلکہ جانوروں سے بھی بدتر گمراہوں کو کیا اتنی بھی خبر نہیں کہ زمانۂ موجودہ سے پیشتر جو ہمارے اگلے پُرکھے باپ دادا سُنّی مسلمان تھے ان کا دین و مذہب وہی تھا جو حضور سیّدنا الغوث الاعظم وحضور خواجہ غریب نواز وحضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، حضرت شیخ المشائخ سلطان الاولیاء نظام الدین محبوبِ الٰہی، حضرت داتا گنج بخش لاہوری، حضرت شاہ

عبدالحق رُدولوی، حضرت قطب عالم پنڈوی، حضرت مخدوم جہانگیر اشرف سمنانی کچھوچھوی، حضرت مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری، حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری، حضرت شاہ وجیہہ الدین گجراتی، حضرت شاہ عالم احمد آبادی، حضرت شاہ پیر محمد سلونی، حضرت مخدوم علی احمد علاء الدین صابر کلیری، حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی، حضرت مخدوم بندہ نواز گیسو دراز، حضرت میراں سیّد علی داتار، حضرت سیّد سالار مسعود غازی، حضرت بدیع الدین شاہ مدار، حضرت مخدوم علی فقیہہ مہائمی، حضرت سیدنا شاہ برکت اللہ قادری مارہروی، حضرت سیدنا شاہ اچھے میاں مارہروی ودیگر اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تھا۔ کیا ان خبثا کو اتنا نہیں سوجھتا کہ اس ساڑے تیرہ سو برس سے زائد قدیم دین اسلام و مذہب اہلِ سنّت کے مقابلے میں جس پر اگلے زمانے کے تمام اہلِ اسلام و اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوتے چلے آئے ہیں۔ جو شخص کوئی نیا عقیدہ، نیا مذہب، نیا فرقہ گڑھ کر مسلمانوں کے سامنے پیش کرے، وہ ہرگز سُنّی مسلمان نہیں۔ بلکہ گمراہ، بدمذہب، بے دین ہے۔ نہیں نہیں! خبر ضرور ہے اور اتنی بات کی خبر تو ہر گنوار مسلمان، ہر کسان مسلمان، ہر مزدور مسلمان کو بھی ہے جو اپنے آپ کو سُنّی مسلمان کہتا ہے کہ جملہ مسائلِ ضروریہ دینیہ وہی مسائل تو ہیں جن کو اُسی ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم سچّے مذہب اہلِ سنّت کے ماننے والے برابر دین کے ضروری مسائل مانتے چلے آئے، جو کسی ضروری دینی مسئلے کے خلاف اپنا عقیدہ گڑھے وہ اس قدیم دین اسلام اور مذہب اہلِ سنّت کا مخالف ہے۔ اور جو اُس ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم دینِ اسلام و مذہب اہلِ سنّت کا مخالف ہو، وہ گمراہ بے دین ہے۔ اس میں کونسی ایسی بات ہے جو اِن صلح کلیوں کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ لیکن یہ صلح کلیہ چاہتے ہی یہ ہیں کہ ایسے فریب دے کر عوام اہلِ اسلام کے دلوں سے مسائلِ دینیہ ضروریہ کی عظمت واہمیت نکال دیں۔ **وَالْعِیَاذُ بِاللہِ تَعَالٰی**

رہا توہین و گستاخی کا مسئلہ تو مرتدین دیوبندیہ وملحدین چکڑالویہ، زنادقۂ خاکساریہ اور بے دینانِ لیگیہ وغیرہم کفّار و اشرار نے اللہ و رسول جَلَّ جَلَالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عظیم وجلیل سرکاروں میں جو گندی توہینیں، سڑی ہوئی دُشنام طرازیاں کی ہیں، وہ تو اُن صلح

کلیوں کی سمجھ میں نہیں آئیں، ان گستاخیوں کا بحکمِ شریعت کفر اور ان گستاخوں کو حسب فتوائے شرعیہ کافر، مرتد کہنا ان کے نزدیک مولویوں کا جھگڑا ہو جاتا ہے۔لیکن جب ویسی ہی، بلکہ اُن سے بہت ہلکی باتیں خود ان صلح کلیوں یا ان کے باپ دادا کے لیے کوئی کہہ دیتا ہے کہ مثلاً تمہارا منہ سوٗر کا سا ہے، تمہارے باپ کے کان کی کیا تخصیص ہے ایسا کان تو گدھے کے بھی ہیں، تمہاری والدہ مُشفقہ کے پیٹ کی کچھ خصوصیت نہیں ایسا پیٹ تو بجّو کا بھی ہے، تمہارے دادا صاحب چمار سے بھی زائد ذلیل تھے، تمہاری دادی صاحبہ چمارن تھیں، تمہارے نانا صاحب چوہڑے (بھنگی) تھے، تمہاری نانی صاحبہ چوہڑی یعنی بھنگن تھیں۔'' ۔۔۔۔تو فوراً ہی ایسے کلمات کا گالی اور دُشنام ہونا خود ان صلح کلّیوں کی سمجھ میں آجاتا ہے اور کہنے والے سے انتقام لینے کے لیے فوراً ہی تیار ہو جاتے ہیں۔اُس وقت یہ ہرگز نہیں کہتے کہ ''بھائی! ہم تو جاہل آدمی ہیں، کسی مولوی سے جا کر پوچھو کہ ایسے الفاظ ہمارے ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی کے حق میں گالی ہیں یا نہیں اور ان باتوں سے اُن کی توہین ہوئی ہے یا نہیں؟ یہ جھگڑے مولوی لوگ سمجھ سکتے ہیں، ہماری سمجھ میں یہ باتیں نہیں آتیں'' ۔۔۔۔۔ بلکہ ایسے الفاظ سُنتے ہی فوراً مار پیٹ، گالی گلوج کے لیے آمادہ ہو جاتے ہیں۔۔۔تو ثابت ہوا کہ مُرتدوں، بے دینوں نے اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی عظمت والی بارگاہوں میں جو کچھ دُشنامیں بکیں ان کو بھی یہ صلح کلّیۂ نار یہ قطعاً سمجھتے ہیں۔مگر اپنی اور اپنے ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی کی توہین کو بُرا اور جُرم سمجھتے ہیں۔لیکن خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رفیع وجلیل سرکاروں میں گالیاں دُشنامیں بکنے کو کچھ بُرا ہی نہیں سمجھتے، اس کو کفر ہی نہیں جانتے۔لہٰذا ان مُرتدوں، بے دینوں کے کفر و اِرتداد پر پردہ ڈالنے کے لیے ہی اس مسئلے کو مولویوں کا جھگڑا بتا دیتے ہیں۔العیاذ باللہ تعالیٰ

رہا دُنیا میں رہنے کا معاملہ تو یہ بھی ان بے ایمان صلح کلیوں کا ملعون فریب ہے۔ حضراتِ علمائے اہلِ سنّت کثرہم اللہ تعالیٰ ونصرہم یہ کب کہتے ہیں کہ تم دُنیا میں مت رہو، مر جاؤ، یا کاروبار بیوپار مت کرو، مزدوری نوکری چھوڑ دو، بلکہ ان کے فتاویٰ مبارکہ کا خلاصہ

یہ ہے کہ تم دنیا میں اس طرح جیو جس طرح خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے زندگی بسر کرنے کا حُکم دیا ہے۔ کاروبار، بیوپار، مزدوری، نوکری سب شریعتِ مطہرہ کے موافق کرو۔ جو لوگ اپنے عقائدِ کفریہ کے سبب بحکمِ شریعتِ مطہرہ معاذ اللہ کافر، بے دین ہیں، ان سے دینی عداوت، مذہبی نفرت رکھو۔ کیا تم ایک چمار کو دو پیسے دے کر اُس سے اپنے پُرانے جوتے کی مرمّت نہیں کراتے؟ کیا تم بھنگی کو دو آنہ مہینہ دے کر اس سے اپنا پاخانہ نہیں اُٹھواتے؟ پھر کیا یہ مُعاملات نہیں؟ ہیں اور ضرور ہیں۔ پھر اِن معاملات کے سبب اس چمار، اس بھنگی کی عظمت تم اپنے دلوں میں جماتے ہو؟ کیا ان مُعاملات کی بنا پر تم انھیں اپنا دینی بھائی بناتے ہو؟ کیا ان مُعاملات کے بعد آہستہ آہستہ تدریجاً اس چمار، اس بھنگی کے ساتھ یارانہ، دوستانہ مناتے ہو؟ نہیں! نہیں! ہرگز نہیں! تو معلوم ہوا کہ کفّار و مشرکین کے ساتھ دُنیوی کاروبار، بیوپار، مزدوری، نوکری کے مُعاملات جاری رکھنے کے لیے یہ ہرگز لازم نہیں کہ اُن کے کفر و شرک کے سبب مسلمانوں کو بحکمِ شریعت جو ان سے مذہبی نفرت و دوری، دینی مجانبت و بیزاری ہے اس میں کمی ہو جائے، یا معاذ اللہ! بالکل ہی جاتی رہے۔ کیا تم روزانہ بوقتِ حاجت بیت الخلاء نہیں جاتے ہو؟ پھر کیا اس روزانہ کے آنے جانے سے بیت الخلاء کے ساتھ تم کو محبت و دلچسپی پیدا ہو گئی ہے؟ کیا بوقتِ حاجت روزانہ بیت الخلاء جاتے جاتے اب اسے اپنی تفریح گاہ سمجھنے لگے ہو؟ کیا اب وہاں دل بہلانے اور سیَر کرنے کے لیے جانے لگے ہو؟ نہیں، نہیں! ہرگز نہیں! تو حضراتِ علمائے اہلِ سنّت دامت برکاتہم بھی یہی فتویٰ دیتے ہیں کہ مرتدین ومبتدعین کے ساتھ جہاں تک تم سے ہو سکے دُنیوی تعلقات بھی نہ رکھو۔ لیکن اگر ایسا کرنے کے لیے تمھیں ضرورت و مجبوری ہے تو تم اس بارے میں گناہگار نہیں، البتہ اِن دُنیوی تعلقات کی بنا پر مرتدین ومبتدعین کے ساتھ موانست و موادت ہرگز جائز نہیں۔

شیخ مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوبات، جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۱۶۵ میں صفحہ ۱۶۹ پر اپنے خلیفہ و مرید سیادت پناہ جناب سیّد شیخ فرید علیہ الرّحمہ کو مخاطب کرتے ہوئے

فرماتے ہیں:

''لازم است کہ ہمگی ہمت دراتیان احکامِ شریعت باید صرف نمود اہلِ شریعت را از علماء وصلحاء تعظیم وتوقیر باید داشت و در ترویجِ شریعت باید کوشید واہلِ ہوا و بدعت را خوار باید داشت مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْاِسْلَامِ وبکفار کہ دشمنانِ خدا عزّوجل اند و دُشمنانِ رسولِ وے اند علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوات والتسلیمات دشمن باید بود ودر ذل وخواری ایشاں سعی باید نمود وبہیچ وجہ عزت نباید داد وایں بے دولتاں را در مجلسِ خود راہ نباید داد واُنس نباید نمود وراہ شدت وغلظت را با ایشاں پیش باید کرد ومہما امکن در ہیچ اَمرے با ایشاں رجوع نباید نمود واگر فرضًا ضرورتے اُفتد در رنگ قضائے حاجت انسانی بکرہ و اضطرار قضائے حاجت از ایشاں باید نمود۔ راہے کہ بجناب قدس جب بزرگوار شما علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات می رساند اینست۔ اگر بایں راہ رفتہ نشود وصول بایں جناب قدس دشوار است ہیہات ہیہات۔''

یعنی یہ بات لازم ہے کہ ساری ہمت شریعت مطہرہ کے احکام بجالانے میں صَرف کرنی چاہیے اور پابندِ شریعت علمائے دین وصالحین کی تعظیم وتوقیر کرنی چاہیے اور شریعتِ مطہرہ کے احکام کو رائج کرنے میں کوشش کرنی چاہیے اور مسلمان کہلانے والے بدمذہبوں اور گمراہوں کو ذلیل رکھنا چاہیے کہ حدیث شریف میں ہے: حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے کسی بدمذہب کی تعظیم کی، اُس نے اسلام کے ڈھا دینے پر مدد دی اور کافروں کے ساتھ جو خدا تبارک وتعالیٰ کے دُشمن اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمن ہیں، دشمن رہنا چاہیے اور کسی طور پر ان کو عزت نہ دینی چاہیے اور اُن بدنصیبوں کو اپنی مجلسوں میں آنے نہیں دینا چاہیے اور اُن سے اُنس پیدا نہیں کرنا

چاہیے اوران کے ساتھ شدّت وغلظت کرنا چاہیے اور جہاں تک ہو سکے کسی بات میں اُن کی طرف رجوع کرنا نہیں چاہیے۔اوراگر بالفرض کوئی ضرورت پڑ جائے تو بیت الخلاء جانے کی طرح شرعی ناگواری اور مجبوری کے ساتھ اُن سے اپنی حاجت پوری کرنی چاہیے۔آپ کے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بارگاہِ قُدس تک جو راستہ پہنچا تا ہے وہ یہی ہے۔اگر اس راہ پر چلا نہ جائے گا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بارگاہِ قدس تک پہنچنا دُشوار ہے۔یہ بات بہت دور ہے، یہ امر بہت بعید ہے۔

لِوَجْہِ اللّٰہِ الْکَرِیْمِ الحمد کہ کالشّمس فی وسط السماء واضح وروشن ہوگیا کہ ہمارے آقایانِ نعمت حضرات علمائے اہلِ سنّت رحمہم اللہ تعالیٰ کے فتاویٰ مُبارکہ پر عمل کرنا نجات وفلاحِ آخرت کا ضامن ہونے کے ساتھ ساتھ دُنیوی کاروبار میں بھی ترقی وکامیابی کو متضمن ہے۔ اوراسی طرح یہ بھی ثابت ہوگیا کہ ان صلح کلّیوں کا یہ فریب دینا صرف اِسی لیے ہے کہ سادہ لوح عوام مسلمین کو معاذ اللہ یہ باور کرادیا جائے کہ علمائے اہلِ سنّت کے فتاویٰ اس قابل ہی نہیں کہ ان پر عمل کیا جاسکے اور یہ کہ بدمذہبوں، مرتدوں کے مُکفّبین اور سُنّی مسلمانوں کے علمائے دین دونوں ایک ہی درجے، ایک ہی مرتبے میں ہیں۔وَالْعَیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔

اور فرقۂ صلح کلّیہ کے وہ افراد جو مسلمانوں کے لیڈر کہلاتے ہیں، وہ مسلمانوں کو یوں بہکاتے ہیں کہ اس وقت دنیائے سیاست میں اقوامِ عالم باہمی کشمکشِ موت وحیات میں مصروف ہیں۔اوراگرچہ ہرقوم کے اندر باہمی بہت سی فرقہ بندیاں ہیں، لیکن اس وقت ہر ایک قوم اپنے تمام فرقوں، اپنے تمام افراد کو مجتمع ومنظم کرکے پورے اتفاق واتحاد کے ساتھ میدانِ سیاست میں اپنے مقابل کے سامنے صف آرا وجنگ آزما ہے دوسری قوموں کے مقابلے میں ایک تو ہم یونہی تھوڑی تعداد میں ہیں اوراگران مولویوں کے فتوؤں پر عمل کرکے وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلّدوں، قادیانیوں، چکڑالویوں، نیچریوں، خاکساریوں، احراریوں، لیگیوں، رافضیوں، خارجیوں کو ہم اپنی جماعت سے الگ کردیں گے تو ہم بہت ہی چھوٹی سی اقلیت میں رہ جائیں گے۔یہ حقوق اور وزارتیں اور حکومتیں ملنے کا وقت ہے۔

اگر مولویوں کے کہنے میں آ کر اس وقت کو ہم نے آپس کے جھگڑوں میں صرف کر دیا تو ہم پر سیاسی موت آ جائے گی۔ دوسری منظم طاقتیں ہم کو کچل کر فنا کر ڈالیں گی۔ لہٰذا اس وقت تو تمام کلمہ گو فرقوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق کر کے میدانِ سیاست میں دوسری قوموں سے بازی جیت لو۔ پھر بعد کو یہ مذہبی جھگڑے بھی آپس میں طے کر لینا۔

درحقیقت ان صلح کلّی لیڈروں نے سیاست کو مذہب سے ایک علیحدہ چیز ٹھہرا کر سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دامِ مکر میں پھانس رکھا ہے۔ ورنہ مسلمانوں کا ایمان و قرآن تو اسے یہ بتاتا ہے کہ اس کی سچّی اسلامی سیاست بھی اس کے سچّے دین و مذہب ہی کا ایک شعبہ اور اسی کا جزو ہے۔ سچّا مسلمان میدانِ سیاست میں پہنچ کر بھی پابندیِ احکامِ مذہب سے بے نیاز نہیں ہو جاتا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔

یعنی میں نے آج تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔

اِن صلح کلّی لیڈروں کا اس پر بھی ایمان نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ عَلٰی فِئَةٍ کَثِیْرَةً بِاِذْنِ اللهِ وَاللهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔

یعنی بہت مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ چھوٹی چھوٹی جماعتیں اللہ کے حکم سے بڑے بڑے جتھوں پر غالب آئی ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اور فرماتا ہے جل جلالہٗ:

وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

اور ہمارے ذمۂ کرم پر ہے کامل ایمان والوں کی مدد فرمانا۔

اور فرماتا ہے عزوعلا:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مَا هُمْ مِنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔

اے محبوب! کیا تم نے ان لوگوں کو نہ دیکھا جنھوں نے اس قوم سے دوستی کی جس پر اللہ نے غضب فرمایا اے ایمان والو! یہ لوگ نہ تم میں سے ہیں نہ ان ( کھلے کافروں ) میں سے اور یہ لوگ جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔

پھر ایسے لوگوں کے رذائل وقبائح بیان فرما کر انھیں کے حق میں فرماتا، جل جلالہٗ :

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔

یہ لوگ شیطان والے ہیں۔ سُنتا ہے شیطان والے ہی ٹوٹا پانے والے ہیں۔

اور فرماتا ہے عز جلالہٗ :

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ۔

اے محبوب! تم ان لوگوں کو جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں ایسا نہ پاؤ گے کہ اللہ ورسول کے مخالفوں سے دوستی رکھیں اگر چہ وہ اُن کے باپ دادا یا اُن کے بیٹے یا ان کے بھائی بند یا ان کے کنبے قبیلے کے لوگ ہوں۔

پھر ان کے فضائل و مدائح بیان فرما کر انھیں کے حق میں فرماتا ہے جلّ شانہٗ :

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

یعنی یہ لوگ اللہ والے ہیں۔ سنتا ہے؟ اللہ والے ہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

اور فرماتا ہے تبارک شانہٗ :

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے اور اللہ سے ڈرے اور اس سے خشیت رکھے تو یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

اور فرماتا ہے عز جلالہٗ :

فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ۔ (سورۂ محمد: آیت ۳۵)

تو اے ایمان والو! تم سُست مت ہو اور کفّار و مشرکین و مرتدین کو صلح و اتحاد کی طرف مت بلاؤ اور تمہیں غالب ہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال میں خسارہ ہرگز نہ دے گا۔

مسلمان کا ایمان قرآن و رحمٰن اور اس کے پیارے رسول ذی شان پر ہے۔ جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وہ ایمان رکھتا ہے کہ الٰہی مدد اور خداوندی نصرت کا وعدۂ صادقہ انھیں لوگوں کے حق میں ہے جو بتوفیق اللہ تعالیٰ مسلمان کامل الایمان، متبع احکامِ شریعت ہوں۔ اللہ و رسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دوستوں کے ساتھ دوستی، اللہ و رسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی رکھتے ہوں۔ ان کا اعتماد صرف ظاہری دُنیوی اسباب ہی پر نہ ہو بلکہ وہ حضرت مُسبّب الاسباب عزّ جلالہٗ پر اعتماد اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر بھروسہ رکھتے ہوں۔ پھر اگر وہ تعداد میں اپنے دُشمنوں سے کم ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فرشتے بھیج کر بہت کر دے گا۔ اگر وہ ظاہر میں کمزور وضعیف ہوں گے اللہ تعالیٰ اُن کو قوت و طاقت بخشے گا۔ ان کی کمزوری و اقلیت اور ان کے دشمنوں کی طاقت و اکثریت باذن اللہ العزیز المقتدر ان کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ اس مبحث کی تفصیل جلیل میں حضور پُرنور مرشدِ برحق حامی السنن ماحی الفتن، حضرت عظیم البرکت، تاج العلماء سراج العرفا، مولانا مولوی حافظ مفتی سیّد شاہ اولادِ رسول محمد میاں صاحب قبلہ قادری برکاتی قاسمی دامت برکاتہم القدسیہ مسند نشین سجادۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ احمدیہ سرکارِ کلاں مارہرہ مطہرہ، ضلع ایٹہ کا رسالۂ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی ''غلبۂ فئہ قلیلیہ الٰہیہ'' اور رسالۂ مبارکہ ''اَلْجَوَابَاتُ السُّنِیَّه عَلٰی زُهَاءِ السُّوَالَاتِ اللِّیْگِیَه'' میں ملاحظہ ہو۔ اس کا انکار وہی کر سکے گا جس کو قرآنِ عظیم پر ایمان نہ ہو گا۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔

دوسری قوموں کے مختلف فرقے آپس میں کتنے ہی اختلاف رکھتے ہوں مگر کافر و بے ایمان ہونے میں سب ایک ہیں۔ اور بحکم اَلْکُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ ان سب کا باہمی اتفاق و اتحاد کچھ جائے تعجب نہیں۔ لیکن ان فرقہائے مرتدین کے ساتھ مسلمانوں کے اختلافات ہرگز آپس کے اختلافات نہیں۔ یہ فرقے تو اپنے اپنے عقائد کفریہ کے سبب اسلام ہی سے خارج ہو چکے۔ البتہ مذہبِ اہلِ سنّت کے چاروں گروہوں حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ، کے باہمی فروعی اختلافات بے شک مسلمانوں کے آپس کے اختلافات ہیں، تو اِن اختلافاتِ فرعیہ کے سبب سُنّی مسلمانوں میں بحمداللہ تعالیٰ کوئی لڑائی جھگڑا نہیں۔ سچّا مسلمان کرسیوں، وزارتوں، حکومتوں کے لالچ میں اپنے پیارے دین و مذہب کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔ بلکہ وہ اپنی جان و آبرو سے زیادہ پیارے اپنے سچّے دین و مذہب پر کرسیوں، وزارتوں، حکومتوں غرض کہ دنیا کی ساری دولتوں، تمام راحتوں کو قربان کردے گا، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

پھر جبکہ ہندوستان میں کلمہ گویانِ اسلام کی مجموعی تعداد بھی دوسری قوم کے مقابلے میں اقلیت ہی ہے تو ان مرتد فرقوں کے ساتھ اتحاد و وِداد کرنے کا بھی کیا نتیجہ ہوگا؟ وہ اقلیت تو پھر بھی اقلیت ہی رہے گی۔ مدّعیانِ اسلام مرتدین کو ملا لینے کے بعد بھی اقلیت اکثریت نہ ہوگی۔ تو خدا و رسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق کا خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ کے سوا کیا حاصل۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

اور یہ تو سیدھے سادے مسلمانوں کو محض سبز باغ ہی دکھانا ہے کہ حکومت حاصل ہو جانے کے بعد یہ مذہبی اختلافات آپس میں طے کرلینا۔ حکومت اگر مل بھی گئی تو اس کی باگ ڈور، اس کا حل وعقد، اس کا بست وکشار سب کچھ معاذ اللہ انھیں صلح کلّی و نیچری ولیگی و بے دین لیڈروں کے ہاتھوں میں ہوگا۔ ابھی جبکہ ''گنجوں کو ناخن نہیں ملے ہیں'' یہ حال ہے کہ دین و مذہب پر قہقہے اُڑائے جا رہے ہیں، ایمانیات و اعتقادات پر ٹھٹھے لگائے جا رہے ہیں۔ اگر معاذ اللہ! حکومت خود اختیاری مل گئی تو یہ تمام مذہبی اختلافات طے تو ضرور کر دیئے

جائیں گے، مگر اس طرح جیسے مرتد مشرقی کہہ چکا کہ ''سب اعتقادی[ا] کتابیں جلا کر فی النّار والسقر کردی جائیں گی، مذہبی کتابوں کا رکھنا جُرم قرار دے دیا جائے گا'' **وَالْعَيَاذُ بِاللهِ تَعَالٰى** بھولے بھالے پیارے سُنّی مسلمانو! اپنے دشمنوں سے ہوشیار رہو۔ اس سے پہلے کہ ہوشیار ہونا کچھ نفع نہ دے۔ **وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ**۔

بعض صلح کُلّی لیڈر جن کو فن تاریخ میں بھی کمال کا دعویٰ ہے، مسلمانوں پر یوں اندھیری ڈالتے ہیں کہ

''جس وقت ترکی سلطان محمد فاتح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قاہر فوجیں خشکی پر جہاز چلا کر قسطنطنیہ میں فاتحانہ داخل ہورہی تھیں، عین اسی وقت عیسائیوں کے پادری شہر کے بڑے گرجا ایا صوفیہ میں اس مسئلے پر گرما گرم مباحثے میں مصروف تھے کہ جس روز یسوع مسیح (علیہ الصلاۃ والسّلام) کو بقول نصاریٰ سولی دی گئی، اُس دن انھوں نے فطیری روٹی کھائی تھی یا خمیری اور ان کا بول و براز پاک تھا یا نہیں؟ اسی طرح اِس وقت دوسری قومیں مسلمانوں کو فنا کردینے میں مصروف ہیں اور مسلمان انھیں مذہبی مباحثوں میں مبتلا ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو علمِ غیب تھا یا نہیں؟ اور حضور علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلاۃ والسلام کے فضلاتِ طیّبہ طاہر و پاک تھے یا نہیں؟ چھوڑو اِن مذہبی بحثوں کو اور میدانِ سیاست میں دشمنوں کے سامنے صف آرائی کرو۔ ورنہ تم بھی انھیں قسطنطینی عیسائیوں کی طرح فنا کردیئے جاؤ گے۔''

اللہ اکبر! اِن مکّار لیکچراروں کی مکّاری دیکھو مسلمانو! تم کو کس طرح چھلتے ہیں۔ قسطنطنیہ کے عیسائیوں کی شکست کا صرف یہ سبب دکھایا کہ وہ مذہبی بحثوں میں مبتلا تھے۔ ترکوں کی فتح کا مدار صرف اس پر ٹھہرایا کہ وہ انتظاماتِ جنگ میں پورے طور پر مصروف تھے۔ ان بے دینوں کی زبانوں سے یہ نہیں نکلا کہ وہ عیسائی اگرچہ مذہبی بحثوں میں مصروف تھے مگر کافر تھے۔ اور وہ ترک انتظاماتِ جنگ سے پورے تیار ہونے کے ساتھ ساتھ ایمان والے تھے، اس لیے اللہ واحد قہار جلّ جلالہ نے اپنے ایمان والے بندوں کو کفّار پر غالب و

---

[ا] ملاحظہ ہو مرتد مشرقی کا تذکرۂ ملعونہ۔ اردو دیباچہ، صفحہ ۶۵۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ۱۲ منہ

مظفر و فتح مند فرما دیا۔ اور اُن کے موںھوں سے یہ نکلتا بھی کیوں کر۔ اگر وہ ایسا کہہ دیتے تو کفر واسلام کا تفرقہ بیان کرنا پڑتا۔ اور مسلمانوں پر اندھیری ڈالنے کا موقع نہ ملتا۔

مسلمانو! اِن بے دین صلح کلّی لیڈروں سے کہو کہ ارضِ فلسطین، اجنادین، یرموک، قنسرین، انطاکیہ، حلب، بعلبک، مدائن، قادسیہ وغیرہا سینکڑوں مقامات پر اور بلادِ ہند و سندھ، افریقہ، الجزائر اور صلیبی جنگ کے ہزارہا میدانوں میں سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی کچھار کے شیروں کی بہت ہی چھوٹی چھوٹی فوجوں سے کفّار کے دس دس گنے، بیس بیس گنے، بلکہ بعض مقامات پر سوسو اور ہزار ہزار گنے جتھوں کے جو مقابلے ہوئے اور ان سب میں ایمان والے ہی منصور و غالب اور کفّار ہی مقہور و خائب رہے کیا وہ سب کفّار بھی مذہبی مباحثوں ہی میں مبتلا تھے؟ غرض قسطنطنیہ کے عیسائیوں کے بھی مغلوب و مقہور ہونے کا اصلی سبب ہرگز یہ نہ تھا کہ وہ حضرت سیّدنا عیسیٰ مسیح کلمۃ اللہ و روح اللہ علیہ الصلاۃ والسّلام کی سیرتِ کریمہ کے متعلق ایک مسئلے کی تحقیق میں کیوں مصروف تھے؟ بلکہ اس کا اصلی سبب بھی وہی وعدۂ الٰہیہ تھا کہ "وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ" یعنی اور اے ایمان والو! تم سُست مت ہو اور تم غمگین مت ہو اور تمہیں سب پر غالب رہو گے اگر تم کامل ایمان والے ہوگے۔۔۔ وہ نصاریٰ کافر تھے۔ ترکوں نے محض اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے بتوفیقہ تعالیٰ اُن پر جہاد کیا۔ ربِّ قدیر جلّ جلالہٗ نے اپنے ایمان والے بندوں کو کفّار پر غلبہ دیا۔ وَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ السَّامِيَه۔

مسلمانو! اِن عیّار لیڈروں کی اس عیّاری کا مقصد صرف یہ ہے کہ بدمذہبوں، بے دینوں کے لیے ان کی بدمذہبی، بے دینی پھیلانے میں پوری آزادی ہو جائے، کوئی رُکاوٹ ان خبثا کے راستے میں نہ رہے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سیرتِ اقدس پر کوئی بے دین کیسا ہی ناپاک اِلزام لگائے، حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علمِ مبارک یا شانِ اقدس کو کوئی مرتد کتنا ہی گھٹائے، مسلمانوں کے سچّے دین اسلام اور پیارے مذہب اہلِ سنّت پر کوئی ملحد کیسے ہی گھنونے اتہامات اُٹھائے مگر سُنّی مسلمان دَم سادھے زبان

دبائے چپ بیٹھے زبانِ قلب سے ''ٹک ٹک دیدم دَم نہ کشیدم'' کا وظیفہ پڑھتے رہیں۔ ملحدوں، بے دینوں، مرتدوں کے جواب میں نہ ایک حرف لکھیں نہ ایک لفظ کہیں۔ اور اگروہ احقاقِ حق وابطالِ باطل کریں گے تو قسطنطنیہ کے نصاریٰ کی طرح مٹا دیئے جائیں گے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

الحمدللہ لوجہ اللہ تعالیٰ کہ مہرِ نیم روز کی طرح واضح و لائح ہوگیا کہ ہمارے پیشوایانِ دینِ اہلِ سنّت علمائے ربّانیین کے فتاویٰ مبارکہ پر عمل کرنا ہی بفضلہٖ تعالیٰ ہماری صلاحِ دنیا و فلاحِ عقبیٰ کا سچّا ذریعہ ہے اور ان صلح کلّی و نیچری لیڈروں کا مقصد سیاست کے پردے میں بے دینی ودہریت پھیلانا ہے۔ وَالْعَيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى

ان صلح کلّی لیڈروں میں اعظم گڈھ کے مولوی شبلی اور الطاف حسین حالی بہت نمایاں ہستی رکھتے ہیں۔ ان کی صلح کلّیت اپنی حد سے گزر کر شدید نیچریت ودہریت تک پہنچی ہوئی ہے۔ انھوں نے اپنے مضامین نظم ونثر کے ذریعے سے نیچریت کا زبردست پرچار کیا ہے۔ شبلی اعظم گڈھی کی نیچریت ودہریت اُس کی کتابوں ''سیرۃ النبی، الفاروق اور سیرۃ النعمان'' میں اپنے زندیقی کرشموں کی بہار اور الحادی جوبنوں کا اُبھار دکھا رہی ہے۔ اس کی اگر پوری تفصیل کی جائے تو ایک دفتر بسیط لکھنے میں آئے۔ یہاں مختصراً گذارش۔

شبلی اعظم گڈھی نے ایک مثنوی ''صبح اُمید'' لکھی، جو نیچریوں کے دارالمصنّفین نے مسعود علی ندوی کے اہتمام سے معارف پریس، اعظم گڈھ میں ''کلّیاتِ شبلی'' اردو کے صفحہ اوّل، صفحہ ۲۳ تک شائع کی۔ اس کے چند اشعار ہم بطور نمونہ پیش کر کے سُنّی مسلمانوں کے ایمانی قلوب سے ایک نظرِ انصاف کے طالب وَتَوْفِيْقُ الْهِدَايَةِ وَالْاِجْتِنَابِ عَنِ الْغَوَايَةِ مِنَ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ الْوَاهِبِ۔

لڑ پڑتے تھے بات بات میں ہم — ڈوبے تھے تعصّبات میں ہم
دکھلائی کمالِ دین داری — مومن کو بنادیا جو ناری
تکفیر ہمارا ہی چلن تھا — زندیق، تو تکیۂ سخن تھا

دشمن کو نہ کرسکے موافق — مؤمن کو بنا دیا مُنافق
گمراہ تو سیکڑوں بنائے — رستے پہ نہ ایک کو بھی لائے
خلق نبوی کی تھی یہ تصویر — آپس میں ہر اِک گرمِ تکفیر
تصنیف میں گالیوں کی بھرمار — تحریر، کہ لعنتوں کا انبار
برپا تھے وہ مسجدوں میں فتنے — دیکھے نہ کبھی سُنے کسی نے
آپس میں نفاق کا یہ عالم — یہ اس سے خفا، وہ اس سے برہم
اللہ رے یہ وفورِ غفلت — سمجھے تھے رواج کو شریعت
باطل پہ فدا تو حق سے بیزار — تقلید پہ کس بلا کا اصرار
دین دار برائے نام تھے ہم — وابستہ رسمِ عام تھے ہم
تھے رسم و رواج پر فدا سب — تحقیق سے کچھ غرض نہ مطلب
سمجھے نہ ذرا کہ وقت کیا ہے — کس سمت زمانہ چل رہا ہے؟
نیرنگیوں پر نہ کچھ نظر کی — یعنی کہ ہَوا ہے اب کدھر کی
کیا پیش ہے؟ کیسی صورتیں ہیں؟ — کیا وقت ہے؟ کیا ضرورتیں ہیں؟
چھیڑے جو گئے نئے فسانے — نغمہ وہ رہا نہ وہ ترانے
سیّارے ہیں اب نئی چمک کے — وہ ٹھاٹھ بدل گئے فلک کے
اب صورت ملک و دیں نئی ہے — افلاک نئے، زمیں نئی ہے
سب بھول گئے ہیں ما سبق کو — گردوں نے اُلٹ دیا ورق کو
دیکھی یہ روش تو پھر خرد مند — ہوتے گئے طرزِ نو کے پابند
گرنے بھی نہ پائے تھے کہ سنبھلے — بدلا جو زمانہ، وہ بھی بدلے
لیکن نقشِ زمیں رہے ہم — بیٹھے تھے جہاں وہیں رہے ہم
گو غیر اب اہلِ انجمن ہیں — ہم گرمِ فسانۂ کہن ہیں
ہر چند وہ بزم ہے نہ احباب — ہم دیکھ رہے ہیں پر وہی خواب

اس گنج گہر پہ ہم ہیں نازاں — جس کا کوئی جوہری نہیں یاں
قائم جو وہ انجمن نہیں ہے — اس نقد کا اب چلن نہیں ہے
اب عیب ہیں سب ہنر ہمارے — ہیں پوتھ سے کم گُہر ہمارے
ماتم تھا یہی کہ آئی ناگاہ — اِک سمت سے اک صدائے جانکاہ
اس شان سے تھی وہ آہِ دل گیر — پہلو میں اثر، بغل میں تاثیر
دل ہاتھ سے لینے میں بلا تھی — جادو تھی؟ فسوں تھی؟ جانے کیا تھی؟
جس سمت سے آئی تھی آواز — وہ جلوہ نمائے سحر و اعجاز
دیکھا تو وہاں بجاہ و تمکین — آیا نظر اِک پیرِ دیریں
صورت سے عیاں جلالِ شاہی — چہرے پہ فروغ صبح گاہی
وہ ریشِ دراز کی سپیدی — چھٹکی ہوئی چاندنی سحر کی
پیری سے کمر میں اک ذرا خم — توقیر کی صورت مجسم
وہ ملک پہ جان دینے والا — وہ قوم کی ناؤ کھینے والا
لب پر ہے فغاں کہ اب بھی جاگو — اے خوابِ گراں کے سونے والو
ہو گردِ رہ صفِ پسیں کیوں — اس بزم میں ہو خوار تمہیں کیوں
تا دیر وہ قوم کا فدائی — وہ خضرِ طریقِ رہنمائی
افسانۂ غم سُنا کے ٹھہرا — سوتوں کو جگا جگا کے ٹھہرا
باتوں میں اثر تھا کس بلا کا — اِک بار جو رُخ پھرا ہوا کا
خواہش کے بدل گئے اِرادے — ہمت نے قدم بڑھائے آگے
تعلیم کے جا بجا وہ جلسے — گھر گھر میں ترقیوں کے چرچے
دانشِ طلبانِ نُکتہ داں نے — عیسیٰ نفسانِ خوش بیاں نے
ترتیب دیئے بکاوشِ و کد — بتیس رِسالہائے مُفرد
وہ نکتہ ورِ حقیقت آگاہ — یعنی مہدی علی ذی جاہ

سید اشرف علی ممتاز — مشتاق حسین نکتہ پرداز
اُن کے قلم گہر فشاں نے — آئین گذارش بیان نے
آسان کردی ہر ایک مشکل — ناطے شدہ رہ گئی نہ منزل
جو بحث تھی دل نشیں کی تھی — ہر بات کی چھان بین کی تھی
تحقیق کے طے کیے مراحل — وا کردیئے عقدہائے مشکل
القصّہ یہ بات کی تھی تسلیم — یعنی کہ علومِ نو کی تعلیم
تدبیر شفا جو ہے تو یہ ہے — اِس دُکھ کی دوا جو ہے تو یہ ہے
سہتے ہیں جو یوں غم و تعب ہم — تدبیر یہی ہے بس کہ اب ہم
تقویم کہن سے ہاتھ اُٹھائیں — تہذیب کے دائرے میں آئیں
سیکھیں وہ مطالبِ نو آئیں — یورپ میں جو ہو رہے ہیں تلقیں
تہذیب کے وہ اُصولِ نایاب — وہ طرز معاشرت کے آداب
وہ گنجِ گرانِ دانش و فن — وہ فلسفۂ جدید بیکنؔ
کپلرؔ کی وہ نکتہ آفرینی — نیوٹنؔ کے مسائلِ یقینی
اس فیض سے ہم بھی بہرہ ور ہوں — ہم بھی اس کان کے گہر ہوں
قائم ہو باتفاقِ باہم — اک مدرسۃ العلوم اعظم
وہ کعبۂ آرزو ہمارا — ہر غم میں ہو چارہ جو ہمارا
وہ درسِ گہہ خجستہ انجام — ہو پشت و پناہِ قومِ اسلام
رائیں ہوئیں متفق جو سب کی — اب قوم سے یاوری طلب کی
وہ کشتۂ قوم وہ فدائی — اُٹھا لیے کاسۂ گدائی
کیا تلخ ملے جواب اس کو — کیا کیا نہ دیئے خطاب اُس کو
برگشتہ کہا کسی نے دیں سے — لعنت کا ملا صلہ کہیں سے
خود قوم کو ہوگئی تھی یہ کد — زندیق کہا، کسی نے مُرتد

جور اُس نے سہے کرم کے بدلے — لُطف اس نے کیے ستم کے بدلے
یہ زحمتیں گو تھیں ساتھ اُس کے — پُر زور تھے جو ہاتھ اُس کے
آگے وہ بڑھا ہٹا کے سب کو — طے کرکے رہا رہِ طلب کو
ناکام رہے وہ جن کو تھی لاگ — خاشاک سے دب سکی نہ یہ آگ
باطل کو جو حق نے کردیا پست — اب نیست نے پائی صورتِ ہست
ہونی تھی کہ قوم کے پھریں دن — نالے نہ رہے اثر کیے بن
آخر بہزار جاہ و اِجلال — طالع ہوا آفتابِ اقبال
قائم ہوا یادگارِ ایام — وہ مدرسۃ العلوم اسلام
خالق سے دعا ہے اب کہ جاوید — روشن رہے یہ چراغِ اُمیّد
اِس چشمۂ فیض سے ہے سیراب — بنگال سے تا حُدودِ پنجاب
افسوس تو اُن پہ ہے کہ اب بھی — ہیں گم گشدۂ رہِ ترقی
جلوے جو دکھا رہا ہے ادبار — اَوہامِ غلط میں ہیں گرفتار
گو قوم شکستہ حال ہوجائے — برباد ہوجائے پائمال ہوجائے
یہ سب ہو پر اُن کی ضد نہ جائے — حق بات کبھی نہ دل میں آئے
جاتے نہیں وہم باطل اُن کے — پتھر سے بنائے ہیں دل اُن کے
سیّد سے اگر ہے بغض لِلّٰہ — وہ خادمِ قوم اگر ہے گمراہ
کچھ آپ ہی انتظام کرتے — اسلام کو نیک نام کرتے

سُنّی مسلمان بھائیو! لِلّٰہ ایمان سے کہو! اگر یہ نیچریت نہیں تو تین خدا ماننا، حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو خدا کا بیٹا جاننا بھی نصرانیت نہ ہوگا۔ بدمذہبوں، بے دینوں پر احکامِ شرعیہ سُنانے کو بات بات پر لڑنا اور تعصّبات میں ڈوبا رہنا بتایا۔ کلمہ پڑھنے والے بدمذہب پر بحکمِ حدیث شریف ناری ہونے کا حکم دینے کو دین داری کے خلاف ٹھہرایا۔ مسلمان کہلانے والا اگر کفریات بکے تو اسے بحکمِ شریعت منافق، کافر، زندیق، گمراہ کہنے کو خُلقِ نبوی کے

خلاف اور گالیوں کا طومار، لعنتوں کا انبار اور بدچلنی، بے تہذیبی بنایا۔ مسلمانانِ اہلِ سنّت کی مسجدوں کو بدمذہبوں، مرتدوں، بے دینوں، گمراہوں کی فتنہ انگیزیوں، مفسدہ پردازیوں سے محفوظ رکھنے پر فتنے اور نفاق کا حکم لگایا۔ مجانبت مبتدعین و مقاطعۂ مرتدین کے بداخلاقی ہونے کا اور سلفِ صالحین یعنی ساڑھے تیرہ سو برس کے بزرگانِ دین کے طریقۂ مرضیہ کی اتباع کے وفورِ غفلت ہونے کا اور تقلید ائمۂ مجتہدین کے باطل اور غیر مقلدی کے حق ہونے کا اور اجماعِ اُمت کی پیروی کو رسمِ عام کی وابستگی کہہ کر اجماعِ اُمّت کے ماننے والوں کے فقط برائے نام دین دار ہونے کا اور اگلے بزرگانِ اسلام کی سیرت کی پیروی کو رسم و رواج پر فدا ہونا ٹھہرا کر تحقیق حق سے اُس کے مخالف ہونے کا گیت گایا۔

پھر آگے چل کر تو صاف کہہ دیا کہ اب وقت وہ نہ رہا، زمانے کی رفتار بدل گئی، ہوا کا رُخ پھر گیا، نئی نئی نیرنگیاں پیش آگئیں، نئی نئی صورتیں، نئی نئی ضرورتیں سامنے آگئیں۔ نئے نئے افسانے چھیڑ دیئے گئے، نئی چمک کے ستارے نکل آئے۔ آسمانوں کے ٹھاٹھ بدل گئے۔ زمین بھی نئی ہے، آسمان بھی نئے ہیں۔ زمانے نے ورق اُلٹ دیا ہے۔ لہٰذا اب اگلے نغموں، پرانے ترانوں کا وقت نہ رہا۔ ماسبق یعنی اگلی باتوں کو بھول جانے کا وقت آگیا۔ وہی لوگ عقل مند ہیں جو ایسے وقت میں پرانے مذہب کو چھوڑ کر نئی روشنی کے پرستار بن گئے، نئی بادشاہت کے محکوم بننے کے ساتھ ساتھ دین بھی نیا اختیار کر لیا۔ لیکن جن لوگوں نے زمانے کے بدلنے پر اپنا دین نہیں بدلا، پرانے دین و مذہب پر ثابت و مستقیم رہے، محفل والے اگرچہ جدید ہوگئے، مگر وہ اُسی قدیم افسانے میں سرگرم ہیں۔ موتیوں کے جس خزانے کا اب کوئی قدر داں نہیں، پھر بھی وہ اپنے اُسی پرانے خزانے پر نازاں ہیں، نہ اسلامی سلطنت رہی، نہ اگلے زمانے کے سے دین دار مسلمان رہے، پھر بھی وہ اُسی ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم دین اسلام، مذہب اہلِ سنّت کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ اسلامی سکّے کا اب چلن نہیں رہا، پھر بھی وہ اُس پرانے سکّے کو نہیں چھوڑتے۔ اگرچہ جس قدر کمالاتِ اسلامیہ تھے وہ سب اس زمانے میں عیب بن گئے، پھر بھی وہ انھیں کے دِل دادہ ہیں۔ بحر اسلام کے جس

قدر بے بہا موتی تھے، وہ اگرچہ اس زمانے میں پوتھ یعنی کانچ کے جھوٹے موتیوں سے بھی بدتر ہو گئے پھر بھی وہ انھیں پر فدا ہیں۔ ایسے لوگ بے وقوف، بے عقل ہیں۔

پھر آگے چل کر مرتد اکفر پیر نیچر کی منقبت میں قصیدہ خوانی کی ہے۔ حتیٰ کہ اُسے راہِ ہدایت کا خضر بھی بنا ڈالا۔

پھر نواب محسن الملک ونواب وقار الملک واشرف علی کی تحریری وتقریری تبلیغ نیچریت کی تعریف وتوصیف کر کے صاف کہہ دیا کہ مسلمان اس وقت جس قدر مشکلات ومصائب میں مبتلا ہیں، ان سب کا واحد علاج باتفاق واجماع جملہ لیڈریان نیچریت صرف یہی ہے کہ جس طرح نیا سال آنے سے پُرانی جنتری بیکار ہو جاتی ہے اور نئی جنتری سے کام لیا جاتا ہے، اسی طرح پرانے دین ومذہب، پرانے عقائد ومسائل کو چھوڑ کر ان سے ہاتھ اُٹھا کر یوروپین تہذیب سیکھیں، یورپ کی ہی طرزِ معاشرت اختیار کریں۔ یورپ میں تہذیب ومعاشرت کے جو اُصول تلقین کیے جا رہے ہیں وہی نایاب اور بہترین ہیں، انھیں پر عمل پیرا ہوں۔

بیکن کے جدید فلسفے، کپلر کی نکتہ آفرینیوں، نیوٹن کے یقینی مسائل پر ایمان لائیں۔ یہ وہی مضمون ہے جو نواب محسن الملک وشمس العلماء صاحبان کہہ چکے ہیں کہ دین اسلام میں جس قدر مسائل وعقائد سائنس ونیچر کے خلاف ہیں، ان سب کو اسلام میں سے نکال کر پھینک دیا جائے۔

پھر آگے چل کر پیرِ نیچر کے قائم کردہ کالج کی ثنا خوانی میں چند اشعار ہیں۔ یہاں تک کہ اس کو قومِ اسلام کا پشت وپناہ اور اپنی آرزوؤں کا کعبہ بھی کہہ ڈالا۔

پھر سید احمد علی گڑھی کے عقائدِ کفریہ قطعیہ یقینیہ پر حضراتِ علمائے اہلِ سنّت دامت برکاتہم نے جو فتاویٰ شرعیہ دیئے تھے کہ یہ اقوال سراپا کفر وزندقہ وارتداد وبے دینی وضلال اور باعثِ لعنت ووبال ونکال ہیں، اُن فتاویٰ کو جور وظلم وستم کہا۔ صرف اسی پر بس نہ کی بلکہ ان فتاویٰ شرعیہ کو باطل اور پیر نیچر کے عقائدِ کفریہ ملعونہ کو حق بھی کہہ دیا۔ پھر کالجِ نیچریت کے قائم ہونے کو قوم کے دن پھرنا کہا۔ آخر میں اس مرکزِ نیچریت، منبعِ دہریت کے قیام وبقا کی

دعا کر کے پھر بک دیا کہ اب بھی جو مسلمانانِ اہلِ سنّت پیر نیچر سے بپتسما[1] نہیں لیتے، ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم دین اسلام و مذہب اہلِ سنّت کو نہیں چھوڑتے، یورپ کی تہذیب، یورپ کی معاشرت، نیچری دھرم اختیار نہیں کرتے، وہ ترقی کی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ ان کی بد نصیبی ان کو جلوے دکھا رہی ہے، وہ غلط وہموں میں گرفتار ہیں۔ اُن کے دلوں میں کبھی حق بات نہیں آتی، اُن کے باطل وہم جانے والے نہیں۔ وہ قوم کو شکستہ حال و برباد و پائمال ہوتا ہوا دیکھ کر بھی اپنی ضد پر اَڑے ہیں۔ پرانے دین و مذہب، پرانی تہذیب و معاشرت سے ہاتھ نہیں اُٹھاتے۔ یورپ کی نیچریانہ نئی روشنی کے اُجالے میں نہیں آتے۔

پھر کچھ بس نہ چلتا دیکھ کر پچھلے شعروں میں تو رو ہی دیئے۔ نہایت ہی کھسیانی ادا سے فرماتے ہیں کہ اے مسلمانانِ اہلِ سنّت کے دینی پیشواؤ، مذہبی رہنماؤ! اگر سید احمد خاں پیرِ نیچر اپنے عقائدِ کفریہ کے سبب بحکمِ شریعت گمراہ بے دین ہے اور آپ حضرات کی اس کے ساتھ عداوت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے اور اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہے، تو پھر آپ ہی حضرات کچھ انتظام کریں، اسلام کو نیک نام کریں۔

ہر سُنّی مسلمان کے نزدیک ایمان و قرآن کی روشنی میں یہ امر بدیہی ہے کہ آج مسلمانانِ عالم جن مصائب و آلام میں مبتلا ہیں، اُن کا واحد سبب شریعتِ مطہرہ کے احکام کی خلاف ورزی اور دین و مذہب کے معاملے میں وہن و مداہنت[2]، بے حمیتی، سَہل اِنکاری و بے غیرتی ہے۔ اور اِن مصائب و آلام کا واحد علاج اِسی سبب کو دور کرنا ہے۔ اور حضرات علمائے اہلِ سنّت، اساطین دین وملّت کثرہم اللہ تعالیٰ ونصرہم بفضلہٖ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم تحریراً وتقریراً برابر اسی سبب کو دور کرنے میں مشغول ومصروف ہیں۔ افسوس تو یہی ہے کہ نیچری لیڈروں نے ایمانی وقرآنی تدبیر شفا کے اختیار کرنے کو مرض بتا دیا، اور بے دینی ولا مذہبی قبول کرنے کو اپنے دُکھ کی دوا ٹھہرایا۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

---

[1] بپتسما: عیسائی مذہب کی ایک رسم جس میں بچے کے پیدا ہونے پر اس کے سر پر مقدس پانی کے چھینٹے ڈالے جاتے ہیں اور اسے عیسائی مان لیا جاتا ہے۔ (فیروز اللغات، اردو جدید، ص: ۱۱۲)

[2] وہن ومُداہنت: بزدلی اور چاپلوسی

ہماری اس کتاب کے مباحث کو جس نے غور و انصاف کے ساتھ پڑھ لیا ہے، اس پر شبلی اعظم گڈھی کے ان اشعار کا کفر یقینی و ارتدادِ قطعی ہونا مہر نیم روز و ماہ نیم ماہ سے بھی بڑھ کر واضح و روشن ہے۔ یہاں ہم صرف ایک ہی آیتِ کریمہ کی تلاوت پر اکتفا کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَاِنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔

اور (اے محبوب تم فرمادو کہ) یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اِس پر چلو اور اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کردیں گی۔ یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔

(ترجمۂ رضویہ)

آیتِ مبارکہ کا روشن فرمان ہے اور ہر سُنّی مسلمان کا اُس پر اذعان و ایمان ہے کہ قیامت تک کے پیدا ہونے والے تمام مکلّفین جنّ و انس پر فرض ہے کہ آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے حضورِ اقدس سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے جو دین و مذہب دنیا والوں کے سامنے پیش کیا۔ اُسی پرانے دین، اُسی قدیم مذہب کو قبول کرکے اُسی کی پیروی، اُسی کی اتباع کریں۔ اور جو شخص اس سے روگردانی کرکے کسی اور دین و مذہب کو اختیار کرے گا خواہ وہ یوروپ والوں کا ہو یا امریکہ والوں کا، ایشیا کا ہو یا افریقہ کا، وہ کافر، مرتد، بے ایمان ہے۔ مگر نیچریوں کا یہ اعظم گڈھی ریفارمر کھُلے لفظوں میں کہہ رہا ہے کہ مسلمانوں کی تمام بیماریوں کا صرف یہی ایک علاج ہے کہ یورپ کی تہذیب، یورپ کی معاشرت اختیار کرلی جائے۔ یعنی خود داڑھیاں مُنڈائیں، اپنی عورتوں کے سروں کے بال کتروائیں، خود بھی سینما تھیٹر دیکھیں، اُن کو بھی دِکھائیں، جوبلی پارک اور وکٹوریہ گارڈن وغیرہا باغوں، بازاروں کی بے پردہ سیر اور دوستوں، یاروں، آشناؤں سے ملاقات اور تخلیے کی ان کو بخوشی اجازتیں عطا فرمائیں، تقریبوں اور دعوتوں کے موقع پر خود بھی ناچیں، ان کو بھی نچائیں، ان کو فلم ایکٹریس بنائیں، خود بھی یورپین لباس پہنیں، ان کو بھی میڈموں اور

مِسوں کا حیا سوز لباس جس سے سر، گردن اور دست و بازو اور سینہ ورَان اور پنڈلیاں قطعاً برہنہ رہیں پہنائیں، شادی کے قابل مردوں اور عورتوں کے ایک مدّت تک نہایت آزادی و بے باکی کے ساتھ باہم ایک دوسرے سے جلوت و خِلوت میں میل جول رکھنے کی رسم کو یہاں کے مسلمانوں میں بھی جاری کرائیں۔ میز کرسی پر چھری کانٹے چمچے سے کھانا کھائیں۔ غرض سر سے پیر تک یورپ کی تہذیب و معاشرت کے گہرے رنگ میں رنگ جائیں۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ یورپ کی گڑھی ہوئی سائنس پر بھی ایمان لائیں۔ اور ساڑھے تیرہ سو برس کے قدیم دین اسلام و مذہب اہلِ سنّت کو پُرانی جنتری سمجھ کر اس سے یکسر ہاتھ اُٹھائیں۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔

کیا کسی سُنّی مسلمان کو اپنے دین و مذہب کی رُو سے اِن کلماتِ ملعونہ کے قائل کے قطعی یقینی کافر و مرتد ہونے میں کچھ شک وشُبہ رہ سکتا ہے؟ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔

الطاف حسین حالؔی نے ایک مسدّس لکھا، جس کا نام ''مدّ و جزرِ اسلام'' رکھا۔ نیچری لیڈروں، صلح کلّی واعظوں نے اُس کی اشاعت میں ایڑی چوٹی کے زور لگا دیئے۔ اس اپنی مسدّس (مطبوع بال کشن پریس، آگرہ) کے دیباچے کے صفحہ ۳ و ۴ پر اپنے نیچری شاعر بن جانے کا سبب اِن لفظوں میں لکھا ہے:

> ''بیس برس کی عمر سے چالیسویں سال تک تیلی کے بیل کی طرح اسی ایک چکّر میں پھرتے رہے اور اپنے نزدیک سارا جہاں طے کر چکے۔ جب آنکھیں کھلیں تو معلوم ہوا کہ جہاں سے چلے تھے، اب تک وہیں ہیں ؎
>
> شکستِ رنگِ شباب و ہنوز رعنائی
>
> دراں دیار کہ زادی ہنوز آں جائی [1]
>
> نگاہ اُٹھا کر دیکھا تو دائیں بائیں، آگے پیچھے ایک میدانِ وسیع نظر آیا،

---

[1] جوانی کا رنگ اُڑ گیا ہے جو رعنائی تھی وہ بھی ختم ہو گئی ہے۔
اب تو اس جگہ پہ آ جا جہاں تو پیدا ہوا تھا

جس میں بے شمار راہیں چاروں طرف کھُلی ہوئی تھیں اور خیال کے لیے کہیں عرصہ تنگ نہ تھا۔ جی میں آیا کہ قدم آگے بڑھائیں اور اِس میدان کی سیر کریں۔ مگر جو قدم بیس برس تک ایک چال سے دوسری چال نہ چلے ہوں اور جن کی دوڑ دو گز زمین میں محدود رہی ہو اُن سے اس میدان میں کام لینا آسان نہ تھا۔ اِس کے سوا بیس برس کی بیکار اور نکمّی گردش میں ہاتھ پاؤں چور ہو گئے تھے۔ اور طاقتِ رفتار جواب دے چکی تھی، لیکن پاؤں میں چکّر تھا، اس لیے نچلا[1] بیٹھنا بھی دُشوار تھا۔ چند روز اسی تردّد میں یہ حال رہا کہ ایک قدم آگے بڑھتا تھا، دوسرا پیچھے ہٹتا تھا۔ ناگاہ دیکھا کہ ایک خدا کا بندہ یعنی ڈاکٹر سر سیّد احمد خاں جو اس میدان کا مرد ہے، ایک دُشوار گذار راستے میں رہ نورد ہے۔ بہت سے لوگ جو اُس کے ساتھ چلے تھے تھک کر پیچھے رہ گئے ہیں۔ بہت سے ابھی اس کے ساتھ اُفتاں وخیزاں چلے جاتے ہیں۔ مگر ہونٹوں پر پپڑیاں جمی ہیں، پیروں میں چھالے پڑے ہیں، دَم چڑھ رہا ہے، چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی ہیں۔ لیکن اولوالعزم آدمی جو اِن سب کا رہنما ہے، اسی طرح تازہ دم ہے۔ نہ اُسے رستے کی تکان ہے، نہ ساتھیوں کے چھوٹ جانے کی پرواہ ہے، نہ منزل کی دوری سے ہراساں ہے۔ اس کی چِتونوں میں غضب کا جادو بھرا ہے۔ جس کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھتا ہے وہ آنکھیں بند کر کے اس کے ساتھ ہو لیتا ہے۔ اس کی نگاہ ایک اِدھر بھی پڑی اور اپنا کام کر گئی۔ بیس برس کے تھکے ہارے، خستہ وکوفتہ اسی دُشوار گذار راستے پر پڑ لیے۔ نہ یہ خبر ہے کہ کہاں جاتے ہیں، نہ معلوم کہ کیوں جاتے ہیں، نہ طلب صادق ہے نہ قدم راسخ ہے، نہ عزم ہے نہ

---

[1] نچلا: چپ چاپ

استقلال ہے، نہ صِدق ہے نہ اخلاص ہے۔ مگر ایک زبردست ہاتھ ہے
کہ کھینچے لیے چلا جاتا ہے۔‘‘

حالیؔ نے اپنی اس عبارت میں یہاں سرسید کی چتونوں میں صِرف غضب کا جادو ہی بھرا ہوا بتایا، لیکن شبلیؔ نے تو اُسے جلوہ نمائے سحر و اعجاز ٹھہرایا۔ یعنی شبلیؔ کے دھرم میں سید احمد جادوگر بھی تھا اور معجزے بھی دکھاتا تھا، مگر شبلیؔ و حالیؔ دونوں کے اقوال سے اتنا ضرور ثابت ہوگیا کہ اِن دونوں کو گمراہ و بے دین بنانے والی اِن دونوں کے دین و ایمان کو مٹانے والی وہی سید احمد خاں کولی علی گڈھی کی کافرانہ وساحرانہ نگاہ تھی۔ سچ فرمایا ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے کہ ’’اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یُفْتِنُوْنَکُمْ‘‘ یعنی بدمذہبوں سے دور رہو، اُن کو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کردیں۔ وہ تم کو فتنے میں مبتلا نہ کردیں۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔ ہم اس وقت اسی مسدّس حالیؔ کے چند بند پیش کرکے مسلمانوں کے سامنے اس کی نیچریت بے نقاب کرتے ہیں۔ صفحہ ۱۷ پر ہے ؎

نصاریٰ کی مانند دھوکا نہ کھانا — کسی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا
مِری حد سے رُتبہ نہ میرا بڑھانا — بڑھا کر بہت تم نہ مجھ کو گھٹانا
سب انسان ہیں واں جس طرح سرفگندہ — اُسی طرح میں بھی ہوں ایک اس کا بندہ
بنانا نہ تُربت کو میری صنم تم — نہ کرنا میری قبر پر سر کو خم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم — کہ بے چارگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے حق نے دی ہے بس اتنی بزرگی — کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی

اُن چھ اشعار میں حالیؔ نے صاف صاف کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کے جیسے بندے ہم ہیں، ویسے ہی بندے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہیں۔ جیسے ہم عاجز و مجبور ہیں ویسے ہی عاجز و مجبور رسول اللہ بھی ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو صرف اتنی ہی بزرگی حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے بھی ہیں اور اس کے ایلچی بھی ہیں۔ یہ کفریاتِ ملعونہ تو وہی ہیں جو امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی نے اپنی

ناپاک کتاب ''تفویت الایمان'' میں بکے۔ چنانچہ ''تقویۃ الایمان'' (مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی) کے صفحہ ۷۵ پر بکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا:

''اور سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل۔''

اس عبارت میں اس نے صاف بتادیا کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو صرف اتنی ہی بزرگی حاصل ہے کہ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسّلام احکامِ خداوندی سے واقف ہیں، باقی لوگ غافل ہیں، اور پھر غضب یہ کہ اس کفر کا اِفترا خود حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر کردیا۔ پھر حدیث شریف میں صرف اس قدر تھا: ''اَنَا مُحَمَّدُ بن عَبْدِاللّٰہِ عَبْدُاللّٰہ و رسولہ''۔ ''میں محمد بن عبداللہ ہوں، اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں۔'' اس میں حصر کا کوئی لفظ نہ تھا۔ لیکن امام الوہابیہ نے رسول کے معنی صرف اسی قدر گڑھے کہ ''اللہ کے احکام سے واقف'' جو ایک بےعمل عالم پر بھی صادق ہے۔ پھر ''امتیاز یہی ہے'' کہہ کر حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے فضائل وکمالات کا صرف اِسی وَصف میں حصر کردیا۔ اسی طرح یہی امامُ الوہابیہ اسی ''تقویۃ الایمان'' کے صفحہ ۲۹ پر بکتا ہے:

''سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں، عاجز اور بےاختیار۔''

پھر اسی صفحہ پر سوا چھ سطر بعد بکتا ہے:

''سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بےخبر ہیں اور نادان۔''

اِن عبارتوں میں امام الوہابیہ نے صاف بتادیا کہ اللہ تعالیٰ کے دوسرے تمام بندے جیسے عاجز و نادان ہیں، ویسے ہی عاجز و نادان تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام، بلکہ خود حضور سیدنا الانام علیہ وعلیٰ آلہ الصّلوٰۃ والسلام بھی ہیں۔ حالؔی نے امام الوہابیہ کی شاگردی میں اِن سب کفریات کا حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر اِفترا کردیا۔ **والعیاذ باللّٰہِ تعالیٰ۔**

حضور مالکِ دوعالم، نائبِ ربِّ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اُن کے پیارے

ربّ اکرم جل جلالہٗ نے اپنے کرم سے جو عظیم وجلیل و وسیع اختیارات عطا فرمائے ہیں ان کے جلوے دیکھنے ہوں تو حضور پُرنور امامِ اہلِ سنّت، آقائے نعمت، دریائے رحمت، مجدّدِ اعظم فاضل بریلوی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مستطاب مسمّٰی بنام تاریخی ''الامن والعلی لناعتی المصطفےٰ بدافع البلاء'' کا مطالعہ کیا جائے۔ یہاں مختصراً صرف دو ۲ ہی آیاتِ مبارکہ تلاوت کی جاتی ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّ مَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّ جَهْرًا - هَلْ يَسْتَوٗنَ - اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ - بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ O وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّ هُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ - هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَ مَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَ هُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ O (سورۃ النحل، آیت ۷۵، ۷۶)

اللہ نے ایک کہاوت بیان فرمائی۔ ایک بندہ ہے دوسری کی مِلک آپ کچھ مقدور نہیں رکھتا اور ایک وہ جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھی روزی عطا فرمائی تو وہ اس میں سے خرچ کرتا ہے چھُپے اور ظاہر، کیا وہ برابر ہو جائیں گے۔ سب خوبیاں اللہ کو ہیں بلکہ اُن میں اکثر کو خبر نہیں۔ اور اللہ نے کہاوت بیان فرمائی۔ دو ۲ مرد ایک گونگا جو کچھ کام نہیں کرسکتا اور وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے، جدھر اُسے بھیجے کچھ بھلائی نہ لائے، کیا برابر ہو جائے گا یہ اور وہ جو انصاف کا حکم کرتا ہے اور وہ سیدھی راہ پر ہے۔ (ترجمۂ رضویہ)

اِن آیاتِ کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے دو قسم کے بندے بیان فرمائے۔ ایک وہ جو خود دوسرے کی مِلک ہوں۔ آپ کچھ مقدور نہیں رکھتے، گونگے جو کچھ کام نہیں کرسکتے، نہ اپنی کسی سے کہہ سکیں نہ دوسرے کی سمجھ سکیں۔ اپنے آقا پر بوجھ ہوں۔ ان کا آقا ان کو جدھر بھیجے کچھ بھلائی نہ لائیں اور کسی کام نہ آئیں۔ اور یہ مثال کافروں کی ہے۔ دوسرے وہ جنھیں ربّ کریم جلّ جلالہٗ نے اچھی روزی دی، تو وہ اس میں سے پوشیدہ بھی خرچ

کرتے ہیں اور ظاہر میں بھی انصاف کا حکم کرتے ہیں اور سیدھے راستے پر ہیں۔ اور یہ مثال مؤمنوں کی ہے۔ اور پھر صاف ارشاد فرمایا کہ وہ کفّار ہرگز اِن مؤمنوں کے برابر کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ ہر سُنّی مسلمان اپنے دین و مذہب کی روشنی میں بالبداہت دیکھ رہا ہے کہ اِن آیاتِ مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے ایمان والے بندوں کی جو یہ صفتیں بیان فرمائیں کہ ان کو اُن کے رب تبارک وتعالیٰ نے اچھا رزق عطا فرمایا ہے، وہ اس میں سے لوگوں کو چھپا کر بھی دیتے ہیں اور ظاہر میں بھی۔ وہ انصاف کا حکم کرتے ہیں اور سیدھے راستے پر ہیں۔ اِن صفات میں ساری مخلوقات تمام جہان سے افضل واقدم واعلیٰ واعظم نہیں ہیں۔ مگر ہمارے آقا وسیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی اور اس کے چیلے الطاف حسین حالؔی نے اولاً حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل وکمالات کو صرف عبدیت ورسالت ہی میں حَصر کر کے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے تمام خصائصِ مبارکہ مثلِ سیادت مُطلقہ، محبوبیتِ کبریٰ، شفاعتِ عظمیٰ، ختم نبوّت، معراج فوقِ سمٰوات وغیرہا سب سے کفر کیا۔

**ثانیاً** اللہ تعالیٰ کے سارے بندوں کو عاجزی و بے چارگی میں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے برابر کہہ کر اِن دونوں آیاتِ الٰہیہ کی صریح تکذیب کی۔ وَالْعَیَاذُ بِاللہِ تَعَالٰی۔

**ثالثاً** حضرت امامِ ربّانی مجدّدِ الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ السبحانی اپنے مکتوبات شریف (جلداوّل، صفحہ ۲۲۴، مکتوب نمبر ۲۱۷) میں فرماتے ہیں:

''حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہٗ در بعضے از رسائلِ خود نوشتہ اند کہ در قضائے مبرم، ہیچ کس را مجال نیست کہ تبدیل بد ہد مگر مرا کہ اگر خواہم آنجا ہم تصرّف کنم۔''

یعنی حضور پُرنور سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعض رسالوں میں تحریر فرمایا ہے کہ قضائے مبرم میں کسی شخص کو کچھ بدل دینے کی مجال نہیں مگر مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا اختیار دیا ہے کہ وہ قضا جو لوحِ محفوظ میں قضائے مبرم کی طرح لکھی ہوئی ہے (اور لوحِ

محفوظ میں نہ تو کسی امر پر معلّق ہے نہ کسی شرط کے ساتھ مشروط ہے، صرف علمِ الٰہی میں اس کی تعلیق ہے) اگر میں چاہوں تو اس قسم کی قضائے مبرم میں بھی تغییر و تبدیل کردوں۔

پھر یہی حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات شریف کی اِسی جلد کے صفحہ ۴۴۶، مکتوب نمبر ۳۱۰ میں فرماتے ہیں:

''بر علمِ غیب کہ مخصوص باوست سبحٰنہٗ خاص رُسُل را اِطلاع می بخشد۔''

یعنی جو علمِ غیب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اللہ عزوجل اُس پر خاص اپنے رسولوں کو مطّلع فرمادیتا ہے۔''

پھر حضرت امامِ ربّانی علیہ الرحمۃ والرضوان الرّحمانی اپنے مکتوبات شریف کی جلد سوم کے صفحہ ۲۰۱، مکتوب نمبر ۱۱۰ میں فرماتے ہیں:

''چوں بفضل اللہ سبحانہٗ از قید حصولِ ظلیت وارہد ہر ذرّہ از ذرّاتِ موجودات چہ عرض وچہ جوہر وچہ آفاق وچہ انفس اورا دروزۂ غیب الغیب واگردد۔''

یعنی جب عارف بفضل اللہ تعالیٰ حصولِ ظلیت کی قید سے چھوٹتا ہے تو عرض ہوں یا جوہر، آفاق ہوں یا انفس غرض تمام موجوداتِ عالم کا ہر ذرّہ اس کے لیے غیب الغیب کا دروازہ بن کر کھُل جاتا ہے۔

امامُ الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی اور اس کے چیلے الطاف حسین حالی کا دھرم تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام بندے عاجزی وبے چاری اور بے خبری ونادانی میں معاذ اللہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے برابر ہیں۔ مگر حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اعاظم اولیائے اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہٖ الصّلاۃ والتحیۃ مثلِ حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے لیے بعطائے الٰہی ایسی عظیم قدرت، وسیع اختیار مانتے ہیں کہ وہ باذنِ خداوندی لوحِ محفوظ میں بھی تصرّف کرسکتے ہیں۔ انبیا ومرسلین تو انبیا ومرسلین ہیں علیٰ سیدہم وعلیہم وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسّلام عارفین کے لیے ایسا وسیع ومحیط علمِ عظیم مانتے ہیں کہ تمام کائنات، جملہ موجودات جمیع مخلوقات کا ہر ہر ذرّہ نہ صرف یہ کہ ان پر منکشف ہوجاتا ہے بلکہ غیب الغیب

کے مُشاہدے کے لیے ان کے حق میں ایک کھُلا ہوا دروازہ بن جاتا ہے۔ اور حضراتِ مرسلین عظام علیہم الصلاۃ والسّلام کے لیے وہ علمِ رفیع مانتے ہیں کہ جو علومِ غیبیہ اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہیں ان پر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ اُن حضرات کو مطلع فرما دیتا ہے۔

سُنّی مسلمانو! امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی کی اِن ناپاک عبارتوں سے جو عقیدۂ کفریہ کھلم کھلاّ ظاہر ہے جس کا اُس کے چیلے الطاف حسین حالی نے بکمال وقاحت خود حضور پُرنور، مختارِ کُل مالکِ دو عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر اِفترا کر دیا۔ اگر اس کے قائل کو مسلمان ایماندار فرض کیا جائے تو حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ کو معاذ اللہ مشرک، نصرانی، صنم پرست کہنا پڑے گا۔ اور اگر حضرت امامِ ربّانی علیہ الرحمۃ والغفر ان کے ان مُبارک اعتقادات کو حق مانا جائے، تو اس بے دین قائل کو کافر مرتد ماننا پڑے گا۔ ہاں ہاں بولو! اب تمہارا ایمان وانصاف اِن دونوں شقوں میں سے کونسی شِق کو قبول کرنے پر تمہیں مجبور کرتا ہے۔ اور توفیق اللہ عزوجل کے ہاتھ ہے۔

حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اِن ارشاداتِ مبارکہ سے مرتد اشرف علی تھانوی اور اس کے چیلے وہابی دیوبندی بھی سبق لیں۔ تھانوی مرتد تو اپنی ملعون رِسَالَیہ ''حفظ الایمان'' میں یہ بتاتا ہے کہ ''جو بعض علمِ غیب اللہ تبارک وتعالیٰ انے اپنے محبوب سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو عطا فرمایا اُس میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں۔ ایسا علمِ غیب تو ہر بچّے، ہر پاگل، ہر جانور، ہر چوپائے کو بھی حاصل ہے'' **وَالْعَيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى**۔ مُرتد تھانوی کو تو خصوصیت نہیں سوجھی، لیکن حضرت مجدّد الفِ ثانی قدس سرہٗ الرّبانی نے آیتِ قرآنی **عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ○ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى من رسول ○** اور آیتِ رحمانی **وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ○** کا مفاد و مقتضٰی یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل کے ساتھ جو غیوب مخصوص ہیں ان پر بھی وہ خاص اپنے رسولوں ہی کو مطلع فرما دیتا ہے۔ ہاں ہاں! اب مرتد اشرفعلی تھانوی، حسین احمد اجودھیا باشی، شبیر احمد دیوبندی، مرتضیٰ حسن دربھنگی، ایڈیٹر

''النجم''، عبدالکفور کاکوروی، فرزند دیو بند منظور سنبھلی، کفایت اللہ شاہجہاں پوری نائی عن الاسلام سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ خواہ مسٹر جیناؔ کے پچھ لگوے ہوں یا کسی مُرتد کے دُم چھلّے ہوں، سب مل کر ایک سِرے سے بول چلیں کہ حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے اِن ارشاداتِ مبارکہ کے مطابق مصنف ''حفظ الایمان'' کافر، مرتد، بے ایمان ہے یا نہیں؟ مرتد رشید احمد گنگوہی و مرتد خلیل احمد انبیٹھی کے چیلے بھی حضرت مجدّد الف ثانی کے اِن ارشاداتِ مقدسہ کو بنظر انصاف ملاحظہ کر کے ملعون کتاب ''براہین قاطعہ'' کے اصل مصنّف گنگوہی اور ظاہری مؤلف انبیٹھی کے کافر، مرتد، بے ایمان ہونے پر ایمان لائیں۔ گنگوہی و انبیٹھی مرتدوں کو تو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علمِ اقدس کے وسیع ہونے پر کوئی نص نہ سوجھا، بلکہ دل کے اندھوں ہیئے کی پھوٹوں کو برعکس ایسے نصوص اور وہ بھی قرآن و حدیث میں نظر آئے جن سے مرتدانِ گنگوہ و انبیٹھہ کے دھرم میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علمِ اقدس کا وسیع نہ ہونا ثابت ہے۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی

ارے بے دینو! حضور اقدس ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم، انبیا و مرسلین تو انبیا و مرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہٗ علیٰ سیدہم وعلیہم وعلیٰ آلہ اجمعین، صحابۂ کرام واہلِ بیتِ عظام تو صحابۂ کرام واہلِ بیت عظام ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ حضرت مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے بندگانِ خاص و مقربانِ با اختصاص حضرات عرفائے امّت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ علمِ وسیع بیان فرما رہے ہیں کہ جوہر ہوں یا عرض، آفاق ہوں یا انفس، تمام موجودات، جملہ کائنات، جمیع مخلوقات کا ہر ہر ذرّہ صرف اتنا ہی نہیں کہ ان پر منکشف ہوجاتا ہے بلکہ ان کے حق میں غیب الغیب کے مشاہدے کے لیے کھُلا ہوا دروازہ بن جاتا ہے۔۔۔

دیو کے بندو! ابلیس کے پجاریو! کیا اب بھی گنگوہی و انبیٹھی کے پیشوا، ابلیس ملعون کی وسعتِ علم پر ایمان لانے سے اور حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لیے تمام ما کان و ما کان کا علمِ محیط بہ عطائے الٰہی ماننے کو شرک بتانے سے توبہ نہ کرو گے؟ ہاں ہاں سچے

دل کے ساتھ کفر دیوبندیت سے توبہ کر کے سُنّی مسلمان بن کر اپنی ہڈیوں بوٹیوں کو جہنم کی بھڑکتی ہوئی ابدی آگ سے بچاؤ۔ اللہ توفیق دے۔ آمین

صفحہ ۱۹ پر کہتا ہے ؎

سکھائی اُنھیں نوعِ انساں پہ شفقت — کہا ہے یہ اسلامیوں کی علامت
کہ ہمسائے سے رکھتے ہیں وہ محبت — شب و روز پہنچاتے ہیں ان کو راحت
وہ جو حق سے اپنے لیے چاہتے ہیں — وہی ہر بشر کے لیے چاہتے ہیں
خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر — نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر
کسی کے گر آفت گذر جائے سر پر — پڑے غم کا سایہ نہ اُس بے اثر پر
کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر — خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر
ڈرایا تعصّب سے اُن کو یہ کہہ کر — کہ زندہ رہا اور مَرا جو اِسی پر
ہوا وہ ہماری جماعت سے باہر — وہ ساتھی ہمارا نہ ہم اُس کے یاور
نہیں حق سے کچھ اس محبّت کو بہرہ — کہ جو تم کو اندھا کرے اور بہرا

اِن نو اشعار میں حالؔی نے اسی ملعون صلح کلّیت کا اِفترا حضورِ اقدس سیّد القاہرین علیٰ اعداء ربّ العٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر کیا ہے، جس کی تعلیم لیگیوں کے سیاسی پیغمبر مسٹر جیناؔ نے اپنی سیاسی اُمّت کو اپنے پیغامِ عید الفطر ۱۳۵۸ھ میں دی ہے، کہ اپنا پڑوسی مسلمان ہو یا کافر، ذمّی ہو یا حربی، ہر ایک کے ساتھ محبّت رکھنا، ہر ایک کو رات دِن راحت پہنچانا یہی مسلمانوں کی علامت ہے۔ زمین پر جس قدر کفّار و منافقین، مرتد و مشرکین، زنادقہ و ملحدین بستے ہیں، ان سب کے ساتھ محبت رکھنے، ان سب پر مہربانی کرنے ہی سے عرشِ عظیم کا مالکِ جل جلالہٗ مہربان ہوگا۔ اور یہ کہ دینِ حق کی محبت میں جو شخص ایسا اندھا بہرا ہو جائے کہ دینِ حق کے خلاف نہ کوئی تحریر دیکھنا چاہے نہ کوئی تقریر سننا چاہے، وہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جماعت سے باہر ہے، تعصّب میں گرفتار ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ مسلمانوں کے اسلام و قرآن و دین و ایمان و رسول و رحمٰن جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ

آلہٖ وسلم پر منافقین و مرتدین و مشرکین وملحدین جس قدر چاہیں زبان درازیاں، دُشنام طرازیاں کریں، مگر مسلمان ایسی ناپاک تقریروں، ملعون تحریروں پر قطعاً دَم سادھے رہیں۔ نہ اُن پر ردّ وطرد کریں نہ اُن لوگوں سے علیحدہ و بیزار رہوں بلکہ ایسے ملعون گستاخوں کے ساتھ خوش خلقی، خندہ پیشانی، فراخ حوصلگی، سیرچشمی اور رواداری سے پیش آتے رہیں، یعنی مذہبی دیوث بن جائیں۔ یہ ہے حالؔی کی ریفارمری، یہ ہے شبلؔی کی اسپیکری، وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔ مسلمانوں کا پیارا رب عزّوجل فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْیَجِدُوْا فِیْكُمْ غِلْظَةً وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ O

اے ایمان والو جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی پائیں اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے (ترجمہ رضویہ)

اِسی آیت مبارکہ میں اربابِ فوج وسلطنت، اصحابِ سطوت وشوکت، سلاطینِ اسلام پر پڑوسی کافروں سے جہاد کرنا فرض فرمایا۔ اور تمام مسلمانوں پر کُفّار ومشرکین کے ساتھ شدّت وغلظت کا برتاؤ کرنا ضروری بتایا۔ یہ تو کفّار ومشرکین کے متعلق حکم ہے۔ ایمان والے مرد وعورت جو حدودِ شرعیہ کے مستحق ہوں، اُن کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

وَلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْیَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ O

اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر۔ اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔ (ترجمہ رضویہ)

اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ یُكْفَرُ بِهَا وَ یُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖۤ ﳲ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْكٰفِرِیْنَ فِیْ جَهَنَّمَ جَمِیْعَا O

اور بے شک اللہ تم پر کتاب میں اُتار چکا کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ اُن کا انکار کیا جاتا ہے اور اُن کی ہنسی بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں۔ ورنہ تم بھی انھیں جیسے ہو بے شک اللہ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اِکٹھا کرے گا۔ (ترجمۂ رضویہ)

اِن آیات مبارکہ کی روشنی میں حدیث شریف: اَحۡسِنۡ اِلٰی جَارِكَ تَكُنۡ مُؤۡمِنًا وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفۡسِكَ تَكُنۡ مُسۡلِمًا (یعنی اپنے پڑوسی کے ساتھ احسان کر کہ یہ تیرے ایمان کی خوبی ہے اور لوگوں کے لیے وہی چیز پسند کر جو اپنی ذات کے لیے پسند کرتا ہے کہ یہ تیرے اسلام کی شان ہے)

حدیث شریف: لَا یَرۡحَمُ اللّٰهُ مَنۡ لَا یَرۡحَمُ النَّاسَ۔ یعنی جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ اُس پر رحم نہیں کرے گا۔

اَلرَّاحِمُوۡنَ یَرۡحَمُهُمُ الرَّحۡمٰنُ اِرۡحَمُوۡا مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ یَرۡحَمُكُمۡ مَنۡ فِی السَّمَآءِ (یعنی جو لوگ رحم کرنے والے ہیں اُن پر رحمٰن رحم کرے گا۔ زمین والوں پر رحم کرو تو آسمانوں کا مالک تم پر رحم فرمائے گا)

رواہ ابو داؤد والترمذی عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما و حدیث شریف: لَیۡسَ مِنَّا مَنۡ دَعَا اِلٰی عَصَبِیَّةٍ لَیۡسَ مِنَّا مَنۡ قَاتَلَ عَصَبِیَّةً لَیۡسَ مِنَّا مَنۡ مَاتَ عَلٰی عَصَبِیَّةٍ (یعنی جو حق پر نہ ہو اس کی حمایت کرنے والا ہم میں سے نہیں۔ جو ناحق کی طرف داری میں جنگ کرے وہ ہم میں سے نہیں، جو ناحق کی حمایت پر مَرے وہ ہم میں سے نہیں۔ (رواہ ابو داؤد عن جُبَیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے صحیح مطالب و معانی واضح و روشن ہیں کہ اِس ''پڑوسی'' سے مراد مسلمان یا ذمّی پڑوسی ہے۔ ورنہ اہلِ حرب پڑوسیوں سے تو جہاد کرنا سلاطینِ اسلام پر فرض فرمایا۔ اور لوگوں کے لیے اسی چیز کے پسند کرنے سے جو اپنی ذات کے لیے پسند کرے اُن میں اسلام کی تبلیغ اور سُنّیت کی اشاعت اور ہر قسم کی بدمذہبی و لامذہبی، بددینی و بے دینی سے

قطعاً دور ونفور رہنے کی موعظت اور اوامرِ شرعیہ بجا لانے اور نواہیِ شرعیہ سے بچنے اور باز رہنے کی نصیحت مراد ہے کہ ہر مسلمان کو دنیا کی ہر محبوب ترین چیز سے زیادہ انھیں اُخروی نعمتوں کی محبت ہے اور جن لوگوں کو بفضلہٖ تعالیٰ وبکرم حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم یہ عظیم وجلیل نعمتیں حاصل ہوچکیں اُن کے لیے دُنیوی نعمتوں میں سے بھی وہی پسند کرے جو خود اپنی ذات کے لیے پسند کرے۔ اور زمین والوں پر سب سے بڑا رحم وکرم یہی ہے کہ اُن کو مسلمان کر کے ابدی عیش وراحت اور دوامی، حقیقی، صحیح ومفید واقعی نعمت آزادی کامل سے دارین میں کامیاب اور بہرہ مند بنا دیا جائے۔ اور اگر اغوائے شیطانی اور اپنی بدعقلی سے خود اپنی منفعت کو ٹھکرا دیں تو ایسے کج رووں کی کج روی کا ضرور دوسرے بے قصور فرماں برداروں پر پہنچنے سے روک دینے کے لیے اُن پر یہ حکم نافذ کیا جائے کہ سلطنتِ اسلامی کو جزیہ دے کر ذلیل ومقہور ہو کر رہیں۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ منافقین ومرتدین اور کفار حربیین اسلام کی بیخ کنی اور اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ساتھ دشمنی برابر کرتے رہیں۔ اور مسلمان اُس کی کچھ نہ پرواہ کرتے ہوئے اُن پر رحم کریں، ترس کھائیں۔ یہ تو ہر عقل مند جانتا ہے کہ ؎

نکوئی بابداں کردن چنانست | کہ بدکردن بجائے نیک مرداں

یعنی بدمعاشوں کے ساتھ نیکی کرنا درحقیقت نیکوں پر ظلم کرنا ہے۔

کفّار ومرتدین تو کفّار ومرتدین ہیں، قرآنِ عظیم تو فرما چکا کہ جو مسلمان مرد وعورت حدودِ شرعیہ کے مستحق ہوں اُن کو شرعی سزا دینے کے متعلق اُن پر ترس کھانا، رحم کرنا حرام ہے، تو رحم وکرم کی اِن مبارک حدیثوں میں ایسا ہی رحم وکرم کرنا مراد ہے، جس میں شریعت مطہرہ کے کسی حکم کے خلاف ورزی اور کسی حقِ شرعی کی پامالی نہ ہوتی ہو۔ اسی طرح حدیث شریف میں جس تعصّب کی مذمّت بیان فرمائی گئی ہے اس سے بھی صرف باطل کی بے جا طرف داری ہی مراد ہے۔ اور دینِ حق ومذہبِ حق کی حمایتِ حقّہ کا بقدرِ قدرت وبشرطِ استطاعت فرض اہم ہونا تو ضرورتِ دینیہ سے روشن اور قرآن وحدیث میں مبرہن ہے۔ حضرت مجدّد الفِ

ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ ۔

تولّا بے تبرّ انیست ممکن

یعنی جب تک خدا و رسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دُشمنوں کے ساتھ دشمنی نہ رکھی جائے اُس وقت تک خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی محبت حاصل ہی نہیں ہوسکتی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے کہ:

''دینی معاملے میں چشم پوشی کرنا اور جو باتیں شرعاً ناجائز و ناپسند ہیں اُن کو دیکھتے سنتے ہوئے تعصّب نہ کرنا اور اپنے دین کے معاملے کو اہمیت نہ دینا اور دین و شریعت کا جو حق واجب ہے اُس سے درگزر کرنا یہی مداہنت ہے۔''

اور خود قرآنِ پاک فرما چکا کہ جب دیکھو کہ ہماری آیتوں سے کفر کیا جاتا ہے اور ان کی ہنسی بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو۔ اگر تم ان کی صحبت سے علیحدہ و بے زار نہ ہوئے اور ہماری آیتوں کی توہین و تحقیر سُن کر وہاں سے اُٹھ کر چلے آنے کی قدرت و استطاعت رکھتے ہوئے بھی وہیں بیٹھے رہے تو تم بھی اُنھیں کی طرح کافر ہو۔

ا۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوا: **حُبُّكَ الشَّیَٔ يُعْمِىْ وَيُصِمُّ** یعنی کسی چیز کی محبت تجھ کو اندھا، بہرا بنا دیتی ہے۔

یعنی حق کی محبت باطل باتوں کو دیکھنے سننے سے اندھا بہرا کر دیتی ہے۔ اور باطل کی محبت حق باتوں کے دیکھنے سننے سے اندھا بہرا کر دیتی ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ باطل کی محبت اپنے دلوں سے نکال دو کہ وہ تمہیں حق باتوں کے دیکھنے سننے سے محروم کر دے گی۔ اور حق کی ایسی محبت اپنے قلوب میں جماؤ کہ باطل باتوں کو نہ تمہاری آنکھیں دیکھ سکیں، نہ تمہارے کان سُن سکیں۔ رواہ ابو داؤد عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔۔۔ لیکن حالؔی نے دینِ حق کے ساتھ بھی ایسی محبت رکھنے والے کو کہ دینِ حق کے خلاف کسی بات کو نہ سُنے نہ دیکھے بکمالِ دریدہ دہنی حق کی محبت سے قطعاً بے بہرہ اور محروم ٹھہرا دیا۔ **وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى**۔

اسی طرح جو تعصّب شرعًا بُرا ہے اس کی تعریف حدیث شریف میں بیان فرمادی گئی ہے۔

۲۔ایک حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ نَصَرَ قَوْمَہٗ عَلٰی غَیْرِ الْحَقِّ فَھُوَ کَالْبَعِیْرِ الَّذِیْ رَدٰی فَھُوَ یَنْزِعُ بِذَنْبِہٖ۔ جس شخص نے ناحق پر اپنی قوم کو مدد دی تو وہ اس اونٹ کی طرح ہے جو کنویں میں گر گیا ہو اور اُس کی دُم پکڑ کر اسے کھینچا جا رہا ہو۔ رواہ ابو داؤد عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔دوسری حدیث میں ہے، واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں: قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ مَا الْعَصَبِیَّۃُ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! عصبیت کیا ہے؟ قَالَ اَنْ تُعِیْنَ قَوْمَکَ عَلَی الظُّلْمِ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا، عصبیت (اور تعصّب) کی تعریف یہ ہے کہ تو اپنی قوم کو ظلم کرتے ہوئے دیکھ کر بھی ان کی اعانت کرے۔ رواہ ابو داؤد عن واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۴۔تیسری حدیث میں ہے عبادہ بن کثیر شامی ایک بی بی سے روایت کرتے ہیں جو فلسطین کی رہنے والی ہیں، جن کا نام فسیلہ ہے، وہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو کہتے سُنا۔

سَئَلْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ اَمِنَ الْعَصَبِیَّۃِ اَنْ یُحِبَّ الرَّجُلُ قَوْمَہٗ قَالَ لَا وَلٰکِنْ مِّنَ الْعَصَبِیَّۃِ اَنْ یَّنْصُرَ الرَّجُلُ قَوْمَہٗ عَلَی الظُّلْمِ۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے سوال کیا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا یہ بات تعصّب میں داخل ہے کہ آدمی قوم سے محبت رکھے۔ فرمایا نہیں لیکن یہ بات عصبیت میں داخل ہے کہ انسان ظلم و ناحق پر اپنی قوم کی مدد کرے۔ رواہ الامام احمد و ابن ماجۃ۔

۵۔اسی طرح حدیث شریف اَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ کی یہ مراد بھی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ایک حدیث شریف میں بیان فرمائی کہ

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبُّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ۔ یعنی اس کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ کوئی بندۂ مومن کامل نہ ہوگا یہاں تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے نفس کے لیے پسند کرتا ہے۔ رواہ البخاری و مسلم عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔

۶۔ ایک حدیث شریف میں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ حَمٰی مُؤْمِنًا مِنْ مُنَافِقٍ بَعَثَ اللّٰہُ مَلَکًا یَحْمِیْ لَحْمَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنْ نَارِ جَھَنَّمَ وَ مَنْ رَمٰی مُسْلِمًا بِشَیْءٍ یُرِیْدُ بِہٖ شَیْنَہٗ حَبَسَہُ اللّٰہُ عَلٰی جِسْرِ جَھَنَّمَ حَتّٰی یَخْرُجَ مِمَّا قَالَ۔

یعنی جو شخص کسی منافق کی بدگوئی سے کسی مسلمان کو بچائے گا تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجے گا جو اس کے گوشت کو قیامت کے دن جہنم کی آگ سے بچائے گا اور جو شخص کسی مسلمان پر ایسی گفتگو سے حملہ کرے گا جس سے اس کی عیب گوئی چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کے پُل پر روک رکھے گا یہاں تک کہ وہ اپنی اس گفتگو کے گناہ سے پاک ہوجائے۔ رواہ ابو داؤد عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۷۔ اور حدیث شریف میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

لَا تُصَاحِبْ الا مُؤْمِنًا وَلَا یَاکُلْ طَعَامَكَ الا تقی۔

یعنی مؤمن کے سوا کسی اور کی صحبت میں مت بیٹھ، اور متقی کے سوا تیری دعوت کا کھانا کوئی اور نہ کھائے۔ رواہ الترمذی و ابو داؤد والدارمی عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۸۔ اور حدیث شریف میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: یَا اَبَا ذَرٍ اَیُّ عری الْاِیْمَان اَوْثَق۔ اے ابوذر! ایمان کے کڑوں میں سے کونسا کڑا سب سے زیادہ مضبوط ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم۔ انھوں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والا ہے۔ قَالَ الْمَوَالَاۃُ فِی اللّٰہِ وَالْحُبُّ

فِي اللهِ وَالْبُغْضُ فِي الله۔ فرمایا کہ اللہ کے بارے میں باہم ایک دوسرے کی مدد کرنا اور اللہ کے لیے محبت کرنا اور اللہ کے لیے دشمنی رکھنا۔ رواہ البیقھی فی شعب الایمان عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

۹۔ اور حدیث شریف میں ہے: اَلْمَرْءُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِه فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَن يخالل۔ یعنی آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، تو تم میں سے ہر ایک دیکھ بھال کرلے کہ وہ کس کے ساتھ دوستی رکھتا ہے۔ رواہ الامام احمد والترمذی و ابو داؤد والبیہقی فی شعب الایمان عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۰۔ اور حدیث شریف میں ہے، حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

خرج عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ اَىُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللهِ تَعَالٰى قَالَ قَائِلٌ اَلصَّلٰوةُ وَالزَّكٰوةُ وَ قَالَ قَائِلٌ اَلْجِهَادُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللهِ تَعَالٰى اَلْحُبُّ فِي اللهِ وَالْبُغْضُ فِي اللهِ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہم پر جلوہ فرما ہوئے، فرمایا کیا تمہیں خبر ہے کہ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ کسی کہنے والے نے عرض کی: نماز و زکوٰۃ، کسی کہنے والے نے عرض کی: جہاد۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک تمام اعمال میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زائد محبوب عمل اللہ کے لیے محبت رکھنا اور اللہ کے لیے عداوت رکھنا ہے۔ رواہ الامام احمد و روی ابو داؤد الفصل الاخیر۔

۱۱۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم حضرت ابوزرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں:

اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى مُلَاكِ هٰذَا الْاَمْرِ الَّذِىْ تُصِيْبُ بِهٖ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ عَلَيْكَ بِمَجَالِسِ اَهْلِ الذِّكْرِ وَاِذَا خَلَوْتَ فَحَرِّكْ لِسَانَكَ مَا اسْتَطَعْتَ بِذِكْرِ اللهِ وَاَحِبَّ فِى اللهِ وَاَبْغِضْ فِي اللهِ يَا اَبَا رَزِيْنٍ هَلْ شَعَرْتَ اَنَّ

الرَّجُلَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ زَائِرًا اَخَاهُ شَيَّعَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْف مَلَكٍ كُلُّهُمْ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ وَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِنَّهٗ وَصَل فِيْكَ فَصِلْهُ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَعْمَلَ جَسَدَكَ فِيْ ذَالِكَ فَافْعَلْ۔

یعنی کیا میں تجھ کو وہ بات نہ بتادوں جس پر اس دین کا دارومدار ہے۔جس کے ذریعے سے تُو دنیا وآخرت کی بھلائی حاصل کرلے گا۔خدا اور سول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ذکر کرنے والوں کی مجلسوں کو لازم پکڑ لے اور جب تنہائی میں ہو تو تجھ سے جس قدر ہو سکے اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں حرکت دے اور اللہ کے واسطے محبت رکھ۔اور اللہ کے واسطے عداوت رکھ۔اے ابو زرین! کیا تجھے خبر ہے کہ مسلمان جب اپنے گھر سے اپنے مسلمان بھائی کی ملاقات کے لیے نکلتا ہے تو ستّر ہزار فرشتے اس کے ساتھ ہو لیتے ہیں۔وہ سب اس پر درود بھیجتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! بے شک اس مسلمان نے تیری محبت میں رشتہ جوڑا، تو تُو بھی اپنے کرم وفضل کو اس سے متعلق فرمادے۔تو اے ابا زرین! اگر تو اپنے بدن کو اس کام میں لاسکے تو کر۔رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

۱۲۔ایک اور حدیث شریف میں ہے: حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجبت مَحبتی للمتحابین فی والمتجالسین فی والمتزاورین فی والمتباذلین فی۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے ذمۂ کرم پر واجب ہوچکا کہ میں ان لوگوں سے محبت رکھوں جو میرے لیے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت رکھنے والے ہیں اور ان لوگوں سے جو میرے لیے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھنے والے ہیں اور اُن لوگوں سے جو میرے لیے آپس میں ایک دوسرے کی ملاقات کرنے والے ہیں۔اور اُن لوگوں سے جو میرے لیے آپس میں ایک دوسرے پر مال خرچ کرنے والے ہیں۔رواہ الامام مالک عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۳۔ ایک اور روایت میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

يَقُوْلُ اللهُ تَعَالٰى المتحابون فی جلالی لهم منابر من نور يغبطهم النبيون والشهداء۔

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو میری عزت و بزرگی کے لیے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت رکھنے والے ہیں، ان کے (بیٹھنے کے) لیے (قیامت کے دن) نور کے منبر ہوں گے، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام اور شہدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کی تعریف وتوصیف فرمائیں گے۔رواہ الترمذی عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔

۱۴۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ لَاُنَاسًا مَا هُمْ بِاَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَآءَ يَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِيَآءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللهِ۔

یعنی بے شک اللہ کے بندوں میں سے ضرور کچھ ایسے لوگ ہیں جو نہ تو انبیاء ہیں نہ شہدا لیکن قیامت کے دن اللہ کی طرف سے جو مرتبت ومنزلت اُن کو ملے گی اُس کے سبب اُن کی ثناوستائش حضراتِ انبیاء علیہم الصّلاۃ والسّلام اور شہدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی فرمائیں گے۔

قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم کو خبر دیں کہ وہ کون لوگ ہیں؟

قَالَ هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللهِ عَلٰى غَيْرِ اَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ وَلَا اَمْوَالٍ يَتَعَاطُوْنَهَا فَوَاللهِ ان وُجُوههم لنور وَانهم لَعَلٰى نور لا يخافون اذا خاف الناس وَلَا يَحْزَنُوْنَ اِذَا حزن الناس وقرء هٰذه الاٰيات اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ O۔

حضور رسولِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا، وہ ایسے لوگ ہیں جنھوں نے نہ اپنے آپس کے رشتوں کی بنا پر، نہ ان مالوں کے سبب سے جن کا آپس میں لین دین کرتے

ہوں بلکہ صرف کتاب اللہ اور محبت الٰہی کی بنا پر آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت رکھی۔ تو خدا کی قسم! بے شک ضرور ان کے چہرے نور ہوں گے اور بے شک ضرور وہ لوگ نور پر ہوں گے۔ وہ لوگ نہ ڈریں گے جب لوگ ڈرتے ہوں گے اور نہ ان کو کچھ رنج وغم ہوگا جب لوگ رنج وغم میں مبتلا ہوں گے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی: اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔ یعنی سُن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم۔ رواہ ابوداؤد عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۵۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

لِلْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ سِتٌّ بِالْمَعْرُوْفِ یُسَلِّمُ عَلَیْهِ اِذَا لَقِیَهٗ وَ یُجِیْبُهٗ اِذَا دَعَاهُ وَ یُشَمِّتُهٗ اِذَا عَطَسَ وَ یَعُوْدُهٗ اِذَا مَرِضَ وَ یَتَّبِعُ جَنَازَتَهٗ اِذَا مَاتَ وَ یُحِبُّ لَهٗ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔

یعنی مسلمان کے لیے مسلمان پر چھ حقوق ہیں۔ معروف کے ساتھ (یعنی ان کو شریعتِ مطہرہ کی پہچانی ہوئی حدوں کے اندر رہتے ہوئے ادا کیا جائے) اس کو سلام کرے جب اس سے ملاقات کرے اور اس کو جواب دے (یعنی اس کے بلاوے کو قبول کرے) جب وہ اس کو بُلائے اور اس کو یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے جب وہ چھینکے اور اس کی عیادت کرے جب وہ بیمار ہو اور اس کے جنازے کے ساتھ جائے جب وہ مر جائے اور اس کے لیے وہ بات پسند کرے جب وہ خود اپنی ذات کے لیے پسند کرتا ہے۔ رواہ الترمذی والدارمی عَن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۶۔ ایک اور حدیث شریف میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے پوچھا کہ افضل ترین ایمان کیا ہے؟

قَالَ اَنْ تُحِبَّ لِلّٰهِ وَ تُبْغِضَ لِلّٰهِ وَ تَعْمَلَ لِسَانَكَ فِیْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے واسطے محبت رکھے اور

اللہ کے واسطے عداوت رکھے اور اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھے۔

قَالَ وَمَاذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس کے بعد پھر میں کیا کروں؟ قَالَ وَاَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَ تَكْرَهَ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا اور یہ کر کہ لوگوں کے لیے تُو وہ پسند کرے جو تو خود اپنی ذات کے لیے پسند کرتا ہے اور ان کے لیے وہ پسند نہ کرے جو تو خود اپنی ذات کے لیے ناپسند کرتا ہے۔ رواہ الامام احمد۔

۱۷۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ۔

یعنی تمام عملوں میں سب سے افضل عمل اللہ عزوجل کے واسطے دوستی رکھنا اور اللہ عزوجل کے واسطے دُشمنی رکھنا ہے۔ رواہ ابو داؤد عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۸۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَ اَبْغَضَ لِلّٰہِ وَ اَعْطٰی لِلّٰہِ وَ مَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِیْمَانَ۔

یعنی جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے واسطے محبت رکھی اور اللہ تعالیٰ کے واسطے عداوت رکھی اور اللہ کے واسطے دیا اور دینے سے انکار بھی اللہ کے واسطے کیا، تو بے شک اُس نے ایمان کو کامل کر لیا۔ رواہ ابو داؤد عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۹۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے، جنابِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ اَعْطٰی لِلّٰہِ وَ مَنَعَ لِلّٰہِ وَ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَ اَبْغَضَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ اِیْمَانَہٗ۔

یعنی جس نے دیا اللہ کے واسطے اور دینے سے انکار کیا اللہ کے واسطے اور دوستی کی اللہ

کے واسطے اور دشمنی رکھی اللہ کے واسطے تو بے شک اُس نے اپنے ایمان کو کامل کر لیا۔ رواہ الترمذی عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۲۰۔ حضرت علامہ سید اسمٰعیل بن حافظِ کتب سید خلیل حافظ کتب الحرم المکی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ الملکی اپنی تصدیق "فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین" میں ایک اور حدیث شریف لکھتے ہیں:

**اَلشِّرْكُ اَخْفٰى مِنْ دَبِيْبِ النَّمْلِ عَلَى الصَّفَا فِي اللَّيْلَةِ الظَّلْمَاءِ وَاَدْنَاهُ اَنْ تُحِبَّ عَلٰى شَيْءٍ مِّنَ الْجَوْرِ وَ تَبْغَضَ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ الْعَدْلِ وَهَلِ الدِّيْنُ اِلَّا الْحُبُّ وَالْبُغْضُ۔**

یعنی شرک اس سے بھی زیادہ پنہاں ہے جیسے چکنی چٹان پر اندھیری رات میں چیونٹی کی چال۔ اور ادنیٰ درجہ اس کا یہ ہے کہ تُو کسی قدر ظلم وخلافِ حق پر محبت اور کسی قدر عدل پر عداوت رکھے اور دین ہے کیا؟ اسی حبّ وبُغض کا تو نام ہے۔ رواہ الحاکم و صححہ۔

یہ احادیثِ کریمہ جو ہم نے یہاں تلاوت کیں، ان میں سے حدیث نمبر ۱، حدیث نمبر ۲، حدیث نمبر ۳، حدیث نمبر ۴، حدیث نمبر ۷، حدیث نمبر ۸، حدیث نمبر ۹، حدیث نمبر ۱۰، حدیث نمبر ۱۱، حدیث نمبر ۱۶، حدیث نمبر ۱۷، حدیث نمبر ۱۸، حدیث نمبر ۱۹، حدیث نمبر ۲۰۔ یہ چودہ حدیثیں ہم نے اَسَدُ المِلّۃ وصاف الحبیب حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ ابوالظفر محبّ الرضا محمد محبوب علی خاں صاحب قادری برکاتی رضوی مجدّدی لکھنوی، مفتی اعظم ریاست پٹیالہ ادامہم اللہ تعالیٰ بالفضل والنّبالہ کی مرتب فرمائی ہوئی چہل حدیث مسمّٰی بنام تاریخی "اربعین شدّت" سے نقل کی ہیں۔ مسلمان بہ نگاہِ ایمان دیکھیں کہ حدیث نمبر ۲، حدیث نمبر ۳ وحدیث نمبر ۴ اور حدیث نمبر ۶ نے صاف وروشن طور پر فرما دیا کہ حق وصدق وعدل وانصاف کو پسند کرنا، اس کی حمایت وطرف داری کرنا ہرگز تعصّبِ مذموم نہیں، حتیٰ کہ اگر کوئی منافق، کوئی بدمذہب کسی سُنّی مسلمان کی بدگوئی کر رہا ہو، اس کو بُرا کہہ رہا ہو تو جو شخص اس سنّی مسلمان کو اپنا دینی مذہبی بھائی سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے

لیے اس کی حمایت وطرف داری کرے گا، اُس کی بدگوئی کرنے والے اس منافق بدمذہب کا منہ بند کردے گا تو قیامت کے دن اللہ عزوجل اُس کے گوشت پوست کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے اپنے نورانی معصوم فرشتے بھیجے گا۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

بلکہ جس تعصب کو حضورِ اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے مذموم اور بُرا فرمایا اس کے معنی صرف یہی ہیں کہ باطل و کذب و جَور وظلم کی طرف داری وحمایت کی جائے۔ لیکن دینِ حق کی نُصرت و اِعانت، مذہبِ حق کی حفاظت، اہلِ حق کی حمایت، اَمرِ حق کی طرف داری و اِشاعت۔۔۔۔ اسی طرح دینِ باطل کی اماتت، مذہبِ باطل کی نکایت، اہلِ باطل کی اہانت، امرِ باطل کی مخالفت ہرگز تعصّب مذموم نہیں۔ بلکہ یہی وہ تعصب محمود ہے جس کو علمائے اہلِ سنّت کی اصطلاح میں ''تَصَلُّب'' کہا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱، حدیث نمبر ۱۲، اور حدیث نمبر ۱۳ سے ''کالشّمس فی نصف النہار'' روشن وآشکار کہ جو لوگ اللہ ورسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رضا کے لیے اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر صحیح ایمان رکھنے والوں کے ساتھ محبت رکھتے ہیں، اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رضا کے لیے ان کی ملاقات کو جاتے ہیں، اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رضا کے لیے ان کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں، اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رضا کے لیے اُن پر مال خرچ کرتے ہیں، وہی لوگ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں۔ انھیں کو قیامت کے دن نہ کچھ خوف ہوگا نہ کوئی غم۔ انھیں کے چہرے نورٌ علیٰ نور ہوں گے۔ قیامت کے دن اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ان کی عزت ومنزلت دیکھ کر انبیاء وشہدا علیٰ سیدہم وعلیہم الصلاۃ والسلام والثنا بھی ان کی مدح وستائش فرمائیں گے۔ قیامت کے دن اُن کو نور کے منبروں پر بٹھایا جائے گا۔ انھیں میں کا کوئی شخص جب اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رضا کے لیے اپنے کسی مسلمان بھائی کی ملاقات کو اپنے گھر سے چلتا ہے تو ستّر ہزار فرشتے اس پر درود بھیجتے ہوئے اس کے ہمراہ ہولیتے ہیں۔

لیکن شاعرِ نیچریت مسٹر حالی نے قرآنِ عظیم کی آیاتِ بینات اور احادیث مبارکہ کے ارشاداتِ واضحات سب کو یکسر پیٹھ دے کر تمام کافروں، مشرکوں، مرتدوں، منافقوں، بدمذہبوں، گمراہوں اور بے دینوں کے ساتھ بھی محبت و اُلفت وشفقت رکھنے کو ان کے کفریات وضلالات بہ خندہ پیشانی سننے، دین، قرآن، رسول ورحمٰن جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ان کے گندے، گھنونے حملے دیکھتے ہوئے بھی اپنی پیشانی پر بَل تیور پر میل نہ آنے دینے کو، بلکہ ان کے عقائد کفر وضلال پر اطلاع رکھتے ہوئے بھی اُن کے ساتھ دوستانے، یارانے منانے کو، ان کے ساتھ مہربانی، شفقت و اُلفت ومحبت کے پینگ بڑھانے کو اسلامیوں کی علامت ٹھہرا دیا۔ اور جو مسلمان ایسا نہ کریں، قرآنِ عظیم وحدیث کریم کی پیروی وفرماں برداری میں اِن حرکاتِ مُلحدانہ وافعالِ صلح کلّیا نہ سے پرہیز رکھیں، ان سب کو خدا کے رحم وکرم سے محروم اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی جماعت سے باہر اور مُتعصّب اور محبتِ حق سے بے نصیب بنا دیا۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

حدیث نمبر ۷ میں اس کی صحبت میں بیٹھنے سے قطعاً منع فرما دیا۔ جو مؤمن نہ ہو ایسے شخص کو کھانا کھلانے سے مطلقاً منع فرما دیا، جو بدمذہبی وبدعقیدگی سے مُجتنِب ومُحترِز نہ ہو۔

حدیث نمبر ۹ میں بددین اور بے دین سے دوستی کرنے کو حرام فرما دیا۔

حدیث نمبر آٹھ، دس، گیارہ، سولہ، سترہ، اٹھارہ، اُنیس اور بیس میں خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دوستوں کے ساتھ دوستی اور محبت رکھنے اور خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی ونفرت رکھنے کو ایمان کے کڑوں میں سب سے زیادہ مضبوط کڑا اور اللہ تعالیٰ کو تمام اعمال سے زائد محبوب عمل اور اسی کو دین اسلام کی بنیاد وأساس اور اِسی کو افضل ترین ایمان، اِسی کو افضلِ اعمال، اسی کو کمالِ ایمان بلکہ اسی کو عینِ دین فرمایا گیا۔ مگر اس شاعرِ نیچریت مسٹر حالی نے اِس عمل کو جہالت وتعصّب ٹھہرایا۔ اور اس حُبّ فی اللہ وبغض فی اللہ کو رحمتِ الٰہی سے محروم اور اسلامی

جماعت سے خارج ہو جانے کا سبب اور محبتِ حق سے بے نصیب کر دینے والا بتا دیا۔ وَالْعِیَاذُ بِاللہِ تَعَالٰی۔

پھر اسی مُسَدّس کے صفحہ ۴۳ پر لکھتا ہے۔

کہ ہے آشتی میں مِری یاں گذارا — زمانے کا دن رات ہے یہ اِشارہ
مجھے اُن سے کرنا پڑے گا کنارا — نہیں پیروی میری جس کو گوارا
چلو تم اُدھر کو ہَوا ہو جِدھر کی — سدا ایک ہی رُخ نہیں ناؤ چلتی

اِس بند میں شاعرِ نیچریت حالی صاحب نے اُسی مضمون کو پیش کیا ہے جسے متکلم نیچریت شبلی صاحب اپنی مثنوی ''صبحِ امید'' میں پیش کر چکے ہیں کہ اب زمانے کی رفتار بدل گئی، ہوا کا رُخ پھر گیا لہٰذا پُرانے دین و مذہب، پرانے عقائد و مسائل اور پُرانی تہذیب و معاشرت کو چھوڑ دو، اس وقت جس طرف کی ہوا چل رہی ہے، اسی طرف کو چلو۔ یعنی یورپی تہذیب سیکھو، یورپی معاشرت اختیار کرو، بیکن کے جدید فلسفے، کپلر کی نکتہ آفرینیوں، نیوٹن کے مسائل پر جو یقینی ہیں، ایمان لاؤ۔ اِن اشعار کا منافی اسلام ہونا ہمارے بیاناتِ سابقہ سے واضح و روشن ہے۔ یہاں اختصاراً صرف ایک ہی ارشادِ الٰہی پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ اَطِیْعُوا اللہَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ۔

(اے محبوب!) تم فرماؤ کہ حکم مانو تم اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر۔ (ترجمہ رضویہ)

آیتِ کریمہ نے صاف بتا دیا کہ اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حکم کو ماننا ہی ایمان و اسلام ہے۔ اور اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حکم سے منہ پھیرنا ہی کفر و اِرتداد ہے۔ اور اس میں زمانے کی یا زمانے کی ہوا کی مخالفت و موافقت کی کوئی قید ہرگز نہیں۔ یہ نہیں فرمایا گیا کہ جس وقت زمانہ تمہارا دوست اور ہَوا تمہارے موافق ہو اس وقت تو خدا و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا حکم

مانو۔ اور جب زمانہ تمہارا دشمن اور ہَوا تمہارے خلاف ہو اس وقت خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حکم سے منہ پھیرلو۔ بلکہ بلا کسی قید کے صاف و واضح طور پر علی الاطلاق فرمادیا کہ زمانہ تمہارا دوست ہو یا دُشمن، زمانے کی ہَوا تمہارے موافق چل رہی ہو یا تمہارے خلاف، ہر حال میں خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حکم کو ماننا ہی ایمان و اسلام ہے اور اِسی پر بقدرِ قُدرت و بشرطِ استطاعت عمل کرنا فرض ہے۔ جو شخص باوجود قدرت و باوصفِ استطاعت زمانے کی دُشمنی کا حیلہ، ہَوا کے ناموافق ہونے کا بہانہ پیش کرکے خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حکم سے منہ پھیرے وہ کافر ہے، خدا اس کا دشمن ہے۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔ پھر اِسی مسدّس کے صفحہ ۴۹ پر لکھتا ہے:

| | |
|---|---|
| یہ پہلا سبق تھا کتابِ ہُدیٰ کا | کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خُدا کا |
| وہی دوست ہے خالقِ دوسرا کا | خلائق سے ہے جس کو رشتہ وِلاَ کا |
| یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں | کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں |
| عمل جن کا تھا اس کلامِ متیں پر | وہ سرسبز ہیں آج روئے زمیں پر |
| تفوّق ہے اُن کو کہیں و مہیں پر | مدار آدمیت کا ہے اب انہیں پر |
| شریعت کے ہم نے جو پیمان توڑے | وہ لے جاکے سب اہلِ مغرب نے جوڑے |

پھر اس کے حاشیہ میں لکھتا ہے ''اِس جگہ اہلِ مغرب سے یورپ کی مہذب قوم مراد ہے۔'' مسٹر حالی نے اِن اشعار میں عبادت اور دین وایمان صرف اسی کا نام رکھا کہ دنیا میں ایک انسان دوسرے انسان کے کام آئے۔ اور صاف کہہ دیا کہ جو شخص مومن و مسلم کافر مرتد منافق وملحد کے ساتھ غرض دُنیا کی ہر ایک مخلوق کے ساتھ محبت رکھتا ہے، بس وہی خالقِ دوسرا عزّ وعلا کا دوست ہے۔ پھر صاف بک دیا کہ یورپ کی مہذب قوموں کا اِسی پر عمل ہے۔ اسی لیے یورپ کے لوگ دنیا میں سرسبز ہیں اور ہر ادنیٰ و اعلیٰ پر فائق ہیں اور اب وہی لوگ آدمی و انسان ہیں۔ اُن کے سوا تمام لوگ جانور ہیں۔ پھر صاف بک دیا کہ مسلمانوں نے شریعت

کے ان پیمانوں کو توڑ دیا لہٰذا جتنے اہلِ اسلام ہیں وہ نہ تو خدا کی عبادت کرتے ہیں نہ دین رکھتے ہیں نہ ایمان۔ یعنی بے دین اور بے ایمان ہیں۔ اور یورپ کے لوگوں نے شریعت کے اِن پیمانوں کو جوڑ لیا، ان پر عمل پیرا ہو گئے اس لیے وہی یورپ والے ہی اس وقت عبادت گذار اور دین دار و ایمان دار ہیں۔ یہ وہی کفرِ ملعون ہے جس کو مُرتدِ اعظم عنایت اللہ مشرقی نے اپنے تذکرۂ ملعونہ میں بیسیوں جگہ بَکا ہے۔ چنانچہ اپنے تذکرۂ ملعونہ کے عربی افتاحیے کے صفحہ ۴۶ پر بکتا ہے:

فَوَ اللّٰہِ مَا جَاھَدَ قَوْمٌ قَطُّ فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا مِثْلَ مَا جَاھَدَ الْغَرْبُ فِیْ زَمَانِنَا ھٰذَا وَلَمْ یَعْرِفُوا اللّٰہَ مِثْلُ مَا عَرَفُوْہُ وَلَمْ یَقْدِرُوْہُ مِثْلَ مَا قَدَّرُوْہُ فَکَیْفَ لَا یُؤَدُّ اللّٰہُ اُجُوْرَھُمْ وَ یُوَفِّیْھِمْ حَقَّ عِبَادَتِھِمْ فِی الدُّنْیَا وَ یُتِمُّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْھِمْ اَنْ کَانُوْا شَاکِرِیْنَ وَ کَیْفَ لَا یَسْتَخْلِفُ فِی الْاَرْضِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ بِالْحَقِّ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّہٗ شَکُوْرٌ حَلِیْمٌ فَالْمَلٰئِکَۃُ اَکْثَرُھُمْ یَسْجُدُوْنَ لِھٰذَا الْقَوْمِ۔

یعنی خدا کی قسم اِس دنیا میں کبھی کسی قوم نے ایسا جہاد نہ کیا جیسا جہاد ہمارے اس زمانے میں یورپ والوں نے کیا۔ اور کسی قوم نے کبھی خدا کو ایسا نہ پہچانا جیسا یورپ والوں نے اسے پہچانا اور کسی قوم نے کبھی خدا کی ایسی قدر نہ کی جیسی یورپ والوں نے اس کی قدر کی تو اللہ ان کا ثواب کیونکر اُن کو نہ دے اور اُن کی عبادت کا حق ان کو دنیا میں کیونکر بھرپور نہ دے اور کیونکر اپنی نعمت ان پر تمام نہ کرے اس لیے کہ وہی لوگ شکر گذار ہیں۔

اور اللہ کیونکر ان کو زمین میں اپنا خلیفہ نہ بنائے جو اللہ پر حق کے ساتھ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے۔ بے شک وہ قدر کرنے والا، درگذر فرمانے والا ہے۔ تو اکثر فرشتے ان یورپ والوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ پھر صفحہ ۴۸ پر بکتا ہے: "فَالْحَقُّ اَنَّہٗ مَا فِیْکُمْ مِنَ الْاِسْلَامِ مِنْ شَیْءٍ وَاِنَّھُمْ ھُمُ الْمُسْلِمُوْنَ۔" یعنی تو حق بات یہ ہے کہ اے مسلمانوں تم میں تو کچھ بھی اسلام نہیں اور بے شک وہ یورپ والے ہی سچّے اسلام والے

ہیں۔ الغرض تمام مسلمانوں کو یکسر کافر بنانے اور اپنے خداوندوں اہلِ یورپ کو ایماندار ٹھہرانے میں مسٹر حالیؔ و مرتد مشرقی دونوں ایک ہی قسم کی بولیاں بول رہے ہیں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

فرق اتنا ہے کہ مرتد مشرقی کو کوئی حدیث نہیں ملی تو اس نے حضرت مصلح الدین شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر۔ ''عبادت بجز خدمتِ خلق نیست* بہ تسبیح وسجّادہ و دلق نیست'' پیش کر کے توحیدِ خدا و رسالت رُسل وحقانیت اسلام وغیرہا جملہ عقائد ضروریہ دینیہ ایمانیہ کو یکسر پیٹھ دے کر کہہ دیا کہ عبادت اور اسلام صرف اسی کا نام ہے کہ بلا امتیاز مومن و کافر ہر مخلوق کی خدمت کی جائے۔ اور چونکہ یورپ والے خدمت خلق کر رہے ہیں اور مسلمان اس سے محروم ہے لہٰذا مسلمان تو سب کے سب قطعاً کافر و بے دین ہیں اور یورپ والے ہی ایماندار اور دیندار ہیں۔ مگر مسٹر حالیؔ نے مسلمانوں کو دھوکے دینے کے لیے ایک حدیث بھی پیش کر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عَیَالِہٖ۔

یعنی ساری مخلوق کی پرورش اللہ عزّوجل کے ذمۂ کرم پر ہے تو ساری مخلوق میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زائد محبوب وہ ہے جو اس کی مخلوق کے ساتھ احسان کرے۔ رواہ البیھقی فی شعب الایمان عن انس وعبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنھما۔

اور اِس حدیث شریف کو سنا کر توحید خداوندی ونبوّت انبیا و رسالت مرسلین وحقانیت اسلام وقرآن وغیرہا تمام مسائلِ ضروریۂ دینیہ ایمانیہ کو قطعاً بے کار و باطل ٹھہرا کر کہہ دیا کہ عبادت اور دین و ایمان صرف اِسی کا نام ہے کہ بلا امتیاز مومن و کافر ہر مخلوق پر احسان کیا جائے۔ ہر مخلوق کے ساتھ محبت رکھی جائے۔ اور چونکہ یورپ والے ایسا ہی کر رہے ہیں اور مسلمان ایسا نہیں کرتے اس لیے مسلمان تو سب بے دین و بے ایمان ہیں اور یورپ والے دیندار و اہلِ ایمان۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ الْمَلِکِ الدَّیَّانِ۔

ہم ابھی آیاتِ قرآنیہ واحادیث نبویہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیہ سے کالشّمس فی

نصف النہار روشن و آشکار کر چکے کہ مخلوقاتِ الٰہی پر سب سے بڑا احسان اور ان کی سب سے بڑی اور اصلی و حقیقی خدمت یہی ہے کہ ان کو اسلام و ایمان کی دولت سے مالا مال کر کے ابدی عیش و راحت اور دوامی و حقیقی و مفید نعمت، آزادئ کامل سے دارین میں کامیاب اور بہرہ مند بنا دیا جائے۔ اور جو لوگ اغوائے شیطانی اور اپنی بدعقلی سے خود اپنی سچّی حقیقی ابدی منفعت کو ٹھکرا دیں تو ایسے کج رؤں کی کج روی کے ضرر کو دوسرے بے قصور فرمانبرداروں پر پہنچنے سے روک دینے کے لیے اور ان پر یہ حکم نافذ کیا جائے کہ سلطنتِ اسلامی کو جزیہ دے کر مغلوب و مقہور ہو کر رہیں اور خودسر معاندوں، سرکش دشمنوں پر اسلامی سلطنتیں محض اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جہاد و قتال کریں۔

ان مسائل کی تصریحات سے آیاتِ الٰہیہ کے سمندر چھلک رہے ہیں اور احادیثِ مبارکہ کے آفتاب دَمک رہے ہیں۔ یہ اس تقدیر پر کلام تھا کہ الخلق میں استغراق مراد لیا جائے۔ اور اگر عہد مُراد ہو جب تو ملحدین کا وسوسۂ شیطانیہ اور زائد واضح و روشن طور پر فی النار ہے۔ ہم ابھی احادیث مبارکہ سے بیان کر آئے کہ اِس مضمون کی احادیثِ شریفہ میں الناس اور الخلق سے مراد صرف مومنین و مُسلمین ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

حضورِ اقدس رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ قَضٰی لِاَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِیْ حَاجَۃً یُرِیْدُ اَنْ یَّسُرَّہٗ بِھَا فَقَدْ سَرَّنِیْ وَمَنْ سَرَّنِیْ فَقَدْ سَرَّ اللّٰہَ وَمَنْ سَرَّ اللّٰہَ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ۔

یعنی جو شخص میرے کسی امتی کی کوئی حاجت اس ارادے سے پوری کر دے کہ اس کو اس حاجت کے پوری کر دینے سے خوش کرے تو بے شک اس نے مجھ کو خوش کیا اور جس نے مجھ کو خوش کیا تو بے شک اس نے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اللہ عزّ وجل اس کو جنّت میں داخل فرمائے گا۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اِس حدیث شریف نے اُس حدیث کریم کی تفسیر فرما دی کہ اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ یعنی

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سب امتی اللہ عزّوجل کی آغوشِ رحمت کے پرورش یافتہ ہیں۔تو جو شخص آغوشِ رحمتِ خداوندی کے اِن پرورش یافتہ لوگوں کے ساتھ احسان کرے گا وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا محبوب ہوگا۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

دلائلِ شرعیہ کی روشنی میں خدمت خلق کی مفصل توضیح رسالہ ''مشرقی کا غلط مذہب'' نمبر ے میں ملاحظہ ہو۔ بہرحال حالیؔ وشبلیؔ کا محض خدمتِ خلق واحسان الی الحق کے حیلۂ مکذوبہ وبہانۂ کاذبہ کی بنا پر تمام مسلمانوں کو قطعاً کافر و بے دین بنانا اور یورپ کے تمام کافروں مشرکوں زندیقوں دہریوں کو ایماندار و دین دار بتانا قطعی کفر وارتداد ہے اور یقینی زندقہ و الحاد۔وَالْعَیَاذُ بِاللّٰهِ رَبِّ الْعِبَاد۔

اللہ عزّوجل فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ کَسَرَابٍ بِقِیْعَةٍ یحسبه الظّمْاٰن ماء حَتّٰٓی اِذَا جَآءَهٗ لَمْ یَجِدْهُ شَیْئًا وَ وَجَدُو اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰهُ حِسَابَه وَاللّٰهُ سَرِیْعُ الْحِسَاب○

یعنی اور جو کافر ہوئے (مجوس ہوں یا ہنود نصاریٰ ہوں یا یہود یا مشرکین و کفار ہنود) ان کے کام (خدمتِ خلق واحسان الی الخلق ورحمت وشفقت علی الخلق وغیرہ سب) ایسے ہیں جیسے دھوپ میں چمکتا رہتا کسی جنگل میں کہ پیاسا اسے پانی سمجھے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آیا تو اسے کچھ نہ پایا اور اللہ کو اپنے قریب پایا تو اس نے اس کا حساب پورا بھر دیا اور اللہ جلد حساب کرلیتا ہے۔(ترجمۂ رضویہ)

پھر اِسی مسدّس کے صفحہ ۱۰۰ پر سائنسِ یورپ کی تحقیقاتِ جدیدہ کی منقبت خوانی کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ ے

کیا کوہساروں کو مِسمار اِس نے — بنایا سمندر کو بازار اِس نے
زمینوں کو منوایا دوّار اِس نے — ثوابت کو ٹھہرایا سیّار اِس نے
لیا بھاپ سے کام لشکر کشی کا — دیا پتلیوں کو سکت آدمی کا

یہ پتھر کا ایندھن ہے جلوانے والا　　جہازوں کو خشکی پہ چلوانے والا
صداؤں کو سانچے میں ڈھلوانے والا　　زمیں کے خزانے اگلوانے والا
یہی برق کو ناہ بر ہے بناتا　　یہی آدمی کو ہے بے پُر اُڑاتا

یہ وہی کفری مضمون ہے جو مرتد عنایت اللہ مشرقی نے اپنے تذکرۂ ملعونہ میں جا بجا بکا ہے۔ چنانچہ اس کے افتتاحیۂ عربیہ کے صفحہ ۶۴ پر بکتا ہے:

وَالْمغربون کلهم قد علموا صلاتهم وخطّفوا الارض من فوقها ومن تحتها واتخذوا بيوتا من سهلها وصخرها وبنوا مساكن ومراكب في برها وبحرها يسبحوا الله ويحمدوه وهم الذين هدوا اِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

یعنی یورپ کے لوگ سارے کے سارے اپنی نماز کو معلوم کر چکے ہیں۔ اور زمین کو اس کے اوپر اس کے نیچے سے انھوں نے اُچک لیا ہے اور اس کے نرم اور سخت حصّوں میں مکانات انہوں نے بنائے ہیں اور انھوں نے زمین کی خشکی وتری میں کوٹھیاں اور جہاز بنائے ہیں اس لیے کہ وہ اللہ کی تسبیح وحمد کریں (یعنی یورپ والوں کا سائنس میں یہ ترقیاں کرنا یہی خدا کی تسبیح وحمد ہے) اور وہی وہ لوگ ہیں جن کو صراطِ مستقیم یعنی سیدھے راستے کی ہدایت فرمائی گئی ان لوگوں کے راستے جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے ان یورپ والوں پر نہ تو غضب ہے نہ وہ گمراہ ہیں۔ وَالْعَيَاذُ بِاللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۔

حالانکہ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ یہ دنیوی ترقیاں اگر اشاعتِ اسلام وتبلیغِ سنّیت و اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے ہوں تو بے شک ثواب ہیں اور اگر ان کا مقصد کوئی دینی اسلامی مقصد نہ ہو تو یہ باتیں اسلامی کمالات تو درکنار انسانی کمالات بھی ہرگز نہیں۔ اللہ عزّوجل فرماتا ہے:

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ۔ ثُمَّ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ۔ وَبِئْسَ الْمِهَادُ۝ (آلِ عمران، آیت ۱۹۶۔۱۹۷)

یعنی اے سننے والوں کافروں کا شہروں میں اَلّے گہلے پھرنا تجھے دھوکا نہ دے تھوڑا برتنا پھران کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا ہی بُرا بچھونا۔ (ترجمۂ رضویہ)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ ۚ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ۔ (آلِ عمران، آیت ۱۷۸)

یعنی اور ہر گز کافر اس گمان میں نہ رہیں کہ وہ جو ہم انھیں ڈھیل دیتے ہیں کچھ ان کے لیے بھلا ہے ہم تو اسی لیے انھیں ڈھیل دیتے ہیں کہ اور گناہ میں بڑھیں اور ان کے لیے ذلّت کا عذاب ہے۔ (ترجمۂ رضویہ)

مگر مسٹر حالی و مرتد مشرقی دونوں نے عقائد اسلامیہ پر ایمان لانے اور احکامِ اسلامیہ پر عمل کرنے کو بیکار ٹھہرا کر صاف صاف بک دیا کہ کمالِ اسلام و حقیقتِ اسلام صرف اسی قدر ہے کہ سائنس کی تحقیقاتِ جدیدہ کے ذریعے سے پہاڑوں کو ڈھایا جائے، سمندوں کو بازار بنادیا جائے، بھاپ سے لشکر کشی کا کام لیا ئے، بے جان پتلیوں کو مشینوں کے ذریعے سے آدمیوں کی طرف چلتا پھرتا بنا دیا جائے، پتھروں کو ایندھن کی طرح جلایا جائے، خشکی میں جہاز (یعنی ریل کو) چلایا جائے، آوازوں کو سانچوں میں بند کرلیا جائے یعنی فونوگراف بنایا جائے، بجلی کے ذریعے پیغام بھیجا جائے یعنی ٹیلیفون و ٹیلیگراف و ریڈیو وغیرہ ایجاد کیے جائیں، ہوائی جہازوں میں بیٹھ کر فضا میں اُڑا جائے بس ایمان اِسی کا نام ہے اور یہی حقیقتِ اسلام ہے۔ اور چونکہ مسلمان ان باتوں میں یورپ والوں سے پیچھے ہیں اس لیے مسلمان تو سب کے سب گمراہ ہیں، غضبِ الٰہی میں گرفتار ہیں۔ مگر یورپ کے سائنسداں لوگ سارے کے سارے صراطِ مستقیم پر ہیں۔ والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ۔

اِس کفرِ ملعون میں حالؔی و مشرقؔی دونوں متحد و مشترک ہیں۔ مگر حالؔی نے یورپی سائنس کی کاسہ لیسی کرتے ہوئے زمین کو آفتاب کے گِرد متحرک بھی مان لیا، گھومنے والا بھی مان لیا۔ حالانکہ زمین قطعاً ساکن ہے۔ سورج اور چاند اور دوسرے سب سیّارے اس کے گِرد بحکمِ

الٰہی گھوم رہے ہیں۔ اِس مسئلے کا روشن ومبرہن بیان اور فلسفہ وسائنس کے اوہام وہذیانات کا بُطلان حضور پُرنور اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت مجدّد اعظم فاضل بریلوی مولانا شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتابِ مستطاب مسمّٰی بنامِ تاریخی ''اَلْکَلِمَۃُ الْمُلْھِمَۃِ فِی الْحِکْمَۃِ الْمُحْکَمَۃِ لِوَھَاءِ فَلْسَفۃِ الْمَشْئَمَۃِ'' (۱۳۳۸ھ) وکتاب کامل النصاب مسمّٰی بنام تاریخی ''فوزِ مبین در ردِّ حرکت زمین'' (۱۳۳۸ھ) ورسالہ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی ''نزول آیاتِ فرقان بسکون زمین وآسمان'' (۱۳۳۹ھ) میں ملاحظہ ہو۔ یہاں ہم رسالۂ مبارکہ ''فوزِ مبین در ردِّ حرکت زمین'' کا مختصر اقتباس پیش کرتے ہیں۔

اوّلاً:۔ آفتاب کی مرکزیت اور زمین کی اس کے گرد حرکت دونوں باطل ومطرود اور قرآنِ عظیم کے ارشادات سے مردود ہیں۔ نہ آفتاب مرکز ہے نہ کواکب اس کے گرد متحرک۔ بلکہ زمین کا مرکز ثقل مرکزِ عالم ہے اور سب ستارے اور خود آفتاب اس کے گرد دائر۔

(۱) اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے:

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ○

یعنی سورج اور چاند کی چال حساب سے ہے۔

(۲) اور فرماتا ہے:

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّھَا ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ○

یعنی سورج چلا ہے اپنے ٹھہراؤ کے لیے یہ سادھا ہوا ہے زبردست علم والے کا۔

(۳) اور فرماتا ہے:

کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ ○

یعنی چاند سورج ایک ایک گھیرے میں پیر رہے ہیں۔

(۴) اور فرماتا ہے:

وَسَخَّرَ لَکُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ ○

یعنی اللہ نے تمہارے لیے چاند سورج مسخر کیے کہ دونوں باقاعدہ چل رہے ہیں۔

(۵) اور سورۂ رعد میں فرماتا ہے:

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی○

یعنی اللہ نے مسخر فرمائے چاند سورج ہر ایک ٹھہرائے وقت تک چل رہا ہے۔

بعینہٖ اسی طرح سورۂ لقمٰن وسورۂ ملٰئکہ وسورۂ زمر میں فرمایا۔ اس پر جو جاہلانہ اختراع پیش کرے اس کے جواب کو یہ آیۂ کریمہ تمہیں تعلیم دے رہی ہے۔

اَلَا یَعْلَمُ من خَلَقَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ۔

یعنی کیا وہ نہ جانے جس نے بنایا اور وہی ہے پاک خبردار۔

آفتاب کو مرکز ساکن اور زمین کو اس کے گرد دائر ماننا تو صراحۃً آیاتِ قرآنیہ کا صاف انکار ہے ہی ہیئات یونان کا مزعوم کہ آفتاب مرکزِ زمین کے گرد دائر تو ہے مگر نہ خود بلکہ حرکتِ فلک سے آفتاب کی حرکت عرضیہ ہے۔ جیسے جالسِ سفینہ کی۔ یہ بھی ظاہر قرآنِ کریم کے خلاف ہے۔ بلکہ خود آفتاب متحرک ہے، آسمان میں پیرتا ہے۔ جس طرح دریا میں مچھلی۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ○

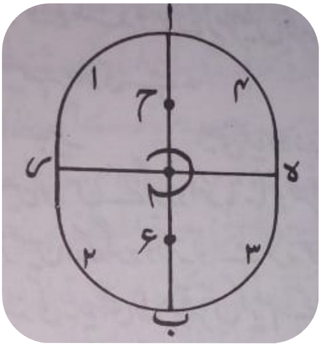


افقہ الصحابہ بعد الخلفاء الاربعہ سیدنا عبداللہ بن مسعود صاحبِ سرِّ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے حضور حضرت کعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول مذکور ہوا کہ آسمان گھومتا ہے۔ دونوں حضرات نے بالاتفاق فرمایا:

کَذِبَ کَعْبٌ اَنَّ اللہَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا۔

یعنی کعب نے غلط کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک اللہ آسمانوں اور زمینوں کو روکے ہوئے ہے کہ سرکیں نہیں۔

زَادَ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ وَ کَفٰی بِھَا زَوَالًا اَنْ تَدُوْرَ رَوَاہُ عَنْہُ سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَ عَبْدُ بْنُ حَمِیْدٍ وَابْنُ جَرِیْرٍ وَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَعَنْ حُذَیْفَۃَ عَبْدُ بْنُ حَمِیْدٍ۔

اس آیت میں اگرچہ تاویل ہو سکے۔ صحابۂ کرام خصوصاً ایسے اجلّہ اعلم بمعانی القرآن ہیں اوران کا اتباع واجب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

**ثانیاً:**۔ جاذبیت پر ایک سہل سوال اوج و حضیضِ شمس سے ہوتا ہے جس کا ہر سال مشاہدہ ہے۔ نقطۂ اوج پر کہ اس کا وقت تقریباً سوم جولائی ہے۔ آفتاب زمین سے غایت بُعد پر ہوتا ہے۔ اور نقطۂ حضیض پر کہ تقریباً سوم جنوری ہے۔ غایت قُرب پر۔ یہ تفاوت اکتیس لاکھ میل سے زائد ہے کہ تفتیشِ جدید میں بُعد اوسط نو کروڑ انتیس لاکھ میل بتایا گیا ہے۔ اور مابین المرکزین دو درجے پینتالیس ثانیے یعنی ۲ء۰۵۲۱۲ ہے۔ تو بُعد ابعد نو کروڑ چوالیس لاکھ اٹھاون ہزار چھبیس (۹۴۴۵۸۰۲۶) میل ہوا اور بُعدِ اقرب نو کروڑ تیرہ لاکھ اکتالیس ہزار نو سو چوہتر میل (۹۱۳۴۱۹۷۴) اور تفاوت اکتیس لاکھ سولہ ہزار باون میل۔ اگر زمین آفتاب کے گرد اپنے مدارِ بیضی پر گھومتی ہے جس کے فوکزِ اسفل میں آفتاب ہے جیسا کہ ہیئاتِ جدیدہ کا زعم ہے۔ جیسا کہ اس شکل سے واضح ہے:

ا ر ب ہ بیضیٔ مدارِ زمین ہے ا ر، ر ب، ب ہ، ہ ا چاروں نطاق ہیں۔ ا ب قطرِ اطول ہے اس کے دونوں کناروں پر مرکز ۔۔ سے پورا بُعد ہے۔ ہ ر قطرِ اقصر اس

کے دونوں نقطوں پر۔۔ سے بعد اقرب ح، ء دونوں فوکز یعنی محترق ہیں۔ جن کے اسفل ء پر شمس مستقر ہے۔ ا نقطۂ اوجِ شمس سے غایتِ بُعد پر ہے۔ اور ب حضیض غایتِ قرب پر۔ زمین ا پر مرکز و شمس دونوں سے نہایت دوری پر ہوتی ہے یہاں سے چلتے ہی ا د نطاقِ اول میں دونوں سے قریب ہوتی ہے یہاں تک کہ د پر مرکز سے غایت قرب میں ہوتی ہے۔ د ب نطاقِ دوم میں مرکز سے دور ہونا شروع کرتی ہے لیکن شمس سے اب بھی قُرب ہی بڑھاتی ہے۔ یہاں تک کہ ب حضیض پر مرکز سے دوبارہ غایتِ بُعد پر ہوجاتی ہے اور شمس سے نہایت قُرب پر آتی ہے۔ اِس نصفِ حضیضی ا د ب میں شمس سے قُرب ہی بڑھتا اور چال بھی برابر متزاید رہتی ہے۔ تیزی کی انتہا نقطۂ ب پر ہوتی ہے۔ پھر انہیں قدموں پر سُست ہوجاتی ہے۔ ب ہ نطاقِ سوم میں زمین مرکز سے قریب اور شمس سے دور ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ہ پر دوبارہ مرکز سے کمالِ قُرب پر آجاتی ہے۔ ہ ا نطاقِ چہارم میں مرکز و شمس دونوں سے دور ہوجاتی ہے۔ یہاں تک کہ ا پر دونوں سے کمالِ بُعد پاتی ہے اِس نصف اوجی ب ہ ا میں شمس سے بُعد ہی بڑھتا اور چال برابر متناقص رہتی ہے۔ سُستی کی انتہا نقطۂ ا پر ہوتی ہے۔ پھر وہی دورہ شروع ہوتا ہے۔ اِس میں اگر شمس کی جگہ زمین اور زمین کی جگہ شمس کہا جائے اور مدار شمس کو بیضی مان لیا جائے تو ہمارے نزدیک بھی یہ سب باتیں یونہی ہیں۔ اب اللہ عزوجل کی قدرت پر تو اِن سائنس پرستوں کا ایمان نہیں ہے۔ لہٰذا کہتے ہیں کہ آفتاب زمین کو کھینچتا ہے۔ زمین آفتاب سے بھاگتی ہے۔ اِس جاذبیت شمس و نافریتِ ارض کی کھینچا تانی کے سبب آفتاب کے گرد زمین اپنے محور پر گھومتی ہوئی مدارِ بیضی پر دورہ کرتی ہے۔

**اولاً**:۔ نافریتِ ارض کو جاذبیت شمس سے کیا نسبت کہ آفتاب حسبِ بیانِ اصولِ علم الھیئاۃ ہیئاتِ جدیدہ بارہ لاکھ پینتالیس ہزار ایک سو تیس زمینوں کے برابر ہے۔ اور حضور پُرنور اعلیٰ حضرت قبلہ امامِ اہلِ سنّت عظیم البرکت مجدّدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بر بنائے

مقرّرات[1] تازہ اصلِ کروی پر حساب فرمایا تو اس سے زائد آیا یعنی آفتاب تیرہ لاکھ تیرہ ہزار دو سو چھپن زمینوں کے برابر وہ جرم (یعنی زمین) کہ اس (آفتاب) کے بارہ تیرہ لاکھ حصّوں میں سے ایک کے بھی برابر نہیں اس (آفتاب) کی کیا مقاومت کر سکتا ہے۔ تو گرد دورہ کرنا نہ تھا بلکہ پہلے ہی دن (زمین کو) کھینچ کر اس (آفتاب) میں مل جانا (چاہیے) تھا۔ کیا بارہ لاکھ آدمی مل کر ایک (آدمی) کو کھینچیں (اور ان بارہ لاکھ آدمیوں میں سے ہر ایک شخص کی قوّت و طاقت اسی ایک آدمی کی طاقت وقوت کے برابر ہو اور وہ بارہ لاکھ آدمی اپنی مجموعی قوتوں سے کامل اتفاق کے ساتھ اس کو کھینچیں) تو وہ کھینچ نہ سکے گا؟ بلکہ ان کے گرد گھومے گا؟

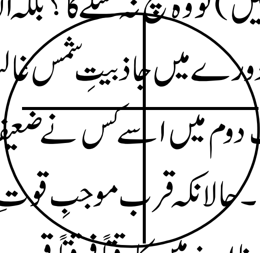

ثانیاً:۔ جب نصف دورے میں جاذبیتِ شمس غالب آ کر اکتیس لاکھ میل سے زائد زمین کو قریب کھینچ لائی تو نصفِ دوم میں اسے کس نے ضعیف کر دیا کہ زمین پھر اکتیس لاکھ میل سے زیادہ دور بھاگ گئی۔ حالانکہ قرب موجبِ قوتِ اثرِ جذب ہے تو حضیض پر لاکر جاذبیتِ شمس کا اثر اور قوی تر ہونا اور زمین کا وقتاً فوقتاً قریب تر ہو جانا لازم تھا۔ نہ کہ نہایت قرب پر اس کی قوت سُست پڑھے اور زمین اس کے پنجے سے چھوٹ کر پھر اتنی ہی دور ہو جائے۔ شاید جولائی سے جنوری تک آفتاب کو راتب زیادہ ملتا ہے قوت تیز ہوتی ہے۔ اور جنوری سے جولائی تک پھر بھوکا رہتا ہے کمزور پڑ جاتا ہے۔ دو جسم اگر برابر کے ہوتے تو یہ کہنا ایک ظاہری لگتی ہوئی بات ہوتی کہ نصف دورے میں یہ غالب رہتا ہے نصف میں وہ۔ نہ کہ وہ جرم کہ زمین کے بارہ لاکھ امثال سے بڑا ہے اُسے کھینچ کر اکتیس لاکھ میل سے زیادہ قریب کر لے اور عین شبابِ اثرِ جذب کے وقت سُست پڑ جائے اور اِدھر ایک اُدھر بارہ لاکھ سے زائد پر غلبہ و مغلوبیت کا دورہ پورا نصف نصف انقسام پائے۔ اس پر یہ مہمل عذر پیش ہوتا ہے کہ نقطۂ حضیض پر نافریت بہت بڑھ جاتی ہے۔ وہ زمین کو آفتاب کے پنجے سے چھڑا کر پھر دور لے جاتی ہے۔

---

[1] وہ مقررات تازہ کتاب مبارک ''فوزِ مبین در ردِّ حرکتِ زمین'' (۱۳۳۸ھ) میں اور وہ اصل کروی رسالہ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی ''الھنیئ النمیر فی الماء المستدیر'' (۱۳۳۴ھ) میں ملاحظہ ہو۔

اَقُوۡلُ:۔ یہ ہارے کا حیلہ محض بے سر و پا ہے۔ اول یہ کہ جاذبیت و نافریت کا گھٹنا بڑھنا متلازم ہے نافریت اتنی ہی بڑھے گی جتنی جاذبیت اور بہر حال مساوی رہیں گی۔ یہاں اگر نافریت بدرجۂ غایت ہے کہ چال سب سے زیادہ تیز ہے تو جاذبیت بھی بحدِّ کمال ہے کہ قربِ شمس سب جگہ سے زائد ہے۔ نافریت جاذبیت سے چھینے تو جبکہ اس پر غالب آئے برابر سے چھین لینا کیا معنی۔ دوسرے یہ کہ اگر نافریت ہی میں کوئی ایسا طرہ ہے کہ بحالِ مساوات وہی غالب آئے تو اسے مساوات تو روزِ اول سے تھی اور نقطوں پر کیوں نہ غالب آئی، نافریت کی غالبیت و مغلوبیت کے لیے خاص انھیں نقطوں کا تعیّن کیوں ہے۔ تیسرے یہ کہ ہر سال انھیں پر غلبہ و مغلوبیت کی کیا وجہ ہے۔ بخلاف ہمارے اصول کے کہ زمین ساکن اور آفتاب اس کے گرد ایک ایسے دائرے پر متحرک جس کا مرکز مرکزِ عالم سے اکتیس لاکھ سولہ ہزار باون میل باہر ہے۔ اگر مرکز متحد ہوتا زمین سے آفتاب کا بعد ہمیشہ یکساں رہتا۔ مگر بوجہ خروج مرکز جب آفتاب نقطۂ ا پر ہوگا مرکزِ زمین سے اس کا فصل ا ج ہوگا۔

ب مرکز مدار شمس
ج مرکز زمین
ء شمس

یعنی بقدر ا ب نصف قطر مدار شمس+ ب ج مابین المرکزین اور جب نقطۂ ء پر ہوگا اس کا فصل ج ء ہوگا یعنی بقدر ب ء نصف قطرِ مدار شمس ب ج مابین المرکزین دونوں فصلوں میں بقدر دو چند مابین المرکزین فرق ہوگا یہ اصل کروی پر ہے۔ لیکن وہ بعد اوسط اصل بیضی پر لیا گیا ہے اس میں بُعد اوسط منتصف مابین المرکزین پر ہے۔ تو بُعدِ اوسط + نصف مابین المرکزین = بُعد ابعد، نصفِ مذکور = بعد اقرب لا جرم بقدر مابین المرکزین فرق ہوگا اور یہی نقطے اُس قُرب و بُعد کے لیے خود ہی متعین رہیں گے۔ کتنی صاف بات ہے جس میں نہ

جاذبیت کا جھگڑا نہ نافریت کا بکھیڑا ذالک تقدیر العزیز العلیم ۔ یہ سادھا ہوا ہے زبردست جاننے والے کا۔ جَلَّ وَ عُلَا وَ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَ اَبْنِہِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ وَ حِزْبِہٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ۔

**ثالثاً:**۔جاذبیت کے بطلان پر دوسرا شاہدِ عدل قمر ہے۔ہیئات جدیدہ میں قرار پاچکا ہے کہ اگرچہ زمین قمر کو قریب سے کھینچتی ہے اور آفتاب دور سے۔مگر جرمِ شمس لاکھوں درجے جرمِ زمین سے بڑا ہونے کی باعث اس کی جاذبیت قمر پر زمین کی جاذبیت سے 5 / 2.1 گنی ہے۔یعنی زمین اگر چاند کو پانچ میل کھینچتی ہے تو آفتاب گیارہ میل۔اور شک نہیں کہ یہ زیادت ہزاروں برس سے مُستمِر ہے۔تو کیا وجہ کہ چاند زمین کو چھوڑ کر اب تک آفتاب سے نہ جاملا؟ یا کم از کم ہر روز یا ہر مہینے اس کا فاصلہ زمین سے زیادہ اور آفتاب سے کم ہوتا جاتا۔مگر مشاہدہ ہے کہ ایسا نہیں تو ضرور جاذبیت باطل و مہمل خیال ہے۔اور یہاں یہ عذر کہ آفتاب زمین کو بھی تو کھینچتا ہے عجب صدائے بے معنی ہے۔زمین کو کھینچنے سے قمر پر اس کی کشش کیوں کم ہوگئی۔ایک اور 5 / 11 اسی حالتِ موجودہ ہی پر تو مانی گئی ہے۔جس میں شمس زمین کو بھی جذب کررہا ہے۔پھر اس قرار یافتہ مسلم کا کیا علاج ہوا۔

**رابعاً:**۔لطف یہ کہ اجتماع کے وقت قمر آفتاب سے قریب تر ہوجاتا ہے اور مقابلے کے وقت دور تر حالانکہ قریب وقت اجتماع آفتاب کی جاذبیت کہ 16 / 11 ہے، صرف 8 / 3 ہی عمل کرتی ہے کہ قمر شمس وارض کے درمیان ہوتا ہے زمین اپنی طرف ۵ حصے کھینچتی ہے اور شمس اپنی طرف ۱۱ حصے تو بقدر فضلِ جذبِ شمس 16 / 6 جانب شمس کھنچا۔اور قریبِ وقتِ مقابلہ جاذبیت کے سب سولہ حصے قمر کو جانبِ شمس کھینچتے ہیں کہ ارض شمس و قمر کے درمیان ہوتی ہے تو دونوں مل کر قمر کو ایک ہی طرف کھینچتے ہیں۔غرض وہاں تفاضل کا عمل تھا یہاں مجموع کا اس کے سہ چند کے قریب ہے تو واجب کہ وقتِ مقابلہ قمر شمس سے بہ نسبتِ وقتِ اجتماع قریب تر آجائے۔ حالانکہ عکس ہے تو ثابت ہوا کہ جاذبیت باطل ہے۔ سائنس کے پرستاروں کی طرف سے اس کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اجتماع کے وقت زمین قمر کو شمس سے

چھین لے جاتی ہے اور وہ دور ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ مقابل شمس آتا ہے اور اس وقت شمس و زمین دونوں اسے ایک طرف کھینچتے ہیں تو آفتاب سے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اجتماع میں آتا ہے۔

**اَقُوْلُ**:۔ کیا زمین وقت مقابلہ سے وقت اجتماع تک نیّرین کے بیچ ہی میں رہتی ہے کہ آفتاب سے قریب کرنے کا وہ سلسلہ مسلسل رہتا ہے یا زمین تو مقابلے کے بعد ایک کنارے کو ہوگئی اور جب سے اجتماع ہونے تک جہت خلافِ شمس کھینچتی رہی۔ اور اس کا اثرِ جذب اثر جذبِ شمس سے بدرجہا زائد ہے (ملاحظہ ہو کتاب ''فوزِ مبین'' میں جاذبیت کا ردّ پنجم) پھر بھی چاند ہے کہ شمس ہی کی طرف کھنچتا ہے۔ شاید مقابلے کی خفیف ساعت میں زمین نے اس کے کان میں پھونک دیا تھا کہ اب چاہے میں کہیں ہوں چاہے میں کسی طرف کھینچوں۔ اور کتنے ہی غالب زور سے کھینچوں مگر تو اِسی وقت کے اثر پر رہنا۔ اور آفتاب ہی سے قریب ہوتا جانا میری ایک نہ ماننا کیونکہ وہ بڑا بوڑھا ہے، اس کا لحاظ واجب ہے اور چاند ایسا سعادت مند کہ اسی پر کاربند۔ جب کھنچتے کھنچتے وہ آفتاب کی گود کے پاس پہنچا یعنی اجتماع میں آتا ہے اس وقت زمین اپنی نصیحت پر پشیمان ہوتی ہے۔ اور بڑھ کر وہ ہاتھ لگاتی ہے کہ شمس کی گود سے اسے چھین کر آدھے دورے میں نہایت دوری پر لے جاتی ہے۔ یہاں آکر پھر بھول جاتی ہے اور وہی اکھر پھر چاند کے کان میں پھونکتی ہے۔ ایسی پاگل زمین ہیئاتِ جدیدہ میں ہوتی ہوگی۔

غرض دنیا بھر کے عاقلوں کے نزدیک علت کے ساتھ معلول ہوتا ہے۔ اور وہ فنا ہو کر علتِ خلاف پیدا ہو تو فوراً خلاف ہو جاتا ہے۔ لیکن ہیئاتِ جدیدہ کے نزدیک علّت کو فنا ہوئے مدتیں گزریں اور خلاف کی علتیں برابر روزانہ ترقی پر ہیں۔ مگر معلول اسی مُردہ علّت کا جاگ رہا ہے اور ان زندہ علتوں کا معلول فنا ہے۔ یعنی اُدھر تو علّت معدوم اور معلول قائم۔ اِدھر علّتیں موجود و مترقی اور معمول معدوم وَتَوْفِیْقُ الْاِهْتِدَاءِ اِلَی الْحَقِّ مِنَ الْمَلِكِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ۔

خامساً:۔طرفہ یہ کہ اس بیچارے صغیر الجثّہ چاند کو صرف شمس ہی نہیں اس کے زہرہ و عطارد بھی جانبِ شمس کھینچتے ہیں۔اور اِدھر سے ارض اپنی طرف گھسیٹتی ہے۔خصوصاً ان تینوں کا ایک درجے سے بھی کم فاصلے میں ہزاروں بار قران ہو چکا ہے۔نہ ان تینوں کی مجموعی کشش جذب زمین پر غالب آتی ہے نہ اِس (مقناطیسی لہروں کی) ستم کشاکش میں قمر کو کوئی زخم پہنچتا ہے نہ وہ ہسپتال جاتا ہے نہ سِوِل سرجن کا معائنہ ہوتا ہے۔آفتاب چھ کروڑ چاند سے بھی لاکھوں حصّے بڑا ہے کہ چھ کروڑ چوالیس لاکھ اناسی ہزار چھ سو سڑسٹھ قمر کے برابر ہے۔قمر بے چارے کی کیا ہستی یہ تو اِس کھینچ تان میں پرزے پرزے ہو جانا تھا۔ہم دیکھتے ہیں کہ اس پر حرف آنا درکنار، اس کی منضبط چال میں اصلاً فرق نہیں آتا۔تو سائنس کے اوہام و خرافات اور جاذبیت کے تخیلات ومزخرفات سب باطل ہیں۔

سادساً:۔ظاہر ہے کہ نفرت جذب سے ہے۔اور جذب جمیع جہاتِ شمس سے یکساں۔اور جتنا جذب اتنی ہی نفرت۔تو واجب کہ ہر طرف نافریت یکساں ہو۔اور جتنی نافریت اتنا ہی بُعد۔تو لازم کہ سب طرف شمس سے یکساں ہو۔آفتاب عین مرکزِ مدار پر ہو۔ لیکن وہ مرکز سے اکتیس لاکھ میل فاصلے پر فوکزِ اسفل میں ہے تو نافریت باطل ہے کہ وہ ایسی چیز چاہتی ہے جو امرِ واقع وثابت کے خلاف ہے۔

فائدہ:۔اِسی دلیل سے بیضیت ردّ ہو سکتی ہے کہ جب ہر طرف بُعد برابر تو ضرور مدار دائرہ تامہ ہوگا نہ بیضی۔لیکن نہ وہ بیضیت سے انکار کر سکتے ہیں نہ کوئی عاقل شمس کو عین مرکز پر مان سکتا ہے کہ مشاہدہ ہر سال سے باطل ہے۔لاجرم نافریت وحرکتِ زمین کو رخصت کرنا لازم۔

سابعاً:۔یہاں بُعد کی کمی بیشی ایک ہی چیز تو نہیں بلکہ مرکز سے نطاقِ اول میں کم ہوتا گیا دوم میں زیادہ سوم میں پھر کم۔چہارم میں پھر زیادہ۔اور شمس سے نصفِ حضیضی میں کم ہوتا گیا۔نصفِ اوجی میں زیادہ۔کیا وجہ ہے کہ نافریت یہ مختلف ثمرے لاتی ہے۔وہ قوتِ شاعرہ نہیں کہ تم سے مشورے لے کر جس نطاق میں جیسا تم کہو ویسا مختلف کام کرے۔اور

اپنے اثر بدلتی رہے۔ اگر کہیے کہ نطاق اول وسوم میں نافریت ضعیف ہوتی جاتی ہے اس کا اثر کہ بعید کرنا تھا گھٹتا جاتا ہے۔ نطاقِ دوم و چہارم میں قوی ہوتی جاتی ہے اس کا عمل بڑھتا جاتا ہے۔

**اَقُوْلُ**:۔ یہ محض ہوس ہے۔ اوّل:۔ یہ کہ اس کے اِس اختلافِ ضعف وقوت کا کیا سبب ہے۔ دوسرے یہ کہ انھیں نطاقوں پر اس کا تعین کیوں منتظم ومرتب ہے۔ تیسرے یہ کہ نطاقِ دوم میں مرکز سے بُعد بڑھتا ہے اور شمس سے قُرب۔ کیا وہی نافریت مرکز کے حق میں قوی ہوتی ہے اور شمس کے حق میں ضعیف ہوتی جاتی ہے۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ چال برابر بڑھ رہی ہے۔ جو تمہارے طور پر دلیلِ قوتِ نافریت ہے۔ چوتھے یہ کہ نطاقِ سوم میں مرکز سے قُرب بڑھتا ہے اور شمس سے بُعد۔ کیا وہی نافریت اب یہاں اُلٹی ہو کر مرکز کے حق میں کمزور پڑتی۔ اور شمس کے لیے تیز ہو جاتی ہے۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ چال برابر سُست پڑتی جاتی ہے۔ جو دلیلِ ضعفِ نافریت ہے۔ مگر یہ کہیے کہ نافریت ایک ذی شعور اور سخت احمق ہے۔ اسے مرکز وشمس دونوں سے نفرت ہے۔ لیکن وہ اپنی حماقت سے دشمن کے گھر میں سوتی رہتی ہے۔ اور جب سر پر آلگتی ہے اس وقت جاگتی ہے۔ مگر پھر بھی غالباً ایک اسی آنکھ سے جس طرف کی زد سر پر آلگی دوسری آنکھ سے اس وقت بھی سوتی رہتی ہے۔ یوں آپ کا نظام انتظام پائے گا۔

نقطۂ ا یعنی اوج پر نافریت دونوں آنکھوں سے سوتی پڑی غافل خرّاٹے لے رہی ہے۔ اور اُس کی دشمن جاذبیت اپنا کام کر رہی ہے۔ زمین کو چُپکے چُپکے مرکز وشمس دونوں سے قریب لا رہی ہے۔ سیدھا یوں نہیں کھینچتی کہ نافریت جاگ اُٹھے گی۔ لہٰذا بچتی کتراتی میر بحری بچاتی لا رہی ہے۔ یہاں تک کہ نقطۂ رٓ یعنی ایک کنارۂ قطرِ اقصر پر لے آئی۔ جہاں مرکز سے غایتِ قرب ہے۔ اب نافریت کی وہ آنکھ جو مرکز کی طرف ہے کھُلی، کہ اسی طرف سے زد آئی تھی۔ زمین کو قربِ مرکز سے لے کر بھاگی اور دور کرنا شروع کیا۔ مگر شمس کی طرف والی آنکھ سے اب بھی سو رہی ہے۔ اسے خبر نہیں کہ ایک دشمن سے دور کرتی ہوں دوسرے سے

تو قریب کر رہی ہوں۔ اسے تو یہ مدار چھوڑ کر سیدھا جنگل کو بھاگنا تھا کہ دونوں سے بچتی۔ جاذبیت کسی وقت غافل نہیں۔ وہ اب بھی اپنا کام کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ زمین کو کھینچ کر نقطۂ بؔ پر لائی۔ جہاں شمس سے غایت قُرب ہے۔ اب اِدھر کی آنکھ کھُلی۔ اور آفتاب سے دور لے کر بھاگی۔ مگر ساتھ ہی دوسری طرف کی آنکھ سے سوگئی۔ اسے خبر نہیں کہ شمس سے دور کرتی تو مرکز سے قریب لا رہی ہوں۔ یہاں تک کہ نقطۂ ہؔ پر دوبارہ مرکز سے غایتِ قُرب میں آئی۔ البتہ اب اِس کی دونوں آنکھیں کھُلیں۔ اور زمین کو دونوں سے دور لے کر بھاگی۔ یہاں تک کہ پھر نقطۂ اؔ پر پہنچی۔ کھینچ تان کی محنت بہت اٹھائی تھی۔ سال پورا دوڑتے دوڑتے ہوگیا۔ یہاں آکر چاروں شانے چِت دونوں آنکھوں سے ایک ساتھ سوگئی۔ اور پھر وہی دورہ شروع ہوگیا۔ یہ فسانۂ عجائب یا بوستانِ خیال تم تسلیم کرو۔ کوئی عاقل تو بے دلیل اسے مان نہیں سکتا۔ اِن دلائل کی تکمیل اور ان کے علاوہ کثیر ادلّہ جلائل کی تفصیل اور ہیئاتِ جدیدہ کے غوائل کا ردِّ جلیل اسی کتابِ مبارک ''فوزِ مبین'' میں ملاحظہ ہو۔

یہ مختصر نمونہ ہے سائنس کی حقیقت کا۔ جس پر ایمان لاکر پیرِ نیچر و مولوی شبلؔی و مولوی حالؔی صاحبان وغیرہم مکلّبینِ نیچریت نے آسمانوں کے وجود کا انکار کیا، آیاتِ الٰہیہ کی تکذیب کی، مسائلِ ضروریۂ دینیہ کی تحریف کی۔ یہ نیوٹن کے وہی یقینی مسائل ہیں جن پر مسلمانوں کو ایمان لانے کا حکم کیا جا رہا ہے۔ یہ کپلر کی وہی نکتہ آفرینیاں ہیں جن کو ماننے کا اور نیا دین قبول کرنے کا لیکچر دیا جا رہا ہے، یہی سائنس کی وہ ترقیاں ہیں جن کو دیکھ کر مولوی حالی صاحب کے منہ میں پانی بھرا چلا آرہا ہے، یہی سائنس کی وہ ایجاداتِ نو ہیں جن کی بنا پر مرتدِ اعظم عنایت اللہ مشرقی تمام مسلمانوں کو کافر، مشرک اور یورپ کے انگریزوں جرمنوں وغیرہم سائنسداں کافروں کو ایماندار اور خدا کا پیارا بتا رہا ہے۔

**بالجملہ** جو شخص سائنس کے وسوساتِ کاذبہ و ہوساتِ عاطلہ پر آنکھ بند کر کے ایمان لے آئے اور ان پر بھروسہ کر کے ارشاداتِ الٰہیہ کو جھٹلائے وہ بحکمِ شریعتِ مطہرہ یقیناً بے ایمان و بے دین ہے۔ **وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ**۔ مسٹر حالؔی کے

اِس مسدّس میں بیسیوں کفریات کے انبار ہیں۔ اور ہزاروں ضلالات کے طومار۔ وَفِیْمَا ذَکَرْنَا کِفَایَۃٌ لِاُوْلِی الْاَلْبَابِ وَالْاَنْظَارِ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ۔

صُلح کلّی فرقے کے وہ لوگ جو مسلمانوں کے مولوی بن گئے ہیں جو حقیقۃً جاہل ہیں۔ یا پڑھ لکھ کر بحکمِ اَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی عِلْمٍ جاہل بن گئے ہیں، وہ اپنے وعظوں میں مسلمانوں کو یوں بہلاتے ہیں کہ ''حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو کافروں پر بھی مہربان تھے، حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسّلام نے تو کبھی کافر کو بھی کافر نہیں کہا۔ اور بھائی بات بھی یہی ہے کہ کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہیے شاید وہ کسی وقت مسلمان ہو جائے۔ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام نے تو اپنے کسی دشمن کو بھی بُرا نہیں کہا پھر ہم کیوں کسی کو بُرا کہیں۔ قرآن نے تو فرما دیا ہے کافروں سے، کہہ دو لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ○ یعنی تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔ اور یہ کہ ''لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ○ یعنی دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں۔ پھر ہم کسی کا ردّ کر کے کسی کو کافر بدمذہب کہہ کر دین کے بارے میں خواہ مخواہ اس سے کیوں جھگڑا کریں۔ کسی کے ساتھ خواہ وہ کیسا ہی ہو غلظت وشدّت کرنا خُلق عظیم کے خلاف اور بدخلقی ہے۔''

اِن صلح کلّی واعظوں میں جو سب سے ہلکے ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ ''قرآن نے تو فرمایا ہے: اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ۔ ''یعنی اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بُلا اور اُن سے اس طریقے پر مجادلہ کر جو بہترین ہو۔ کسی فرقے کے عقائدِ کفریہ کا کھُلّم کھُلاّ ردّ و ابطال کرنے سے لوگ مشتعل ہو جاتے ہیں۔ ان کو نرمی وآشتی کے ساتھ سمجھا بجھا کر سچّائی کی طرف پالیسی کے ساتھ لانا چاہیے۔ اب اِن شیاطین خِرس سے کوئی اتنا کہنے والا نہیں کہ گالیاں بکنا، اشتعال انگیزی کرنا کسی مہذب اور شریف انسان کا کام نہیں۔ پھر ایک سُنّی عالمِ دین نیابت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مسند پر بیٹھ کر کیوں گالیاں بکے گا؟ کس طرح مسلمانوں میں اشتعال انگیزی کرے گا۔ اِنْ ھٰذَا اِلَّا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ○ یہ تو کھُلا

ہوا بہتانِ عظیم ہی ہے۔ حق گو حضرات علمائے اہلِ سنّت کا صرف اتنا کام ہوتا ہے کہ وہ مرتدوں، مُلحدوں کے ناپاک اقوالِ کفریہ کی شناعت و خباثت خوب اچھی طرح اصولِ شریعت مطہرہ کی روشنی میں دکھا دیتے اوران قائلین پرحکمِ شرعی صاف صاف سُنا دیتے ہیں۔ اورطبیب کا فرضِ منصبی ہی یہ ہے کہ وہ مریض کواس کا اصل مرض صاف صاف بتادے تاکہ وہ اپنے مرض کے علاج کی طرف پورے طور پر متوجہ ہوجائے۔ بدقسمتی اس بیمار کی جواپنے شفیق ومہرباں معالج کی تشخیص وتجویز کا شکریہ ادا کرنے کے بدلے اُلٹا اس پر مشتعل ہوجائے۔ وَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةِ۔

عوامِ اہلِ سنّت اگر بدمذہبوں، لامذہبوں، بددینوں، بے دینوں کی صحبتوں میں بیٹھیں گے، اُن کے جلسوں میں شریک ہوں گے، اُن کی تقریریں سُنیں گےتو اگر معاذ اللہ اُن کے ضَلالات کو قبول کرلیں گےتو خود بھی بدمذہب یا مرتد ہوجائیں گے اوراگر قبول نہ کریں لیکن ان کفریات وضلالات پر ردّ وطرد کرنے سے خاموش رہیں گےتو اگرچہ ان جلسوں میں اُن پر ردّ کرنا اِن کی قدرت واستطاعت سے باہر ہولیکن ان جلسوں صحبتوں میں جانے سے پرہیز کرنا توان کی قدرت واستطاعت میں تھا۔لہٰذا بحکمِ حدیث ملعون بنیں گے۔ بحکمِ قرآنِ عظیم اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ○ قیامت کے دن انہیں کے ساتھ ایک ہی رسّی میں بندھیں گے۔اور اگران کے جلسوں میں ان کے عقائد کفر وضلال پر ردّ وطرد کریں گےتو ان کو اشتعال ہوگا، لڑائی جھگڑے کے واقعے مار پیٹ، گالی گلوج، گرفتاری،سزایابی، جُرمانے کے حادثے رونما ہوں گے۔تو دین وایمان کی حفاظت، امن وامان کی سلامت، آخرت کی نجات، فتنہ وفساد کا اِنسداد اِسی میں مُنحصر کہ بحکمِ حدیث کریم وقرآنِ عظیم مسلمانانِ اہلِ سنّت تمام بدمذہبوں، بددینوں، لامذہبوں، بے دینوں سے قطعاً علیٰحدہ اور بیزار ونفور رہیں۔اُن کی صحت ومحبت سے بالکلیہ پرہیز رکھیں۔وَاللّٰهُ هُوَ الْمُوَافِقُ۔ اِن حق پوش باطل کوش واعظوں سے کون کہے کہ آیتِ کریمہ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔○ میں ہرگز پالیسی کا حکم نہیں دیا گیا۔آج کل پالیسی کا

مفہوم قلب و زبان کا باہم اختلاف اور مکر و فریب ہے۔ اور وہ حکمت سے ہرگز مُراد نہیں۔
آیتِ کریمہ کا ترجمہ تو یہ ہے کہ ''اپنے رب کی راہ کی طرف بُلاؤ پکّی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقے پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔'' پکّی تدبیر سے وہ دلیلِ محکم مراد ہے جو حق کو واضح اور شبہات کو زائل کردے اور اچھی نصیحت سے ترغیبات و ترہیبات مُراد ہیں۔ بہتر طریقے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اُس کی آیات و دلائل سے بلائیں۔ مضبوط دلیلیں جو حق کو واضح اور بے دینوں کے شُبہات کو زائل کردیں۔ بدمذہبی و بے دینی سے توبہ کرلینے پر رحمتِ الٰہیہ اور جنّت کی نعمتوں کی خوش خبری سُنانا اور کفر و ضلالت سے توبہ نہ کرنے پر قہرِ الٰہی اور عذابِ دوزخ سے ڈرانا۔ یا اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نشانیوں اور دلائل کو پیش کرکے بُلانا۔ اس کو پالیسی یا کفار و مرتدین کے ساتھ لینت و مداہنت سے کیا علاقہ؟
اس آیتِ کریمہ کا خلاصۂ ارشاد تو یہ ہوا کہ روشن و مضبوط دلائل و براہین کے ساتھ کھُلّم کھُلّا احقاقِ حق و ابطالِ باطل کرو۔ اور اگر بالفرض کسی تفسیر کی بنا پر اس آیتِ کریمہ سے کفّار و مشرکین و مرتدین کے ساتھ لینت و نرمی نکلتی بھی ہو تو اُس تفسیر پر یہ آیتِ کریمہ آیاتِ سیف و غلظت سے منسوخ ہوگی كَمَا صَرَّحَ بِهٖ اَئِمَّةُ التَّفْسِيْرِ۔

ان گونگے شیطانوں کو کون سمجھائے کہ مسلمانوں کو کافروں سے لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ○ کہنے کا حکم آیاتِ قِتال و شدت سے منسوخ ہوچکا اور انھیں آیاتِ مبارکہ نے بتادیا کہ لَاۤ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کا ارشاد جس مدّت کے لیے تھا وہ مدّت بھی منقضی ہوگئی۔ اور منسوخ پر عمل کرنا جائز نہیں۔

اِسی طرح حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے رب جلّ جلالہٗ کے عطا فرمائے ہوئے علمِ محیط ما کان و ما یکون سے جانتے تھے کہ فلاں کافر سے یہ نرمی کی جائے گی تو وہ مسلمان ہوجائے گا، فلاں کافر کے ساتھ یہ لینت برتی جائے گی تو وہ اسلام لے آئے گا۔ تو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے علمِ اقدس کے مطابق بحکمِ الٰہی انھیں کافروں کے ساتھ لینت و رفق و ملاطفت برتتے جو اِس طرح مشرف بہ اسلام ہوجانے والے ہوتے۔

عامۂ علمائے اہلِ سنّت کو تو یہ علمِ غیب نہیں۔ ان کے لیے یہی حکمِ شرعی ہے کہ جن کو دیکھیں کہ شبہات میں معاذ اللہ مُبتلا ہیں ان کے شبہات رِفق و نرمی کے ساتھ زائل کرنے کی سعی کریں۔ جن لوگوں کو غلط فہمی، یا نافہمی یا ناواقفی کے سبب مذہبِ اہلِ سنّت سے بہکتا ہوا دیکھیں ان کو مہربانی و آشتی کے ساتھ سمجھائیں، ان کی غلط فہمی، نافہمی و ناواقفی دور کرنے کی کوشش کریں اور جن بدمذہبوں، بے دینوں کو مُعانِد وہٹ دھرم پائیں ان کے کفر وضلال پر حسبِ وسعت و بقدرِ قدرت پوری طرح شدّت و غِلظت کے ساتھ ردّ وطرد فرمائیں۔ اُن کے بدمذہب، بے دین، گمراہ کافر ہونے، اُن کے ساتھ میل جول، نشست و برخاست، کھانے پینے، بیاہ شادی، ان کے پیچھے نماز پڑھنے، ان کے جنازے پر نماز پڑھنے کے حرام وگناہ و ناجائز ہونے کے احکامِ شرعیہ صاف صاف کھُلے الفاظ میں لوگوں کو سُنائیں۔ تاکہ توفیقِ الٰہی جن کی مساعدت فرمائے وہ ان کی صحبتوں میں بیٹھنے، ان کے جلسوں میں جانے سے باز آئیں۔ اور یوں اپنے پیارے دینِ اسلام، اپنے سچّے مذہبِ اہلِ سنّت کو بدمذہبی و بے دینی کے پھندوں میں پھنسنے سے بچائیں۔ عام طور پر یہ کہنا بھی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر افترا ہے کہ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسّلام نے کبھی اپنے کسی دشمن کو بُرا نہیں کہا۔ احادیث شریفہ کی تلاوت کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ حضور آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بارہا اپنے دشمنوں کے ہلاک وخراب و برباد ہونے کی پاک مُبارک دُعائیں اپنے چاہنے والے اپنے ناز اٹھانے والے ربِّ بے نیاز جلّ جلالہٗ کی بارگاہ میں عرض کی ہیں اور دیکھنے والوں نے اُن کے مستجاب ہونے کی قاہر تجلّیاں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔

حضرت مجدّد الف ثانی امامِ ربّانی قدس سرہٗ الرحمانی اپنے مکتوبات جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۱۹۳ میں صفحہ ۱۹۳ پر فرماتے ہیں۔

آں سرورِ دین و دنیا علیہ وعلیٰ آلہ الصّلاۃ والسلام در بعضے ادعیۂ خود اہل شرک را بایں عبارت نفریں فرمودہ اند اَللّٰھُمَّ شَتِّتْ شَمْلَھُمْ وَ فَرِّقْ جَمْعَھُمْ وَ خَرِّبْ

بُنْیَانَهُمْ وَ خُذْهُمْ اَخْذَ عَزِیْزٍ مُّقْتَدِرٍ۔
یعنی حضور سرورِ دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی بعض دُعاؤں میں مشرکوں پر ان الفاظ سے نفریں فرمائی ہے کہ اے اللہ ان کے جتھے کو توڑ دے، ان کی جماعت کو منتشر کر دے، ان کی بنیاد کو ویران کر دے اور ان کو عزّت وقدرت والے کی پکڑ میں گرفتار فرمالے۔

اور اگر بالفرض ایسا ہی ہوا ہو تو ہمیں قرآنِ عظیم بتاتا ہے کہ اللہ واحد قہار جل جلالہٗ اپنے محبوبِ جمیل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کو بُرا کہنے سے ہرگز خاموش نہ رہا۔ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کو ابتر کہا اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ○ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تکذیب کرنے والوں کو ہر وقت ہانپنے والے کُتّے کے ساتھ تشبیہہ دی فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ○ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جھٹلانے والوں کی تمثیل کتابیں لادنے والے گدھے کے ساتھ بیان فرمائی۔ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا○ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو معاذ اللہ تَبّالَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ○ کہنے والے کی مذمّت وفضیحت بیان فرمانے کے لیے پوری سورتِ مبارکہ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ نازل فرمائی۔ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو معاذ اللہ مجنون کہنے والے کے دس قبائح وفضائح بیان فرمادیے۔ منجملہ ان کے اس کو ولد الزنا بھی فرمایا، اس کو سور بھی بتادیا بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ○ اور سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ○ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مخالفوں کو چمار، بھنگی، اُلّو، گدھے، کُتّے، سور سے غرض دنیا بھر کے ہر ایک ذلیل اور رذیل سے بھی رذیل تر بتایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَادُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ○ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عزت وعظمت پر ایمان نہ لانے والوں کو کنکر، پتھر، پیشاب، لید اور گوبر سے بلکہ دنیا بھر کی ہر ایک چیز سے بھی بدتر فرمایا۔ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ○

توصلح کلّی واعظوں کے کہنے کے مطابق سنّتِ نبویہ تو یہ ٹھہری کہ اپنے کسی دشمن کو بھی کبھی بُرا نہ کہیں لیکن قرآنِ عظیم نے سنّتِ الٰہیہ یہ بتائی کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمن کی مذمّت اُس کی برائی بیان کرنے سے ہرگز خاموش نہ رہا جائے۔ تو اب واعظوں، مولویوں پر لازم ہوا کہ جو کسی دنیوی مخالفت یا ذاتی مخاصمت کی بنا پر خود ان کے دشمن ہوں ان کو کبھی ہرگز بُرا نہ کہیں۔ لیکن جن خبثا کو حضور آقائے اکرم مولائے اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دشمن پائیں ان کی برائیاں بیان کرنے سے حتی الوسع ہرگز دریغ نہ کریں۔ **وَلِلّٰہِ الْحُجَّۃُ الْقَاھِرَۃ۔**

ان صلح کلّی واعظوں کو کون سوجھائے کہ یہ کہنا تو معاذ اللہ کفر تک پہنچتا ہے کہ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام نے کسی کافر کو بھی کافر نہ کہا۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وہی فرماتے ہیں جو ان کے رب جل جلالہٗ کی جانب سے اُن کو وحی کی جاتی ہے۔ اور خود قرآنِ عظیم فرماتا ہے:

**قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝**

یعنی اے محبوب تم فرمادو کہ اے کافرو تمہارے معبودوں کی پوجا میں نہیں کرتا اور نہ تم میرے معبود کی پوجا کرتے ہو۔

یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حکم دے رہا ہے کہ کافروں کو یہ کہہ کر پکارو کہ ''اے کافرو'' یعنی کافروں کو ''کافر'' کہہ کر مخاطب کر کے اُن کو یہ بات سُنادو۔ بعض ایسے لوگوں نے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے کلمہ پڑھتے تھے صرف اتنا کہا تھا:

**یُحَدِّثُنَا مُحَمَّدٌ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ) اَنَّ نَاقَۃَ فُلَانٍ بِوَادٍ کَذَا وَمَا یُدْرِیْہِ بِالْغَیْبِ۔**

یعنی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) ہم سے یوں کہتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جنگل میں ہے ان کو غیب کی کیا خبر؟

اس پر اللہ عزّوجل فرماتا ہے:

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ○لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ط

یعنی اور اے محبوب اگر تم اُن سے پوچھو گے تو وہ ضرور کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل کر رہے تھے اے محبوب تم فرما دو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے تم ٹھٹھا کرتے تھے۔ بہانے مت بناؤ بے شک تم اپنے ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔

یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حکم دے رہا ہے کہ جو مسلمان کہلانے والے تمہارے علمِ غیب سے مطلقاً مُنکر ہیں ان پر یہ فتویٰ دے دو کہ تم مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو چکے۔ تو صلح کلّی واعظوں کے اِس ناپاک مقولے کا یہ مطلب ہوا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ کافروں کو کافر کہو۔ جو مسلمان کہلانے والے تمہارے علمِ غیب سے مطلقاً منکر ہوں ان پر کافر ہو جانے کا فتویٰ دو۔ مگر حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے معاذ اللہ حکمِ الٰہی پر عمل نہ کیا اور کسی کافر کو بھی کافر نہ کہا۔ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى۔

حق کے اِن دشمنوں باطل کے اِن دوستوں کو کون دِکھائے کہ یہ کہنا کہ ''کافر کو کافر مت کہو شاید وہ کبھی مسلمان ہو جائے'' شرعاً ایسا بدیہی البطلان ہے۔ جس کا بطلان ہر مسلمان پر واضح وعیاں ہے۔ کافر کو بحکمِ شرع اسی وقت تک کافر کہا جائے گا جب تک وہ کافر ہے۔ اور جب بتوفیق اللہ تعالیٰ وہ مسلمان ہو جائے گا اس وقت اس کو مسلمان ہی کہا جائے گا۔ مسلمان کو اُسی وقت تک مسلمان کہیں گے جب تک وہ مسلمان ہے۔ اور جس وقت کوئی مسلمان معاذ اللہ کافر ہو جائے گا اس وقت اس کو کافر مرتد کہیں گے۔ ان صلح کلّی واعظوں کے اِس نجس قول کا مطلب تو یہ ٹھہرا کہ مسلمان کو مسلمان مت کہو شاید وہ کبھی معاذ اللہ کافر ہو جائے۔ شربت انگور کو شربتِ انگور مت کہو شاید کبھی مُسکر ہو کر شراب بن جائے۔ شراب کو شراب مت کہو شاید کسی وقت سِرکہ ہو جائے۔ سور کو سور مت کہو شاید کسی وقت کانِ نمک میں جا کر نمک

بن جائے۔ حتیٰ کہ بیوی کو بیوی مت کہو شاید کسی وقت طلاق دے بیٹھو اور وہ تمہارے لیے بالکل اجنبیہ ہو جائے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

احقاقِ حق و ابطالِ باطل کرنا جھگڑا کرنا نہیں، بلکہ حکمِ الٰہی کی تعمیل ہے۔ فرماتا ہے ربِّ کریم جلّ جلالہٗ:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ○

یعنی جس کا تم کو حکم دیا جاتا ہے اُسے کُھلّم کُھلّا دوٹوک سُنا دو اور مشرکین سے منہ پھیر لو۔

صلح کلّی واعظوں کے اس ناپاک جملے کا یہ مطلب ٹھہرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو معاذ اللہ جھگڑا کرنے کا حکم دیا ہے۔ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى۔ حضورِ اقدس صاحب الخلق الجمیل وخلق العظیم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم فرماتے ہیں:

اَدَّبَنِيْ رَبِّيْ فَاَحْسَنَ تَادِيْبِيْ وَعَلَّمَنِيْ رَبِّيْ فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمِيْ۔

یعنی مجھ کو میرے رب نے آداب سکھائے تو اچھی طرح آداب سکھائے اور میرے رب نے مجھ کو علوم تعلیم فرمائے تو اچھی طرح مجھ کو علوم تعلیم فرمائے۔

حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں:

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰن۔

یعنی حضور محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا خُلق قرآنِ عظیم تھا۔

اور قرآنِ عظیم نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو کفار و منافقین کے ساتھ اس خُلق کا حکم دیا کہ

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ○

یعنی اے غیب کی خبر دینے والے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد کیجیے اور اُن پر سختی فرمائیے۔

کیا صلح کلّی واعظ اس آیت کو سُن کر کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خُلق عظیم کے خلاف تعلیم دی۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صحابۂ کرام علیہ و

علیہم وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کے فضائل میں ارشاد فرماتا ہے:

اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ○

یعنی وہ کافروں پر بہت سخت اور آپس میں بہت مہربان ہیں۔

کیا صلح کلّی واعظ اس آیت کو سُن کر معاذ اللہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بدخلق بتائے گا؟ اللہ عزوجل اپنے محبین ومحبوبین کی مدح وثنا فرماتا ہے:

اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ○

یعنی وہ ایمان والوں پر نرم کافروں پر سخت ہیں۔

کیا صلح کلّی واعظ اس آیت کو سُن کر کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کے محبین ومحبوبین معاذ اللہ بدخلق ہوتے ہیں؟ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَکُمْ مِّنَ الْکُفَّارِ وَلْیَجِدُوْا فِیْکُمْ غِلْظَۃً○

یعنی اے ایمان والو! جو کفار تم سے نزدیک ہیں اُن پر جہاد کرو اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی پائیں۔

جہاد وقتال کے احکام تو اصحابِ فوج وارباب سطوت سلاطینِ اسلام ہی کے ساتھ مخصوص ہیں کہ اِس کی استطاعت صرف انھیں کو ہے۔ مگر اللہ ورسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں پر غلظت وشدّت کرنا تو ہر مسلمان پر بقدرِ قدرت وحسبِ استطاعت فرض ہے۔ اس کا مفصّل بیان رسالۂ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی ''راز سیرت کمیٹی'' (۱۳۵۸ھ) میں ملاحظہ ہو۔ کیا صلح کلّی واعظ اس آیت کو بھی سُن کر یہی کہے گا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایمان والوں کو بدخلقی کا حکم دیا ہے؟ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالیٰ۔

خدا ورسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ محبت ودوستی کا برتاؤ کرنے والے ان سُنّی نما صلح کلّی واعظوں کو کون بتائے کہ کفّار ومنافقین ومرتدین ومبتدعین کے ساتھ (عَلٰی حَسْبِ مَرَاتِبِھِمْ فِی الْکُفْرِ وَالضَّلَالِ) شدّت وغلظت کا

برتاؤ کرنا ہی خُلقِ محمدی ہے، صلی اللہ تعالیٰ علیٰ صاحبہٖ وعلیٰ آلہ وسلم۔ یہی خُلقِ عظیم ہے اِسی کی اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو قرآنِ عظیم میں تعلیم ہے۔ جس طرح ایمان والوں کا آپس میں مہربان نہ ہونا خُلقِ عظیم کے خلاف ہے، اسی طرح مسلمانوں کا اللہ و رسول جلّ و جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں پر بقدرِ قدرت وحسبِ استطاعت ووُسعت غلظت و شدّت کے برتاؤ نہ کرنا بھی خُلقِ عظیم کے خلاف ہے۔ اِس مسئلے کی تفصیلِ جلیل رسالۂ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی ''اربعینِ شدّت'' (۱۳۵۸ھ) مصنفہ اسد السّنۃ حامیٔ سنّیت ماحیٔ لامذہبیت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ وصّاف الحبیب ابو الظفر محبُّ الرّضا محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی مجدّدی لکھنوی دامت فیوضہم خطیب جامع مسجد و مفتیٔ اعظم ریاست پٹیالہ (پنجاب) میں ملاحظہ ہو۔

خود حضرت مجدّدِ الفِ ثانی امامِ ربّانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوبات جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۱۶۳ میں صفحہ ۱۶۵ پر اپنے خلیفہ ومتوسل سیّد شیخ فرید علیہ الرحمہ کو تحریر فرماتے ہیں:

حق سبحانہٗ وتعالیٰ حبیب خود را علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والتحیہ می فرماید یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ پس پیغمبر خود را کہ موصوف بخُلقِ عظیم ست بجہاد کفار وغِلظت بایشاں امر فرمود معلوم شد کہ غلظت بایشاں داخل خُلقِ عظیم ست پس عزّتِ اسلام در خواریٔ کفر و اہل کفر ست کسے کہ اہلِ کفر را عزیز داشت اہلِ اسلام را خوار ساخت۔ عزیز داشتن عبارت ازاں نیست کہ البتہ ایشاں را تعظیم کنند و بالانشانند در مجالسِ خود جاے دادن و باایشاں مصاحبت نمودن و میز بانی کردنِ ایشاں داخل اعزاز ست۔ در رنگِ سگاں ایشاں را دور باید داشت و اگر غرضے از اغراضِ دنیوی بایشاں مربوط باشد و بے ایشاں میسّر نشود شیوۂ بے اعتباری را مرعی داشتہ بقدرِ ضرورت بایشاں باید پرداخت۔

یعنی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو فرماتا ہے کہ اے غیب کی خبریں دینے والے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد کیجیے اور ان پر شدّت فرمائیے تو

اُس نے اپنے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جو خُلقِ عظیم کے ساتھ موصوف ہیں کافروں پر جہاد اور ان پر غلظت فرمانے کا حکم دیا۔ معلوم ہوا کہ اللہ و رسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ غلظت برتنا خُلقِ عظیم میں داخل ہے تو اسلام کی عزّت کفّار کی رسوائی میں ہے۔ جس نے اللہ و رسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کو عزت دی اُس نے اہلِ اسلام کو ذلیل کیا۔ عزّت دینے کے معنی صرف یہی نہیں کہ اُن کی تعظیم ضرور ہی کریں اور اُن کو اونچی جگہ پر بٹھائیں۔ بلکہ اپنی مجلسوں میں اُن کو جگہ دینا ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، اُن کی مہمانی کرنا بھی عزّت دینے ہی میں داخل ہے۔ اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کو کُتّوں کی طرح دور رکھنا چاہیے اور اگر دنیوی غرضوں میں سے کوئی غرض اُن سے متعلق ہو اور بغیر ان کے حاصل نہ ہو تو ان پر اعتبار و اعتماد قطعاً نہ کرتے ہوئے بقدرِ ضرورت اُن سے برتاؤ کریں۔ یہی حضرت مجدّد الفِ ثانی علیہ الرحمہ اپنے انھیں خلیفہ سیّد شیخ فرید علیہ الرحمہ کے نام اپنے مکتوب نمبر ۵۴ مکتوبات جلد اوّل میں صفحہ ۵۴ پر فرماتے ہیں:

اجتناب از صحبتِ مبتدع لازم است و ضررِ صحبتِ مبتدع فوقِ ضررِ صحبتِ کافر است۔

یعنی مسلمان کہلانے والے بدمذہب کی صحبت سے پرہیز کرنا لازم ہے اور جو بدمذہب مسلمان کہلاتا ہو اس کی صحبت کا ضرر کھُلے ہوئے کافر کی صحبت کے ضرر سے بڑھ کر ہے۔

یہی حضرت مجدّد الفِ ثانی قدس سرہٗ الرّبانی اپنے انھیں خلیفہ سیّد شیخ فرید علیہ الرحمہ کے نام مکتوبات جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۱۹۳ میں صفحہ ۱۹۳ پر فرماتے ہیں:

ہر قدر کہ اہلِ کفر را عزّت باشد ذلّتِ اسلام ہماں قدر ست ایں سررشتہ را نیک باید نگاہداشت و اکثر مردم ایں سررشتہ را گم کردہ اند و از شومیٔ آن دین را برباد دادہ قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ جہاد کفّار و غلظت برایشاں از ضروریاتِ دین است۔

یعنی اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کی جس قدر عزّت کی جائے گی اسی قدر اسلام کی ذلّت ہے اس سر رشتہ کو خوب محفوظ رکھنا چاہیے اکثر لوگوں نے اس سر رشتہ کو گم کر دیا ہے اور اسی کو گم کر دینے کی نحوست کے سبب دین کو برباد کر دیا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے اے غیب کی خبریں دینے والے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد اور ان پر سختی کیجیے (اصحابِ فوج وسطوت سلاطین اسلام کو) کفار کے مقابل جہاد کرنا اور مسلمانوں کو اُن پر سختی کرنا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔

یہی حضرت مجدّد الفِ ثانی علیہ الرحمہ اپنے مکتوبات جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۲۶۹ میں جو اپنے متوسّل و مرید مرتضیٰ خاں کو تحریر فرمایا، صفحہ ۳۳۹ پر ارشاد فرماتے ہیں:

ہر کسے را در دل تمنائے امرے ست از امور وتمنائے ایں فقیر شدت نمودن ست بدشمنانِ خدا جل وعلا و دشمنانِ پیغمبرِ او علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات واہانت رسانیدن ست بایں بے دولتاں وخوار دانستن ایشاں را والٰہیہ باطلہٗ ایشاں را ویقین میدانند کہ ہیچ عملے نزدِ حق جلّ وعلا ازیں عمل مرضیٔ تر نیست۔

یعنی ہر ایک شخص کے دل میں کسی نہ کسی بات کی آرزو ہے اور میری دلی آرزو یہ ہے کہ اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں پر سختی وشدّت کی جائے اور ان بدنصیبوں کو ذلّت پہنچائی جائے اور اُن کے اور اُن کے جھوٹے معبودوں کو رسوا کیا جائے آپ یقین جانیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک اس عمل سے زیادہ پسندیدہ کوئی اور عمل نہیں ہے۔

یہی حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرّہٗ الصمدانی اپنے مکتوبات جلد اوّل اسی مکتوب نمبر ۱۶۳ میں صفحہ ۱۶۶ پر فرماتے ہیں:

حق سبحانہٗ در کلامِ مجید خود اہلِ کفر را دشمنانِ پیغمبرِ خود فرمودہ است پس اختلاط و موانست با این دشمنانِ خدا ورسولِ او از اعظمِ جنایات است اقلِّ ضرر در مصاحبت وموانست این دشمنان آنست کہ قدرت اجرائے احکامِ شرعی ورفعِ رسومِ کفری زبوں میگردد وحیائے

مؤانست مانع آں می آید و ایں ضرر بسیار عظیم ست دوستی و الفت با دشمنانِ خدا با دشمنانِ پیغمبر او منجر بدشمنیٔ خدائے عزوجل و بدشمنیِ پیغمبر او علیہ و علیٰ آلہ الصلاۃ والسّلام می شود، شخصے گمان می کند کہ او از اہلِ اسلام ست و تصدیق و ایمان باللہ و رسولہ جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دارد ا تانمی داند کہ ایں قسم اعمالِ شنیعہ اسلام اورا پاک وصاف می برد۔

یعنی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے کلامِ مجید میں کفر کرنے والوں کو اپنے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دشمن فرمایا ہے تو اللہ و رسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اِن دشمنوں کے ساتھ میل جول اور گھال میل سب سے بدتر گناہوں میں سے ہے۔ ان کی صحبتوں میں بیٹھنے ان کے ساتھ گھال میل رکھنے کا کم سے کم ضرر یہ ہے کہ شریعتِ مطہرہ کے حکموں کو جاری اور کفر کی رسموں کو زائل کرنے کی قدرت کمزور ہوجاتی ہے اور میل جول کی شرم اِس سے مانع ہوتی ہے اور یہ بہت بڑا ضرر ہے۔ خدا و رسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ الفت و دوستی خود اللہ و رسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عداوت و دشمنی تک پہنچ جاتی ہے۔ ایک شخص گمان کرتا ہے کہ وہ مسلمان ہے اور خدا و رسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر سچّائی کے ساتھ ایمان رکھتا ہے۔ لیکن اسے خبر نہیں کہ اس کے اِس قسم کے بُرے کام (یعنی اللہ و رسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ برادرانے یارانے دوستانے) اس کے اسلام کو بالکل تباہ و برباد کردیتے ہیں۔ وَالْعَیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔

یہی حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوبات جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۲۶۶ میں صفحہ ۳۲۳ پر جو خواجہ عبداللہ و خواجہ عُبید اللہ علیہما الرحمہ کے نام لکھا۔ فرماتے ہیں:

مجرّد تفَوُّہ بکلمۂ شہادت در اسلام کافی نیست تصدیق جمیع ماعُلِم مجیئہٗ من الدین ضرورۃً باید و تبری از کفر و کافری نیز درکار ست تا اسلام صورت بندد و دونہ، خرط القتاد۔

یعنی زبان سے خالی کلمۂ شہادت پڑھ لینا مسلمان ہونے کے لیے کافی نہیں ہے۔ تمام مسائل ضروریۂ دینیہ کی تصدیق ضروری ہے اور کفر و کفار سے بیزاری بھی لازم ہے تو اسلام

حاصل ہوگا بغیر اِس کے آدمی ہرگز مسلمان نہ ہوگا۔

یہی حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ الرّبانی اپنے اسی مکتوب میں صفحہ ۳۲۵ پر فرماتے ہیں:

ایمان عبارت از تصدیقِ قلبی ست بآنچہ از دین بطریقِ ضرورت وتواتر بما رسیدہ است واقرارِلسان نیز رکنِ ایمان گفتہ اند کہ احتمالِ سقوط دارد۔ علامتِ ایں تصدیق تبرّی ست از کفر و بیزاری از کافری وآنچہ در کافری ست از خصائص ولوازم آں ہمچناں بستن زنارو مثلِ آں۔ واگر عِیاذاًباللہ سبحٰنہٗ بادعوائے ایں تصدیق تبرا از کفر نہ نماید مصدِّق ومبیّن ست کہ بداغ ارتداد متسّم ست وفی الحقیقۃ حُکمِ اوحکمِ منافق ست لَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ پس در تحقیقِ ایمان از تبری کفر چارہ نبود۔

یعنی ایمان ان تمام دینی باتوں کو دل سے سچّا ماننے کا نام ہے جوضرورت اورتواتر کے ساتھ ہم تک پہنچی ہیں اور زبان سے ان کی سچائی کے اقرار کو بھی علماء نے ایمان کا رُکن بتایا ہے جو بوقتِ اکراہِ شرعی ساقط ہوجاتا ہے۔ اس تصدیق کی علامت یہ ہے کہ کفر و کفار سے اور کفری باتوں سے تبرّی و بیزاری کرے اور جو کچھ کافروں کے دین و مذہب کی چیزیں ہیں ان سب سے بیزار ہو جیسے زنار باندھنا اور اس کے سوا اور شعائرِ کفر۔ اور اگر معاذ اللہ اِس تصدیق کے دعوے کے ساتھ کوئی شخص کفر کی باتوں سے تبرّی نہ کرے تو اس بات کا سچائی کے ساتھ کُھلا ہوا ثبوت دے رہا ہے کہ وہ ارتداد کے داغوں سے داغدار ہے۔ اور درحقیقت اس کا حکم منافق کا حکم ہے کہ نہ مسلمانوں میں داخل ہے نہ کُھلے طور پر کافروں میں شامل ہے۔ تو ایمان حاصل کرنے اور مسلمان ہونے کے لیے کفر کی باتوں سے تبرّی و بے زاری لازم ہے۔

یہی حضرت مجدّد الفِ ثانی قدس سرہٗ النورانی اپنے اسی مکتوب میں صفحہ ۳۲۵ پر فرماتے ہیں:

محبّت خدائے عزّوجل ومحبّت رسولِ او علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتحیات بے دشمنیٔ دشمنانِ او صورت نہ بندد ع تولاّ بے تبرّا نیست ممکن، ایں جا صادق ست۔

یعنی خدا اور رسول جلّ جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبّت اُن کے دشمنوں کی دشمنی کے بغیر حاصل ہی نہیں ہوسکتی۔ یہیں پر یہ مصرع صادق آتا ہے ''تولاّ بے تبرّا نیست ممکن۔'' یعنی کسی کے دشمنوں سے بیزاری کے بغیر اُس سے محبّت مُمکن ہی نہیں۔ وَلِلّٰہِ الْحُجَّۃُ الظَّاھِرَہ۔

الحمدللہ تعالیٰ کہ آفتاب نصف النہار کی طرح ظاہر و باہر ہوگیا کہ حق گو حضرات علمائے اہلِ سنّت دامت برکاتہم کا احقاقِ حق وابطالِ باطل فرمانا درحقیقت حضورِ اقدس سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کے خُلقِ عظیم کا جلوہ اور اسی کا پرتو ہے۔ اور اِن صُلح کلّی واعظوں کا مطلب خدا اور رسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین وتکذیب کرنے والوں کے کفر وارتداد پر پردے ڈالنا یا مومنین ومنافقین، مسلمین ومرتدین، اہلِ سنّت ومبتدعین سب کو راضی رکھ کر ان سب سے نذرانے وصول کرنا اور اپنے شکم کی دوزخ کو بھرنا ہے۔ وَالْعَیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔

انھیں صلح کلّی واعظین میں سے چند مُلاّنے، خصوصاً پُرانے سیانے نیچریوں نے گانٹھ لیے ہیں۔ ان پھندتیوں کا پھانسا کہیں چھوٹتا ہے؟ جُبّے کا جال، دستار کا پیچ بڑ بَلا ہے۔ یہ عمامے بھڑکا کر، چُغے پھڑکا کر، مقدس ریش وسر ہلا کر، کُشادہ پیشانیوں پر سجدے کے گھٹے دکھا کر، کچھ آیتیں حدیثیں سُنا کر، اُن کے ساتھ مثنوی شریف کے اشعار گا کر ہمدردی، انسانی محبّت و وِداد، اتفاق واتحاد کی ہانگ کوکتے ہیں۔ یہ تینوں صورت حرام۔ لفظ خواہی نخواہی دلکش ودلآویز ہیں اور عوام کے بہکانے بہلانے کو بظاہر قرآن وحدیث کے دفاتر ان کی مدح سے لبریز۔ ۱: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ سُناتے ہیں اور ۲: کُوْنُوْا عِبَادَاللّٰہِ اِخْوَانًا پڑھاتے ہیں کہ تمام مومنین بحکمِ قرآنِ کریم آپس میں بھائی ہیں اور اللہ کے سب بندوں کو حدیث شریف نے باہم بھائی بھائی بن جانے کا حکم دیا ہے۔ ۳: کبھی یوں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا یعنی اے ایمان والو سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑلو اور جُدا جُدا نہ ہو۔ ۴: کبھی یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَلَا

تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ ۔یعنی اور آپس میں جھگڑا نہ کرو کہ تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی۔ ۵: کبھی یوں وعظ فرماتے ہیں کہ بدمذہبوں سے جدائی میں عداوت ومخالفت چمکتی رہے گی اِس صورت میں ہدایت کی اُمید کیسی! اور جب ایک جگہ ہم کو بددینوں بدمذہبوں کے ساتھ نشست وبرخاست کا موقع حاصل ہوگا رفتہ رفتہ یہ باتیں دفع کر کے انھیں راہِ راست پر لے آئیں گے۔

بہم دشمن بھی اک جا ہوں تو الفت ہو ہی جاتی ہے
یہ ہے مل بیٹھنا وہ شے محبّت ہو ہی جاتی ہے

۶: کبھی یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ۔ اور فرمایا ہے: اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۔ اِن آیتوں میں کافروں کے پاس بیٹھنے کو خاص اس وقت منع فرمایا ہے جس وقت وہ اپنے جلسے میں اظہارِ کفر کر رہے ہیں۔ اس تخصیص سے ثابت ہوا کہ جب اُن کی مجلس اِس بُرائی سے خالی ہو اُس وقت ان کے پاس بیٹھنا منع نہیں ہے۔

۷: حدیث میں ہے۔ اِذَا اَتَاكُمْ كَرِيْمُ قَوْمٍ فَاَكْرِمُوْهُ۔ جب تمہارے پاس کسی قوم کا کوئی عزّت والا آئے تو اس کی عزّت کرو۔

۸: اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ ۔ لوگوں کے ساتھ اُن کے مرتبوں کے مطابق برتاؤ کرو۔

۹: شرح شرعۃ الاسلام میں ایک حدیث منقول ہے، مُدَارَاةُ النَّاسِ صَدَقَةٌ۔ یعنی لوگوں کے ساتھ مدارات کرنا بھی صدقہ ہے۔

۱۰: دیکھو عبداللہ بن ابی منافق کو۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے پاس بُلا کر مشورے میں شریک کیا۔ یہ کیا اپنی مجلس کا منافق کو رُکن، اس کو ایسا معزز بنانا نہیں کہ عام صحابہ بھی اِن مشوروں میں شریک نہ ہو سکتے تھے۔ لہٰذا جس مجلس میں بدمذہب

لوگ بھی رُکن ہوں اُس میں اہلِ سنّت کا شریک ہونا حضور کا اتباع ہے۔ اِس پر اعتراض کرنا کوتاہ نظری اور نفس کی پیروی نہیں تو اور کیا ہے۔

۱۱: یہی سردارِ منافقین عبداللہ بن ابی ایک غزوے میں مع اپنی جماعت کے چلا اور حضور نے منع نہیں فرمایا کہ ہم مشرکین سے لڑنے کے لیے مشرکین سے مدد نہیں چاہتے۔

۱۲: بہت سے حدیث کی روایت کرنے والے بدمذہب اور فاسد العقیدہ تھے۔ اور جن محدثین نے بدمذہبوں سے حدیثیں روایت کیں انھوں نے اُن کو صدوق ثقہ کہہ کہہ کر اُن کی منقبت خوانی کی، ان کے اوصافِ جلیلہ کا اظہار کیا۔ تو کیا وہ محدثین بھی بدمذہب ہو گئے۔

۱۳: یہ سُنّی مولوی جس قدر اپنے مخالفین پر ردّ کرنے میں سختی کرتے ہیں اسی قدر ان مخالفوں کا تشدّد بڑھ گیا ہے۔ نہ یہ اُن پر اس قدر سختی کرتے نہ وہ اس قدر سخت ہوتے باقی اس ردّ سے نہ وہابیوں کا زور گھٹا نہ نیچری قادیانی وغیرہ نیست و نابود ہو سکے۔

۱۴: ہر ایک گروہ کے سردار کی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور اُمّت کو کرنے کا حکم دیا۔

۱۵: وہ حدیثیں جن سے بدمذہبوں کے ساتھ میل جول کی مطلقاً ممانعت سمجھی جاتی ہے اُن سے مقصود فقط ان کی تادیب و ترہیب ہے۔

۱۶: اِس زمانے میں بدمذہب سے قطع تعلق کر لینا، وقتِ مُلاقات ترش روئی سے پیش آنا تادیب نہیں گمراہی میں ڈالنا ہے بلکہ اوروں کے گمراہ ہونے کا گمان غالب ہے۔

۱۷: کسی عام مصلحت اور عمومی فوائد کے لیے سب کلمہ گویانِ اسلام مل کر کوشش کریں تو کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ دائرۂ سنّت سے خارج ہو گئے ہرگز نہیں اور جو دعویٰ کرے ثابت بھی کردے۔

۱۸: اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صلح حدیبیہ کو بھی پیشِ نظر رکھے۔

۱۹: اور مدینہ منورہ میں آکر غزوات و مَصَافِّ غُزّاۃ میں منافقوں کی شرکت کو بھی نظر کے آگے رکھے باوجود یہ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم و کبارِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہم کو معلوم تھا کہ فلاں منافق ہے۔

۲۰: یہ سُنّی علماء تو خوابِ غفلت میں پڑے سوتے ہیں، رسالہ بازی کیا کرتے ہیں۔

۲۱: عرصہ گذرا کہ ایک عیسائی نے اشتہار دیا تھا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ سب مسلمان متفق ہو کر بتائیں کہ مسلمانوں کے تہتّر مذہب میں مجھے کون سا مذہب اختیار کرنا چاہیے جس میں سب مسلمانوں کے نزدیک حقانی مسلمان سمجھا جاؤں۔ مجھے وہ اسلام پسند نہیں کہ اسلام کے جس مذہب کو میں اختیار کروں فقط اسی ایک مذہب والے مجھے حقّانی مسلمان سمجھیں اور بہتّر فرقوں کے مسلمان حقانی بالائے طاق مسلمان بھی نہ سمجھیں بلکہ کافر کہیں اور کم از کم اپنے مذہب والوں سے بُرا تو ضرور ہی سمجھیں کیونکہ اگر مجھے ایک ہی مذہب والوں کے خیال پر اعتبار کر لینا کافی ہو تو وہ مجھے اس کفر پر بھی حاصل ہے یعنی میرے ہم مذہب اب بھی مجھے حق پر سمجھتے ہیں اگر مجھے اس کا ٹھیک جواب نہ ملا تو مسلمانو! یاد رکھو کہ میرے کفر کا وبال قیامت میں تمام جہان کے مسلمانوں پر ہوگا۔ میں مسلمان ہونے کو تیار ہوں جواب کا انتظار ہے۔ یہ آپس میں لڑنے والے علماء بتائیں کہ وہ سُنّی ہو یا رافضی یا خارجی یا وہابی کون سا مذہب اختیار کرے۔

۲۲: یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو کس نے تباہ کیا اور کون کون سے اسباب مسلمانوں کی تباہی کا باعث ہوئے۔ نہایت افسوس وحسرت سے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو مسلمانوں نے تباہ کیا اور یہی باہمی نااتفاقی اُن کی تباہی کا باعث ہوئی۔

۲۳: وہ دن قریب آنے والا ہے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ کُل اسلامی دنیا میں تمام فرقوں کا اتحاد اور سب مذہبوں کا اتفاق پھیل جائے گا اور آپس میں اِن لڑنے والے مولویوں کا پتہ بھی نہ رہے گا۔ ۲۴: اسلام کی ضروری چیزوں میں سے اتحاد ایک وہ چیز ہے جس کے بغیر دنیوی ودینی برکات کا کچھ بھی حصّہ نہیں مل سکتا۔ ۲۵: آج ہندو، آریہ، پارسی غرض ہر ایک قوم دنیا میں ترقی کی راہ پر دوڑی چلی جا رہی ہے، مگر مسلمان سب سے پیچھے ہیں۔

اَقُوْلُ: وَ بِحَوْلِ اللّٰہِ وَ قُوَّتِہٖ اَحُوْلُ وَعَلَیْہِ ثُمَّ عَلٰی حَبِیْبِہٖ صَلَّی اللّٰہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَعْتَمِدُ وَاَعُوْلُ۔

یہ سب وہی مزخرفات وخزعبیلات ہیں جو طائفۂ ندویہ آج سے تقریباً پچاس برس پہلے سُنا چکا۔ اور جبھی حضراتِ علمائے اہلِ سنّت نائبین سرکارِ رسالت علیہ وعلیٰ آلہ وعلیہم الصّلاۃ والتحیۃ کا مقدس گروہ اپنے رسائل مبارکہ وکتب متبرکہ میں اِن کی دھجّیاں اُڑا چکا۔ امتدادِ زمانہ کے باعث آج ان تصنیفاتِ مقدسہ کی عام اشاعت نہ رہنے کے سبب اِن صلح کلّیوں کو پھر انھیں تلبیساتِ کاذبہ کے پیش کرنے کا موقع مل گیا۔ ہم انھیں کتب ردِّ ندوہ سے اِن اباطیلِ صلح کلّیہ کا ردّ وابطال اپنے برادرانِ اہلِ سنّت کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

۱:۔آیت کریمہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ کا ترجمہ یہ ہے کہ مسلمان مسلمان بھائی ہیں۔ (ترجمۂ رضویہ) صلح کلّیوں نے اپنے مدّعائے باطل پر یہ آیتِ کریمہ تو پیش کردی مگر سُنّی مسلمانوں کو یہ نہ بتایا کہ محاوراتِ قرآنیہ میں مومنین سے کیا مُراد ہے؟ بات یہ ہے کہ حضرات خلفائے ثلٰثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے تک اسلام کی کامل ترقی دنیا کی وسیع آبادی میں اپنی برکتیں پھیلا چکیں۔ اس وقت تک تنزیلِ قرآن پر قتال ہوتا، معاملۂ اسلام و کفر پر اِنفصال ہوتا۔ مومنین اہلِ حق اور کفّار اہلِ باطل تھے۔ جب ''مومنین'' کہتے اہلِ حق ہی اُس کے مصداق ہوتے۔ اِسی محاورے پر قرآن اُترا، حدیثیں آئیں۔ تو جس قدر آیاتِ مبارکہ واحادیث کریمہ میں مومنین و مسلمین کو آپس میں اتحاد واتفاق کے ساتھ بھائی بھائی رہنے کا حکم دیا گیا ہے اُن سب کا یہی مفاد ہے کہ تمام اہلِ حق آپس میں متحد ومتفق رہیں، کوئی باطل راہ اختیار نہ کریں۔ اُس وقت تک کان اس ناگوار صدا سے آشنا ہی نہ تھے کہ مدعیانِ ایمان بھی مہتدی وضال اور اہلِ حق واہلِ باطل کی طرف منقسم ہیں۔ مگر امیر المومنین خاتم الخلفاء علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ کی نسبت ارشاد ہو چکا تھا کہ تم جس طرح تنزیلِ قرآن پر قتال کروگے یونہی تاویلِ قرآن پر مدعیانِ ایمان بالقرآن کو قتل و پامال کروگے اُن متفرق فرقوں کے نام بھی سُنا دیے، پتے بھی بتا دیے۔ چنانچہ حسبِ وعدۂ صادقہ وہ دن سامنے آیا۔ آخر خلافت خاتم الخلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ظہورِ بدمذہباں نے منہ دکھایا۔ خارجی

نکلے، رافضی نکلے، رافضیوں سے متعدد فرقے اُچھلے۔ یہ سب کلمہ خواں تھے، مدعیٔ ایمان تھے، ہمارے کلمے کا دم بھرتے، ہمارے قبلے کو سجدہ کرتے۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ اُن میں سے بہتوں کو کافر بھی نہ جانتے۔ گمراہ بد دین وخاسر مانتے مگر بایں ہمہ نہ ہمدردی سمجھی، نہ اتفاق واتحاد کی ترنگ سُوجھی، نہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ کا اُن کو مصداق جانا، نہ کُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا کا یہ محل مانا۔ بلکہ انھوں نے اور تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اُن کے قتل وقتال وعذاب ونکال پر اجماع فرمایا۔ دست وزبان، سنان ولسان وبیان وبنان سے اُن کا فتنہ مٹایا۔ اور کیوں نہ ہوتا کہ پہلے ہی حضور سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہی احکام فرما دیئے تھے، سب راستے بتا دیئے تھے۔ ان کے بعد جوں جوں آتش فتنۂ بدمذہباں زیادہ بھڑکتی گئی، اِن کے ردّ میں ائمۂ دین واولیائے معتمدین وعلماء مجتہدین کی کوشش چمکتی گئی۔ مجالس وعظ ومحافل درس ان کے ردّ وتفضیح وطعن وتقبیح سے گونجتی رہیں۔ ہزاروں کتابیں اُن کے توہینِ عقائد وتبیین مکائد میں تالیف ہوئیں۔ جب سیف دستِ سنّت میں ہوئی جعدین درہم کی طرح بدمذہب کلمہ گو ذبح ہوتے رہے۔

جب زمانے نے دوسری طرف کروٹ بدلی امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی طرح اہلِ حق حمایتِ مذہبِ حق میں اہلِ باطل کے ہاتھوں قید ہوئے، تازیانے سہے، مگر کبھی بھائی چارا نہ بھایا۔ اتحاد واتفاق کا گیت نہ گایا۔ سلفاً خلفاً ہر قرن وطبقہ میں صحابہ وتابعین وتبع تابعین وائمہ دین رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے لے کر حضرت مولانا بحر العلوم ملک العلماء عبد العلی لکھنوی وشاہ عبد العزیز صاحب دہلوی اور ان کے بعد مولانا رشید الدین خاں صاحب دہلوی، مولانا شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی مجددی دہلوی، مولانا فضلِ رسول صاحب بدایونی، مولانا مولوی فضلِ حق صاحب خیر آبادی غرض ۱۱۳۱ھ تک علماء کا یہی داب رہا، ہمیشہ علمائے اہلِ سنّت نے بدمذہبی وبدمذہباں کے ردّ وتفضیح کو اہم مقاصد سمجھا۔ اور واقعی اگر یہ مقدس گروہ ایسا نہ کرتا تو آج آزادی پسندوں کی طرح ہر شخص بجائے خود فرعونِ بے سامان ہو جاتا۔ اِن کی انھیں مقبول کوششوں کی وجہ سے تو ان کی دواتوں کی روشنائی خونِ

شہیداں پر غالب آئی، اِن کی انھیں مقدس سعیوں نے تو ہمیں صراطِ مستقیم دکھائی۔ ۱۳۱۲ھ میں طائفۂ ندویہ نے اپنا سر نکالا اور اِن آیاتِ مبارکہ واحادیث کریمہ کو تحریفِ معنوی کر کے بدمذہبوں، لامذہبوں، بددینوں، بے دینوں کے ساتھ دوستی ومواخات واتحاد وموالات پر ڈھالا۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی۔

ہمارے سُنّی مسلمان بھائی اتنا ہی سمجھ لیں۔ اور اِن صلح کلّیوں کے فریب ومکر کو پرکھیں کہ ان کا یہ مُدعائے باطل اگر معاذ اللہ صحیح ہو تو وہ سیکڑوں آیاتِ مبارکہ اور ہزاروں ہزار قاہر احادیث ونصوصِ صریحۂ ائمۂ قدیم وحدیث کہ بدمذہبوں سے اتحاد حرام، اختلاط گناہ، جو اُن سے دوستی رکھے خود بدمذہب وگمراہ۔ انھیں سلام نہ کرو، کلام نہ کرو، اُن کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، پانی نہ پیو، پاس نہ بیٹھو، ارتباط نہ کرو، وہ بیمار ہوں تو عیادت کو نہ جاؤ، مریں تو اُن کے جنازے کی نماز نہ پڑھو، اُن سے دور بھاگو کہ کہیں تم خود گمراہ نہ ہو وغیرہ وغیرہ۔ ارشاداتِ کثیرۂ جلیلہ سب کے سب عیاذاً باللہ تعالیٰ غلط و باطل ٹھہریں۔ وَلَا يَقُوْلُ بِهٖ مُسْلِمٌ وَلَا مَنْ يَّقُوْلُ بِهٖ مُسْلِمٌ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی۔

۲:۔ حدیث شریف كُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا کا مطلب بھی اِسی تقریر سے واضح ہوگیا۔ کہ تمام اہلِ سنّت اتحاد و اتفاق کے ساتھ آپس میں بھائی بھائی رہیں۔ بلاوجہ باہم نزاع و نااتفاقی سے بچیں۔ ہر قسم کی بدمذہبی وگمراہی سے جو سببِ نزاع ہے کامل پرہیز رکھیں۔

۳:۔ آیتِ کریمہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔ یعنی اور اللہ کی رسّی مضبوط تھام لو سب مل کر۔ آپس میں پھٹ نہ جانا۔ (ترجمۂ رضویہ)

بالکل حق ہے۔ مطلب یہی ہے کہ سب راہِ حق پر ثابت قدم رہو۔ رافضی، خارجی، غیر مقلد، دیوبندی، نیچری، قادیانی، صلح کلّی ہو کر پھوٹ نہ ڈالو۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ فرقے چاہے سو ہوں سب ایک ہی بنے رہیں۔ جو صلح کلّیوں کا ایمان ہے۔

۴:۔ یونہی اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا

فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ○ اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کرو گے اور تمہاری بندھی ہوا جاتی رہے گی اور صبر کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (ترجمۂ رضویہ)

بالکل درست وصحیح ہے۔ مسلمانانِ اہلِ سنّت کا اس پر بھی ایمان ہے۔ اور اِن آیاتِ قرآنیہ پر بھی ایمان ہے کہ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً اور لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اور لَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ○ اور لَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ○ جن میں صاف ارشاد ہے کہ کفار تم میں سختی پائیں اور تمہیں خدا کے دین میں اُن پر محبّت نہ آئے۔ ظالموں کے پاس نہ بیٹھو، ظالموں کی طرف ذرا بھی جُھکے اور جہنّم پہنچے۔

ہمارے سنّی مسلمان بھائی خوب یاد رکھیں کہ یہ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وغیرہ آیات واحادیث سب بدمذہبی سے منع فرما رہی ہیں کہ اسبابِ منازعت نہ پیدا کرو۔ یا باہم اہلِ سنّت میں (کہ زمانۂ رسالت میں مومنین انھیں میں منحصر تھے) بلاوجہ نزاع اور نااتفاقی سے ممانعت فرما رہی ہیں۔ اِن کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ رافضی، خارجی، غیر مقلد، دیوبندی، نیچری، خاکساری، بابی، بہائی، قادیانی، چکڑالوی سب نکلتے آئیں۔ تمہارے پیشواؤں کو مغلظات سُنائیں، طرح طرح سے تمہارا دین مٹائیں مگر سنّیو! خبردار تم ان سے شیر وشکر ہی رہو۔

اچھا جانے دو یوں ہی سہی کہ یہ احکام عام ہیں۔ تو اہلِ سنّت کیا اُن سے خارج ہیں؟ اُن سے نزاع، اُن سے عناد، اُنھیں بُرا کہنا، اُن سے رسالہ بازی کرنا کیوں کر اِن صلح کلّی لیڈروں، صلح کلّی ایڈیٹروں، صلح کلّی واعظوں کا دھرم ہوگیا ہے۔ مگر یہ کہیے کہ آیات واحادیث میں جتنی تاکیدیں اتفاق واتحاد کے متعلق ہیں سب سے مُراد یہی روافض، خوارج، دیابنہ، نیاچرہ، قادیانیہ، خاکساریہ، چکڑالویہ وغیرہم مرتدین ومبتدعین ہی ہیں۔ سُنّی تو ہر طرح عداوت وبغض وتبرّا کے مستحق ہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

۵:۔ بدمذہبوں گمراہوں کے ساتھ مجالست ومخالطت ومصاحبت میں اگر اُن کے ہدایت پا جانے کا احتمال ہوتو دوسرا پہلو یہ بھی تو ہے کہ اُن کی صحبتیں، اُن کی ملاقاتیں اِن بھولے بھالے سُنّی مسلمانوں میں بھی وہی ڈھنگ پیدا کردیں، وہی گھاتیں۔ یہ بھی معاذ اللہ وہی رنگ لے آئیں۔ وہی باتیں جیسا کہ ندوے کا واقعہ، مشرکی آندھی کا تجربہ اور ہمارے زمانے کی نام نہاد مسلم لیگ کا اتحاد و مُخالطہ اِس پر شاہد عدل ہے۔اور فرمانِ الٰہی: اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۔کہ بے شک اس وقت تم بھی انھیں جیسے ہو جاؤ گے۔ اِس امر پر قولِ فصل ہے۔ پھر بحکمِ عقل ونقل ایسے اندیشۂ مفاسد سے احتراز فرض۔ بلکہ زمانے کی حالت، فتنے کی کثرت پر نظر کر کے تو اِن صلح کلّیوں کے اِس مرکوزِ خاطر کو جو فقط برائے گفتن ہے، مضمونِ بعید بلکہ اَبْعد اور اِس گذارش کو قریب تر خیال کرنا ضرور ہے۔ بے شک بدمذہبوں کی محبّت بدمذہب بنا کر رہتی ہے۔رُباعی:ے

از ہمنفسانِ ناموافق بگریز　　از دوست نمایانِ منافق بگریز
چوں شبِ سیہ است ظاہر و باطن شاں　　از ظلمتِ شب چو صبحِ صادق بگریز

اب یہ بھی دیکھ لیجیے کہ اِس پہلودار معاملے میں شریعتِ مطہرہ نے کس پہلو پر نظر فرمائی، کسے نظر انداز کیا۔ ہمارے بہی خواہ، ہمارے رؤف ورحیم ہم پر ہم سے زیادہ مہربان ہمارے رسولِ کریم علیہ وعلیٰ آلہٖ افضل الصلاۃ واکرم التسلیم نے یہی فرمایا کہ لَا تُجَالِسُوْهُمْ اُن کے پاس نہ بیٹھو اِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يُفْتِنُوْنَكُمْ اُن سے دور بھاگو، انھیں اپنے سے دور رکھو۔ کہیں وہ تمھیں بہکا نہ دیں، کہیں وہ تمھیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ معاذ اللہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مقدس خیال میں یہ بات نہ آئی کہ ہمارے میل جول سے بدمذہب ہدایت پائیں گے، راہِ راست پر آئیں گے؟ نہیں! یہ منع فرمانا اِس قبیل سے تھا جس طرح شفیق باپ اپنی پیاری اولاد کو آوارہ مزاجوں، بدمعاشوں کی صحبت سے روکے۔ پھر جس نے اپنے مہربان باپ کی نصیحت پر کاربندی کی دو جہاں میں نفع پایا اور زمانے نے بھی اُسے سعادت مند خلف کہہ کر یاد کیا۔ جس نے خلاف

کیا دارین میں نقصان اُٹھایا، ناخلف آوارہ وہی ناکارہ کہلایا۔

سب جانے دو۔ فرض کیا کہ صلحِ کلّیوں کا یہ عُذرِ معمولی قابلِ مقبولی ہے۔ مگر اِس عذر نے کیا یہ بھی جائز کردیا تھا کہ بدمذہبوں کو مسندِ وعظ پر بٹھایا جائے، اُن سے لیکچر کہلوایا جائے، اُن کی مدح وستائشِ دینی کا گیت گایا جائے، اُن کی تعظیمِ عظیم سے ربِّ عظیم کا عرش ہلایا جائے، وہ صریح کفریات وضلالات علانیہ بکیں انھیں شربت کے سے گھونٹ بنا کر نوشِ جان فرمایا جائے، شیرِ مادر ٹھہرایا جائے۔ اور جو غُربائے اہلِ سنّت بحکمِ شریعت اُن کلماتِ کفر وضلالت پر اعتراض کریں تو انھیں ترقیٔ قوم وآزادیٔ وطن کا مخالف ودشمن بنایا جائے۔ ملک میں اُن حامیانِ دین وملّت کے خلاف اخباروں کے کالموں، پنڈالوں کے پلیٹ فارموں پر پروپیگنڈوں کا طوفانِ بےتمیزی اُٹھایا جائے۔ یہ کون سی دیانت ہے، یہ کس قسم کی صلحِ کلّیت ہے؟ للہ للہ! ذرا تو کلمۂ اسلام کا پاس کرو! کچھ تو خدا اور سول جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ڈرو۔ وَاللهُ هُوَ الْمُوَفِّقُ بِالْخَيْرِ۔

۶:۔ مُلّا علی قاری رحمہ اللہ الباری "مِرْقَاةُ الْمَفَاتِيْحِ شَرْحِ مِشْكوٰةِ الْمَصَابِيْحِ" میں فرماتے ہیں:

لَا تُجَالِسُوْا اَهْلَ الْقَدْرِ اَیْ لَا تُوَادُّوْهُمْ وَلَا تُحَابُّوْهُمْ فَاِنَّ الْمُجَالِسَةَ وَنَحْوَهَا مِنَ الْمُمَاشَاتِ مِنْ عَلَامَةِ الْمَحَبَّةِ وَاِمَارَاتِ الْمُوَدَّةِ فَالْمَعْنٰى لَا تُجَالِسُوْهُمْ مُجَالِسَةَ تَأْنِيْسٍ وَّ تَعْظِيْمٍ لَهُمْ لِاَنَّهُمْ اَمَّا اَنْ يَّدْعُوْكُمْ اِلٰى بِدْعَتِهِمْ بِمَا زَيَّنَهٗ لَهُمْ شَيْطَانُهُمْ مِنَ الْحِجَجِ الْمُوَهِّمَةِ وَالْاَدِلَةِ الْمُزَخْرَفَةِ الَّتِیْ تَجْلِبُ مَنْ لَمْ يَتَمَكَّنْ فِی الْعُلُوْمِ وَالْمَعَارِفِ اِلَيْهِمْ بِبَادِئِ الرَّأْيِ وَاَمَّا اَنْ يَّعُوْدَ اِلَيْكُمْ مِنْ نَقْصِهِمْ وَسُوْءِ عَمَلِهِمْ مَا يُؤَثِّرُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ اِذْ مَجَالِسَةُ الْاَغْيَارِ تَجُرُّ اِلٰى غَايَةِ الْبَوَارِ وَ نِهَايَةِ الْخَسَارِ وَلَا يُنَافِیْ اِطْلَاقُ الْحَدِيْثِ تَقْيِيْدَ الْاٰيَةِ فِی الْمُنَافِقِيْنَ حَيْثُ قَالَ اللهُ تَعَالٰى فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِیْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ

فَلَمْ يَنْهَ عَنْ مُجَالَسَتِهِمْ مُطْلَقًا لِاَنَّ الْحَدِيْثَ يُحْمَلُ عَلٰى مَنْ لَّمْ يَاْمَنْ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْهُمْ فَيَمْنَعُ عَنْ مُجَالَسَتِهِمْ مُطْلَقاً وَالْاٰيَةُ تُحْمَلُ عَلٰى مَنْ اٰمِنَ فَلَا حَرَجَ عَلَيْهِ فِيْ مُجَالَسَةٍ لَهُمْ لِغَيْرِ التَّأْنِيْسِ وَالتَّعْظِيْمِ مَالَمْ يَكُوْنُوْا فِيْ كُفْرٍ وَّ بِدْعَةٍ وَ كَذَا اِذَا خَاضُوْا وَقَصَدَ الرَّدَّ عَلَيْهِمْ وَتَسْفِيَةَ اَدِلَّتِهِمْ وَمَعَ ذَالِكَ فَالْبُعْدُ عَنْهُمْ اَوْلٰى وَالْاِجْتِنَابُ عَنْهُمْ اَحْرٰى۔

یعنی حدیث شریف میں جو یہ ارشاد ہوا کہ قدریوں وغیرہم بدمذہبوں کے ساتھ نہ بیٹھو اِس سے مُراد یہ ہے کہ اُن سے محبت و مودّت نہ رکھو اس لیے کہ ایک جگہ اُٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا دوستی کی نشانی اور محبّت کی دلیل ہے تو حدیث کے یہ معنی ہوئے کہ اس طرح اُن کے پاس نہ بیٹھو جس سے تم کو ان سے مؤانست ہو جائے یا ان کی تعظیم کرنا پڑے اس لیے کہ جب تم اُن کے پاس اس طرح بیٹھو اُٹھو گے تو وہ تم کو اپنے مذہب کی دعوت دیں گے اور اُن کے شیطان نے جو مزخرفات اُن کو سکھا دیئے ہیں وہم میں ڈالنے والے دلائل پڑھا دیئے ہیں وہ تمہارے سامنے پیش کریں گے اور جن کو علوم و معارف میں کامل دستگاہ نہیں ہوتی ہے وہ اُن کے مذہب کی طرف میلان کر جاتے ہیں۔ اور یا یہ اثر ہوتا ہے کہ اُن کی بُرائی تمہارے دلوں میں سرایت کر جائے گی۔ اس لیے کہ غیروں کے پاس اُٹھنا بیٹھنا آخری مرتبے کی ہلاکت و انتہائی درجے کی بربادی تک پہنچا دیتا ہے۔ اور حدیث شریف میں بدمذہبوں کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے سے مطلقاً منع فرمانا آیتِ کریمہ کی اُس قید کے منافی نہیں جو اُن کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے کی حُرمت کے لیے ارشاد فرمائی کہ اُن کے ساتھ نہ بیٹھو یہاں تک وہ اور باتوں میں مشغول ہو جائیں تو اُن کے ساتھ نشست و برخاست کو علی الاطلاق منع نہ فرمایا۔ اس لیے حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جس کو علوم و معارف میں کامل دستگاہ نہ ہوگی وہ بدمذہبوں کی مُجالست سے اُن کا ہم خیال ہو جائے گا اور اُس کو مطلقاً اُن کے پاس بیٹھنا ممنوع و ناجائز ہے اور آیتِ کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص علوم و معارف میں کامل دستگاہ رکھتا ہو وہ اگر بدمذہبوں کے پاس بیٹھ جائے تو قباحت نہیں۔ مگر اِسی شرط سے کہ اُن کی تعظیم نہ ہو اُن سے مؤانست نہ کی

جائے اور وہ کوئی کلمۂ کفر و بدمذہبی کا بھی نہ کہتے ہوں یا اُن کا رَدّ کرنے اور اُن کے دلائل کی خرابیاں بیان کرنے کی غرض سے اُن کی مجلس میں شریک ہو۔ اور اگر خاص علمائے کاملین عوام سے الگ مبتدعین و کفّار کو اپنی مجلسوں میں آنے سے نہ روکیں اور بدمذہبوں مرتدوں کی تعظیم و تانیس سے بھی وہ مجالست خالی ہو تو ایسی مجالست خاص اُن کے حق میں اگرچہ مطلقاً ممنوع نہ ہوگی مگر پھر بھی بہتر اور سزاوار تر یہی ہے کہ اُن سے دور اور مُجتنب و نفور رہیں۔

ہمارے سُنّی بھائی غور فرمائیں کہ علماء نے علوم و معارف میں کامل دستگاہ رکھنے والے جن لوگوں کے لیے بدمذہبوں کی مُجالست کو لَا حَرَجَ کہا اُن کے واسطے بھی لِغَیْرِ التَّانِیْسِ وَالتَّعْظِیْمِ کی قید لگادی کہ بدمذہبوں سے مؤانست نہ کی جائے، اُن کی تعظیم نہ کرنی پڑے۔ پھر کیا یہ صلح کلّی واعظین کانگریس، احرار، لیگ، خاکسار، نیاچرۂ کفّار، رُفّاضِ بداطوار اور خوارجِ نابکار وغیرہم مرتدین اشرار، مبتدعین ناہنجار کے جن جلسوں، کانفرنسوں میں شرکت کو جائز بتارہے ہیں۔ ان میں مرتدوں بدمذہبوں کی قولی و فعلی تعظیم و تانیس نہیں کی جاتی ہے؟ کیا اگر کوئی شخص اُن کانفرنسوں میں ان کے مبتدعین و مرتدین صُدور و ناظمین و اراکین کی تعظیم و تانیس سے قولاً و فعلاً ہر طرح اجتناب کرے اُس کو اَنسیولائزڈ، غیر مہذب، وحشی کہہ کہہ کر شور نہیں مچایا جاتا ہے؟ علماء نے مَالَمْ یَکُوْنُوْا فِیْ کُفْرٍ وَّ بِدْعَۃٍ کی قید لگائی۔ یعنی اُس مجالست میں وہ مبتدعین کسی قسم کی بدمذہبی یا بے دینی کا کلمہ بکنے سے قطعاً اِحتراز رکھیں۔ پھر کیا اُن لیکچروں، اسپیچوں میں کفریات و ضلالات نہیں بکے جاتے؟ کیا سُنّی کہلانے والے صلح کلّی حضرات اُن پر سکوت محض و خاموشی مطلق کی نہیں ٹھہراتے مع ہٰذا تفسیر مظہری میں ہے:

حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ اَیْ غَیْرِ الْاِسْتِھْزَاْ فَحِیْنَئِذٍ لَا بَاْسَ فِیْ مَجَالِسَتِھِمْ لِضَرُوْرَۃٍ دَعَتْ وَمِنْ غَیْرِ ضَرُوْرَۃٍ یَکْرُہُ مَجَالِسَتُھُمْ مُطْلَقًا وَقَالَ الْحَسَنُ لَا یَجُوْزُ مَجَالِسَتُھُمْ وَاِنْ خَاضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ۔

یعنی جب وہ اپنے کلماتِ کفریہ کے سوا اور باتوں میں مشغول ہوں تو اس وقت بھی

بضرورت اُن کے پاس بیٹھنے میں مضائقہ نہیں اور بلاضرورت اُن کے پاس بیٹھنا مطلقاً مکروہ ہے۔امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اُن کے پاس بیٹھنا کسی طرح جائز نہیں اگرچہ وہ کفریات کے سوا اور باتوں میں مشغول ہوں۔

وَلِلّٰہِ الْحُجَّۃُ السَّامِیَۃُ۔

۸،۷:۔اِذَا اَتَاکُمْ کَرِیْمُ قَوْمٍ فَکَرِّمُوْہُ اور اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَھُمْ کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ بدمذہبوں، مرتدوں سے کہہ دیا جائے کہ ہم تم کو مذہبی حیثیت سے بُرا نہیں سمجھتے تکفیر درکنار، بلکہ تضلیل بلکہ تفسیق بلکہ تمہاری اہانت بھی جائز نہیں، تمہارے اوہامِ فاسدہ کا دفع کرنا اسلام کی دشمنی، قوم سے غداری، ملک کی بدخواہی ہے۔ان کا مفاد تو صرف اسی قدر ہے کہ اگر کسی فرقے کا کوئی شخص خود تمہارے پاس آئے تو اس سے مدارات کرو۔پھر علمائے اہلِ سنّت یہ کب فرماتے ہیں کہ اگر کوئی رافضی وہابی نیچری خود ہی تمہارے پاس چلا آئے تو تم اُس سے بات نہ کرو، منہ نہ دیکھو، مدارات نہ کرو۔ہاں یہ ضرور ہے کہ ان کو اصرار کرکے نہ بُلاؤ، اُن کو دینی پیشوا ٹھہرا کر ان کو وعظ و بیان کی اجازت نہ دو، مداہنت نہ کرو، اپنے پیارے دوست مذہبِ اہلِ سنّت کے دشمن نہ بنو، اُس کو اور جھوٹے مذہبوں کو یکساں نہ سمجھو۔ہم ہرگز یہ نہیں کہتے کہ اگر تمہارے جلسے میں کوئی بدمذہب چلا آئے اس کے دھکے دے کر نکال دو یا اس کو ہدایت نہ کرو۔

افسوس تو یہ ہے کہ یہ صلح کلّی واعظین حُسن خلق و مدارات اور وہن و مداہنت میں فرق نہیں ٹھہراتے۔اگر ہمارے پاس بدمذہب چلے آئیں تو ہم پر یہ ضروری نہیں کہ اُنھیں دھکے دے کر نکال دیں لیکن یہ کیونکر جائز ہوسکتا ہے کہ باصرارِ تمام بلا کر اپنی دینی مجلس کا اُن کو رُکن قرار دیا جائے۔مسندِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر بٹھا کر اُن سے وعظ کہلوایا جائے۔وہ اس میں جو اپنی مذہبی خباثتیں ظاہر خلط کریں اُن پر خاموشی کی جائے۔خاموشی کیسی اجازت دی جائے۔اجازت کہاں کی خود اشاعت کی جائے۔مذہبی پیشوا، رُکنِ اسلام، قائدِ ملّت و دیگر القاب سے اُن کا ذکر کیا جائے۔اِس بیان کے ساتھ ’’مرقاۃ‘‘ کے

باب اَلْحَذَرِ وَالتأنی فِی الْاُمُوْرِ میں حدیث شریف وَالتَوَدُّدُ اِلَی النَّاسِ کے متعلق مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ بیان بھی ملاحظہ ہو کہ فرماتے ہیں: اَیْ اَلتَّحَبُّبُ اِلَی الْمُؤْمِنِیْنَ الصَّالِحِیْنَ یعنی حدیث میں جو فرمایا کہ لوگوں سے وہ برتاؤ کرنا جس سے ان کے دل میں اپنی محبّت پیدا ہو اِس میں لوگوں سے مُراد مومنین صالحین ہیں۔ مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اِس شرح کی روشنی میں اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَھُمْ اور اِذَا اَتَاکُمْ کَرِیْمُ قَوْمٍ فَاَکْرِمُوْہُ کا مطلب تو بالکل ہی صلح کلّیت کا منافی و نافی ہے کہ کسی قوم کے بھی مومنین صالحین کا کوئی عزّت والا تمہارے پاس آئے تو اُس کی عزّت کرو۔ اور مومنین صالحین میں سے ہر شخص جس رُتبے جس منزلت کا ہو اسی کے موافق اس کے ساتھ برتاؤ کرو۔ مگر دقّت تو یہی ہے کہ بیچارے مومنین صالحین کے بھلے کی تو ان صلح کلّیوں کو کوئی سوجھتی ہی نہیں۔ جہاں تک فائدہ پہنچ سکے وہ اِن کے وہابی رافضی نیچری بھائیوں کو اور ان کے مذہب کو پہنچے و بس۔

۹:۔ حضرات علمائے اہلِ سنّت شَکَرَ اللّٰہُ تَعَالیٰ سَعْیَہُمْ اپنی تصانیفِ مقبولہ دَر ردِّ ندوۂ مخذولہ میں مدارات کے معنی اور مدارات و مداہنت کا فرق طائفۂ ندویہ کو بار بار سمجھا چکے ہیں۔ مگر صلح کلّی واعظین عوامِ مسلمین کو مغالطہ وگمراہی میں گرفتار کرنے کے لیے یہی مسئلہ پیش کر دیتے ہیں۔ حالانکہ اہلِ سنّت کو حسنِ خلق و مدارات سے ہرگز انکار نہیں۔ مگر یہ حضراتِ صلح کلّیہ اپنے تقیۂ صریحہ و ضلالاتِ قبیحہ کو مدارات کے پردے میں جائز بتانے اور عامۂ مسلمین کو بہکانے کے لیے احادیث و اقوال و افعالِ سلف بیان کر دیتے ہیں جن میں حُسنِ خُلق و مدارات کا ارشاد ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر عزیزی، سورۂ بقرہ صفحہ ۴۳۷ و ۴۳۸ پر فرماتے ہیں:

اکثر مردم را درمیانِ مُدارات وحُسنِ خلق و درمیان مداہنت فرق واضح نشدہ۔ مُدارات وحُسن خُلق باہر مسلمان و کافر در شرع محمودست و مداہنت وخوشامد معیوب و مردود۔ یکے را از دیگرے امتیاز نمی کنند و در مقامِ حُسنِ خُلق ارتکابِ مداہنت می نمایند و تنقیح فرق درمیانِ ایں ہر

دو آنست کہ مُدارات و حُسن خُلق عبارت از مسامحت در حقِ خود ست و بہ نفسانیت کار نکردن و خود را واجب التعظیم ندیدن و از تقصیرے کہ در حقِ خود رود در گزشتن و مداہنت عبارت از مسامحت در امرِ دین است و با وجود دیدن وشنیدنِ امورِ نامشروعہ و اقوالِ نامرضیہ تعصب نکردن و دینِ خود را سبک داشتن و از حقِ واجب شرع و دین در گزشتن۔ مثلاً اگر شخصے ایں کس راسخت گفت یا ترکِ تعظیم نمود در غضب نیامدن و بادے در پے انتقام نشدن بلکہ سلوکِ نیک کردن از قبیلِ حُسنِ خُلق و مدارت ست و اگر شخصے حرکتے مخالفِ شرع کرد یا ترکِ تعظیمِ دین نمود بادے موافقت نمودن و اظہارِ ناخوشی نکردن و سُخنِ اورا رَدْ نکردن از بابِ مداہنت و خوشامد ست۔

یعنی بہت سے لوگوں کو حُسنِ خُلق و مُدارات اور دہن و مداہنت کے درمیان فرق واضح نہیں ہوا ہے۔ مُدارات اور حُسنِ خُلق تو ہر مسلمان و کافر کے ساتھ شریعتِ مطہرہ میں پسندیدہ ہے اور مداہنت و چاپلوسی عیب اور مردود ہے۔ لوگ ایک کا دوسرے سے امتیاز نہیں کرتے ہیں اور حُسنِ خُلق کے ضمن میں مداہنت کر گزرتے ہیں اور دونوں کے درمیان فرق کا خلاصہ یہ ہے کہ مُدارات و حُسنِ خُلق کے معنی تو یہ ہیں کہ اپنے حق میں سہل انکاری برتیں اور نفسانیت کی بنا پر کام نہ کریں اور اپنی تعظیم کو ضروری نہ سمجھیں اور اپنے حق میں کسی سے جو قصور ہو جائے اسے معاف کر دیں۔ اور مداہنت کے معنی یہ ہیں کہ دینی معاملے میں چشم پوشی کریں اور جو باتیں شرعاً ناجائز و ناپسند ہیں اُن کو دیکھتے سُنتے ہوئے بھی تعصب نہ کریں اور اپنے دین کو ہلکا ٹھہرائیں اور دین و شریعت کا جو حق واجب ہے اُس سے درگزر کریں۔ مثلاً اگر کوئی شخص خود اِس کو سخت وسُست کہے یا اس کی تعظیم نہ کرے تو غصے میں نہ آنا اور اُس سے انتقام لینے کے پیچھے نہ پڑنا بلکہ اچھا سلوک کرنا یہ تو حُسنِ خُلق و مُدارات کی اقسام میں سے ہے۔ اور اگر کوئی شخص شریعت کے خلاف کوئی حرکت کرے یا دین کی بے تعظیمی کرے تو اس کے ساتھ موافقت کرنا اور ناراضی ظاہر نہ کرنا اور اس کی بات کا رَدْ نہ کرنا یہ مداہنت کی اقسام میں سے ہے۔

اِس عبارت سے واضح ہو گیا کہ مُدارات تو مسلمانوں بلکہ فاسقوں بلکہ کافروں کے

ساتھ بھی بہتر ہے مگر مداہنت حرام و ناجائز ہے۔ شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے مُدارات و مداہنت کے درمیان جو فرق بیان فرمایا اُسی سے واضح و روشن کہ آج کل بدمذہبوں، بددینوں، لامذہبوں، بے دینوں کی کمیٹیوں کانفرنسوں میں جو سُنّی کہلانے والے صلح کلّی حضرات شریک ہوتے اور عوام اہلِ اسلام کو اسی شرکت کی دعوت دیتے ہیں اِس شرکت میں یقیناً شدید و بعید مداہنتیں ہوتی ہیں۔ مگر یہ واعظین صلح کلّیت اُن کی پردہ پوشی لفظ مُدارات و حُسنِ خُلق سے کرنا چاہتے ہیں۔ وَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ۔

۱۰:۔ جب عبداللہ بن اُبَی منافق اپنے آپ کو مسلمان اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وصحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا دوست ظاہر کرتا تھا۔ پھر اگر بقصدِ تالیف اس کو شریک مشورہ کرلیا گیا تو صلح کلّی حضرات اِس پر کیا خوشی کر سکتے ہیں۔ اور وہ بھی ایسے وقت میں کہ جب تک ممانعت نہ تھی۔ معاذ اللہ الحاد و ضلالت کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اتباع اور اس کے ابطال کو کوتاہ نظری اور نفس کی پیروی بتانا کیسی کُھلی ہوئی نیچریت وضلالت ہے۔ کیا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یا کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے اس منافق سے یہ بھی فرمادیا تھا کہ تو بھی حق پر ہے، راہِ راست پر ہے۔ تیری اہانت اسلام کی اہانت، قوم کے ساتھ غداری، ملک کی بدخواہی ہے۔ کیا معاذ اللہ اس مجلسِ مشاورت میں بھی اُس نے خلافِ شریعتِ مطہرہ کوئی کلمہ بکا تھا جس پر خاموشی اختیار کی گئی تھی؟ کیا اس سے اقوالِ تانیس کہے گئے تھے؟ کیا اُس سے افعالِ تعظیم برتے گئے تھے؟ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ونَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

پھر منافقین کو دربارِ دُرَرْ بار حضور سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ وسلم کا رُکن اور ایسا مخصوص بتانا کہ صحابہ بھی اُس سے محروم ہوں۔ اور دربارِ رسالت میں اُن کو معزز ٹھہرانا کسی جاہل بلکہ اجہل مسلمان کا بھی کام نہیں۔ افسوس جب ایسے خیالات والے صلح کلّی حضراتِ واعظین قوم کی کشتی کے ناخدا بنیں پھر بیچ منجدھار میں غرق نہ ہونے کی کیا وجہ؟ جب ایسی اوندھی مت والے قوم کے ہادی ٹھہریں پھر خلقت کیوں گمراہ نہ ہو؟ خیر اِس قدر

اور بھی سُن لیجیے کہ ان کمیٹیوں، کانفرنسوں میں سے کسی کمیٹی کسی کانفرنس کے اراکین اگر ظاہر ہی میں یہ اقرار کرلیں کہ ہم سے غلطیاں ہوئی تھیں ہم اب توبہ کرتے ہیں اور روافض وخوارج و وہابیہ، نیاچرہ، مسلم لیگیہ، خاکساریہ، گاندھویہ، احراریہ، چکڑالویہ، قادیانیہ وغیرہم مبتدعین و مرتدین جو اس کمیٹی کانفرنس میں شرکت ورُکنیت رکھتے ہیں سب کے سب کہہ دیں کہ ہم اب تائب ہوکر سُنّی مسلمان ہوتے ہیں تو پھر جب تک اِس اقرار کا منافی کوئی قول وفعل اُن سے ظاہر نہ ہوگا ہم بھی خاص اس کمیٹی، اس کانفرنس کی شرکت ورُکنیت وامداد واعانت پر اعتراض نہ کریں گے۔وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقِ۔

۱۱:۔ یہ کون نہیں جانتا کہ ایک وقت میں شراب نوشی جہاں تک نشہ نہ لائے جائز تھی یا قبلہ بیت المقدس تھا، بعد کوشراب مطلقاً حرام کردی گئی۔کعبۃ اللہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم آگیا۔اب اگر یہ صلح کلّی واعظین شراب نوشی کے جواز کا فتویٰ دیں یا کعبہ سے پھر کر پھر بیت المقدس کی طرف نماز پڑھیں اور دلیل میں معمولِ سابق پیش کریں تو کیا وہ الزام سے بری ہوسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔بس یہی حال صلح کلّی واعظین کی اس دلیل کا ہے کہ ایک وقت میں منافقین کو بھی اجازت تھی کہ لشکرِ ظفر پیکر کے ساتھ ساتھ چلیں اور جہاد میں شریک رہیں۔گو جہاد کا ثواب نہ پائیں۔بلکہ منافقین کے جنازے کی نماز بھی خود حضور رحمۃ اللعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پڑھاتے تھے۔لیکن یہ حالت ایک خاص زمانے تک محدود رہ کر منسوخ ہوگئی، جہاد میں ساتھ چلنے کی بھی ممانعت کردی گئی۔اُن کے جنازے کی نماز بھی پھر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ پڑھی۔چنانچہ خود قرآنِ مجید میں موجود ہے:

فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِیَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِیَ عَدُوًّا۔ (سورۂ توبہ، آیت ۸۳)

اب تم ہرگز میرے ساتھ سفر نہ کرنا اور ہرگز میرے ساتھ کسی دشمن پر جہاد نہ کرنا۔

اور آیۂ کریمہ ملاحظہ ہو:

وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَآ اَنْتُمْ عَلَیْہِ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ ط

یعنی تو اے محبوب تم فرما دو کہ اے منافقو! اللہ مسلمانوں کو اس حالت پر ہرگز نہ چھوڑے گا بلکہ گندوں کو ستھروں سے ضرور الگ کر دے گا۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ۔

یعنی ان منافقوں میں سے جو کوئی مر جائے اس پر نمازِ جنازہ کبھی نہ پڑھو اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو۔

اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔

بے شک انھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا۔

تو اس منسوخ شدہ امر کو سند بنا کر پیش کرنا اور قرآنِ عظیم و حدیث کریم کے نصوصِ صحیحہ سے اعراض فرمانا صلح کلّی حضراتِ واعظین ہی کو مبارک رہے۔ حضراتِ اہلِ سنّت کثر ہم اللہ تعالیٰ ونصرہم دُنیوی لالچ اور نفسانی طمع پر ایک جدید شریعت ہرگز قائم نہیں کر سکتے۔

۱۲:۔ بدمذہب جس کی بدمذہبی حدِ کفر تک نہ پہنچی ہو اس سے روایت کرنے میں بہت کچھ اختلاف و تفصیل ہے۔ حضرت ملکُ العلماء بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم الثبوت میں تحریر فرماتے ہیں:

وَفِي الْبِدْعَةِ الْجَلِيَّةِ اَلْقَبُوْلُ عِنْدَ الْاَكْثَرِ غَيْرَ مُحَقِّقِي الْحَنَفِيَّةِ وَهُوَ الْمُخْتَارُ عِنْدَ مَنْ تَلَاهُمْ خِلَافًا لِّلْاٰمِدِيْ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ وَمَنْ تَبِعَهٗ وَالْاِمَامُ مَالِكٌ وَ مُعَظَّمُ الْحَنَفِيَّةِ وَهُوَ الْمُخْتَارُ عِنْدَ هٰذَا الْعَبْدِ۔

یعنی جس راوی کی بدمذہبی ظاہر ہو لیکن حدِّ کفر تک پہنچی ہوئی نہ ہو اس کی حدیث کا قبول کیا جانا محققینِ حنفیہ کے سوا اکثر محدثین کے نزدیک جائز ہے۔ اور ان محدثین کے جو متبعین ہیں ان کے نزدیک یہی مختار ہے۔ لیکن شافعیہ میں سے علّامہ آمدیؔ اور امام مالکؔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اکثر حنفیہ اُس کی حدیث کو قبول کرنے کے خلاف پر ہیں۔ ان کے نزدیک جس بدمذہب کی بدمذہبی حدِّ کفر تک نہ پہنچی ہو اس کی حدیث کو قبول کرنا بھی جائز نہیں۔ اور اس بندے (بحر العلوم) کے نزدیک یہی مختار ہے۔

اس مسئلے کے دونوں پہلوؤں کے دلائل اور عدمِ قبول کے مختار ہونے کی تفصیل فواتح الرحموت شرح مسلّم الثبوت للعلامۃ بحر العلوم میں ملاحظہ ہو۔ جب بعض محدثین کے نزدیک یہ امر ثابت ہو چکا کہ بدمذہب اگر صدوق ہو اور اپنی بدمذہبی کی طرف لوگوں کو دعوت نہ دیتا ہو، وَغَیْرُ ذَالِكَ مِنَ الشُّرُوْطِ تو اس سے حدیث لینا منع نہیں۔ اور اپنے اس خیال کے مطابق اگرچہ فی الواقع یہ خیال محقق نہیں۔ اور مانعین اس کو تسلیم نہیں کرتے۔ مگر ان بعض محدثین نے تعامل شروع کر دیا تو اگر انھوں نے اس راوی کے صدوق ثقہ ہونے کا اظہار کر دیا تو اس میں بدمذہب کی منقبت خوانی اور اس کے اوصافِ جلیلہ کا اظہار کیا ہوگا۔ اگر وہ اسے صدوق وثقہ نہ سمجھتے تو اس سے حدیث ہی کیوں لیتے۔ روایتِ حدیث میں راویوں کی سچّائی اور قابلِ اعتماد ہونے کے بیان کا قیاس رفضہ و نیاچرہ و دیوبندیہ وغیرہم مرتدین ومُبتدعین کی منقبت خوانی و مدح سرائی اور اُن کے مذاہبِ باطلہ و مردودہ کی تصحیح وتحسین کرنا یہ انہیں صلح کلّی مُلاؤں کی خوش فہمی کا نمونہ ہے۔

۱۳:۔ وہابیوں، نیچریوں، قادیانیوں وغیرہم گمراہوں، مرتدوں کا زور گھٹا یا نہیں؟ اس کے جواب میں یہ صلح کلّی حضرات تو یہی کہیں گے کہ ہرگز نہیں گھٹا لیکن اس کی سچی کیفیت کسی انصاف شِعار واقف کار سے پوچھنا چاہیے کہ عبدالوہاب نجدی کی ذریت پر جو سختی کی گئی ہے اس کا کیا اثر ہوا اگر وہ سختی نہ کی جاتی تو کیا اثر ہوتا۔

اگر ترکی سُلطانِ سلیم ثالث اور محمد علی پاشا خدیو مصر رحمۃ اللہ علیہما کی طرح تمام موجودہ اسلامی سلطنتیں بھی مل کر نجدیوں کی موجودہ حکومتِ خبیثہ پر سختی کرتیں تو کیا شیاطینِ نجدیہ کے ہاتھوں ماثرِ مُتبرکہ کی پامالی اور مزاراتِ مقدسہ کی بے حرمتی ہوتی۔ کیا حرمین طیبین طَهَّرَهُمَا اللهُ تَعَالٰی عَنْ رِجْسِ النَّجْدِيَّةِ اَهْلِ الشَّيْنِ میں وہابیت ونجدیت کی زبردست تبلیغ کا بے ایمان نجدیوں کو موقع ملتا۔ کیا حضرات علمائے کرام وساداتِ عظام مجاورین بیت اللہ الحرام و مدینۃ النّبی علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام یونہی کسمپرسی کے عالم میں شہید اور جلاوطن کیے جاسکتے۔

اور۔۔

جس وقت دہلی میں اسمٰعیل دہلوی نے طوفانِ بے تمیزی پھیلایا اگر اُس وقت اس پر کامل سختی نہ کی جاتی تو کیا ایک عالم گمراہی سے محفوظ رہ سکتا۔ اِسی سختی کا ایک نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ اُس کو دہلی چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ علیٰ ہٰذا القیاس۔

اس کے بعد جس بدمذہب نے سر اُٹھایا اگر اس پر سختی نہ کی جاتی تو کیا مذہب اہلِ سنّت کو صریح نقصان نہ پہنچتا۔ اگر سرگروہِ غیر مقلّدین نذیر حسین دہلوی پر مکّہ معظّمہ میں سختی نہ کی جاتی، قید نہ کیے جاتے تو کیا اس وقت وہاں کے پوشیدہ غیر مقلّدین جو ہندوستان سے وہاں جا کر بس گئے تھے مکّہ معظّمہ چھوڑ سکتے تھے۔ کیا اگر غیر مقلّدوں پر سختی کے ساتھ رَدْ نہ کیا جاتا تو عوامِ اہلِ اسلام حدیث وقرآن کے نام سے سخت دھوکے میں نہ پڑ جاتے۔ کیا اگر نیا چرہ کے رَدْ میں سختی نہ کی جاتی، رسالہ ''نور الافاق'' ورسالہ ''امداد الآفاق'' ورسالہ ''تائید الاسلام'' وغیرہا کتب وتحریرات کی، مرتد اکفر پیرِ نیچر کے رسالہ ''تہذیب الاخلاق'' کے رَد میں اشاعت نہ کی جاتی تو ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد کا یہ قدیم سچّا دینِ اسلام ہندوستان میں باقی رہ جاتا۔ کیا اگر قادیانیوں کے رَد میں سختی نہ کی جاتی تو ہندوستان کے کلمہ گویوں کی اکثریت دجّالِ قادیانی کی جھوٹی نبوت کا کلمہ پڑھتی نظر نہ آتی۔

صلح کلّیوں کے نزدیک اگر یہ باتیں پُرانی ہوچکی ہیں تو ذرا حضور پُرنور آقائے نعمت دریائے رحمت امامِ اہلِ سنّت مجدّدِ اعظم فاضل بریلوی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خان صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی سوانح مقدسہ کو بنظرِ انصاف دیکھیں کہ ایک طرف شش امثالیوں اور ہفت خواتم والوں کا شدید فتنہ اٹھتا ہے۔ دوسری سمت تفضیلیوں، چمر توحیدیوں کا فسادِ عظیم پھیلتا ہے۔ ایک جانب دیوبندیت ووہابیت کے طوفان اُٹھتے ہیں۔ دوسری جانب ندویت ونیچریت کے سیلاب آتے ہیں۔ ایک سمت سے قادیانیت وچکڑالویت کی کفری گھٹائیں چھاتی ہیں۔ دوسری طرف اِرتداد کی آندھیاں زور شور سے آتی ہیں۔ فتنوں کی اندھیریاں گھیر لیتی ہیں۔ بدمذہبوں، بے دینوں کی تاریکیاں

مُحیط ہو جاتی ہیں۔ پھر جلالِ الٰہی کے مظہر، جمالِ مصطفوی کے آئینے، سرکارِ غوثیت کے نائب، امامِ اعظم کے وارث حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کیا کیا؟ خدا و رسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم پر بھروسہ کرکے، یَارَسُوْلَ اللہ کہہ کر لسانی و بیانی جہاد کے اس ہوشرُبا معرکے میں وہ شیرِ خدا کا شیرِ دلیر کود پڑا اور اپنے نیزۂ کافر شکار کی قاہر مار سے اسلام وسنّیت کے دشمنوں کے دلوں میں غار کر دیئے۔ اُن کے قلب و جگر کے زخم وار سے پار کر دیئے کہ اُن کے حمایتیوں کو چارہ جوئی وارنہ رہے۔ ؎

یہ رضاؔ کے نیزے کی مار ہے کہ عَدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

اعدائے اسلام و دشمنانِ سنّیت نے ناپاک اخباروں، نجس رسالوں، گندی دو ورقیوں، گھنونی چو ورقیوں میں ملعون پروپیگنڈے بھی کیے، دُشنام بازیوں، فحاشیوں کے خبیث مظاہرے بھی کیے، مقاطعے بھی کیے، دھمکیاں بھی سُنائیں، گیدڑ بھبکیاں بھی دکھائیں، مگر دینِ اسلام کے اُس مجدّدِ اعظم نے مرعوب ہو کر، کسی لالچ میں آ کر معاذ اللہ اُن خُبثا سے دوستانہ، یارانہ، برادرانہ نہ مَنایا، اُن کی طرف محبّت ومؤدت کا ہاتھ نہ بڑھایا۔ بلکہ اسلام و سنّیت کے خورشیدِ درخشاں و بدرِ تاباں کے عالم افروز چہروں سے ظُلمت وکفر وضلالت کے بادل ہٹا دیئے۔ دنیائے اسلام کو خدا اور رسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کی سچّی عزّت وعظمت، سچّی اُلفت ومحبّت کے جلوے دکھا دیئے۔ ہر گمراہ بد مذہب، ہر مُرتد و بے دین کی ضلالات و خباثات کے پرخچے اُڑا دیئے۔ ہر باطل پرست کے جھوٹے دمدمے مٹا دیئے۔ مسلمانانِ اہلِ سنّت کو الحب فی اللہ وَالبغض فی اللہ کی شرابِ طہور کے چھلکتے ساغر پلا دیئے۔ لاکھوں مسلمانوں کو صلح کلّیت کے جہنّم سے بچا کر اسلام وسنّیت کی صراطِ مستقیم پر اُن کے قدم جما دیئے۔ للہ انصاف! اگر حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اِن بدمذہبوں بے دینوں کے رَد میں قرآنِ عظیم وحدیث شریف کی بتائی ہوئی شدّت پر عمل نہ فرماتے تو آج کیا ہندوستان میں اُس ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم سچّے دینِ اسلام و مذہبِ اہلِ

سنّت کے پتے نشان نظر آتے؟ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

غرض وہابیہ نیاچرہ قادیانیہ وغیرہم مبتدعین ومرتدین کا زور اِس رَدّ وطرد وشدّت و غلظت کے سبب ضرور گھٹا۔مگر بدمذہبوں کے وجود سے دنیا کو پاک کر دینا یہ اہلِ سنّت کی کوشش کا نتیجہ نہیں اور نہ وہ ایسا خیال کرسکتے ہیں۔اوراگر اِس گئے گُذرے زمانے میں بھی سُنّی کہلانے والے جملہ واعظین تمام علماء جمیع مشائخ خدا اور رسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم پر بھروسہ کرکے اپنے اپنے مقامات پر اس صلح کلّیت سے بیزار ہوکر شریعتِ مطہرہ کی بتائی ہوئی اصلِ اصیل اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ پر اپنی طاقت و استطاعت بھر عامل ہو جائیں تو خدا اور رسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کے فضل وکرم سے ابھی کایا پلٹ سکتی ہے بدمذہبی بے دینی کی طاقت گھٹ سکتی ہے۔لیکن یہ توحکمِ تشریعی ہے،جس کی اشاعت ہم پر بقدرِ قُدرت وبشرطِ استطاعت فرض ہے۔اور ہوگا وہی جو اُس کا حکمِ تکوینی ہے۔وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا○

۱۴:۔اِس دریدہ دہنی کے جواب میں مثنوی شریف کے چند اشعار لکھنا مناسب معلوم ہوتے ہیں۔حضرت مولانا جلال الملۃ والدّین رُومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

جُملہ عالم زیں سبب گُمراہ شُد — کم کسے زبدالِ حق آگاہ شُد
اشقیا را دیدۂ بینا نبود — نیک و بد در دیدِ شاں یکساں نمود
ہمسری با انبیاء برداشتند — اولیاء را ہمچو خود پنداشتند

یعنی تمام جہاں میں گمراہی اسی وجہ سے پھیلی کہ اللہ والوں سے لوگ بہت کم واقف ہوئے۔بدبختوں کو دیکھنے والی آنکھ حاصل نہ تھی اچھا اور بُرا اُن کی نظر میں ایک سا دِکھائی دیتا تھا۔انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ساتھ ہمسری کا انھوں نے دعویٰ کیا اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنا سا سمجھا۔

اے صلح کلّی مُلّاؤ! کیا تمہارے نزدیک حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم ایسا ہی برتاؤ کرتے تھے جیسا تم کرتے ہو۔اور اِسی کا اُمّتِ مرحومہ کو حکم دیا ہے اور اسی پر سلف کا

دار و مدار رہا ہے؟ افسوس کہ دنیوی آؤ بھگت اور دینی تعظیم میں تم کو فرق نہیں سُوجھتا اور پھر مداہنت کا قیاس مدارات پر اور اپنا حضور سرورِ کائنات علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتّسلیمات پر کرتے ہو۔ تم کو یہ نہیں سُجھائی دیتا کہ مدارات جائز ہے اور مداہنت جس میں صلح کلّیوں کو غلو ہے گناہ و ناجائز ہے۔

۱۵:۔ جن آیاتِ مبارکہ و احادیث کریمہ میں بدمذہبوں کے ساتھ میل جول کو منع فرمایا گیا ہے اُن سے فقط بدمذہبوں کی تادیب و ترہیب ہی مقصود نہیں بلکہ اُن کی ترہیب و تادیب کے ساتھ ساتھ اُن کی نحوستِ صحبت و شرِّ مجالست سے سُنّی مسلمانوں کی حفاظت بھی مقصود ہے۔ اور اس میں یہ حکمت بھی ہے کہ اِس برتاؤ سے دوسرے مسلمانوں پر بھی اُن گمراہوں کا حال کُھل جائے۔ تاکہ اور مسلمانوں کے قلوب بھی اُن سے متنفر ہو جائیں۔ دیکھو صحیح مسلم شریف کی حدیثِ مبارکہ میں آیا ہے: اِيَّاكُمْ وَ اِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يُفْتِنُوْنَكُمْ۔
کیسی تصریح ہے کہ اس لیے بدمذہبوں سے دور رہو، اس لیے اُن سے بچو کہ اگر اُن سے گھال میل کروگے تو وہ تم کو گمراہ کرلیں گے، فتنے میں ڈال دیں گے۔ خود مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت دیکھیے۔

مُجَالِسَةُ الْاَغْيَارِ تَجُرُّ اِلٰى غَايَةِ الْبَوَارِ وَنِهَايَةِ الْخَسَارِ۔
یعنی غیروں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا آخری درجے کی ہلاکت اور انتہائی مرتبے کی بربادی تک کھینچ لے جاتا ہے۔

بڑا فائدہ مہاجرت کا یہ ہے کہ طبیعت مسارقت پر مجبول ہے، ایک دوسرے کا آئینہ ہے ایک کا عکس دوسرے پر پڑتا ہے۔ اس لیے ہمیشہ سے تمام عُقلا بُری صحبت سے بچتے رہے۔ کیا یہ صلح کلّی حضرات واعظین بھنگڑ خانے، چنڈو خانے، فاحشات کے چکلے وغیرہ وغیرہ مقامات میں جانا، بیٹھنا، رہنا سہنا، صحبتیں گرم کرنا، چکڑیاں جمانا پسند کرسکتے ہیں؟ پھر کیا مشرکین کے بُت خانوں، اہلِ ہنود کے صنم کدوں، پارسیوں کے آتش کدوں، عیسائیوں کے گرجوں، نصرانیوں کے مشنوں میں جا کر اُن سے اختلاط کرنا اِن کو پسند آسکتا ہے۔ اور جب

نہیں اور ہرگز نہیں تو فِسق فی العمل سے اتنا کیوں بچتے ہیں۔ کیا اس لیے کہ اِن لوگوں کو اِن صلح کلّی حضرات مُلّایان وواعظین کے اِس بچنے سے تادیب حاصل ہو؟ نہیں نہیں بلکہ صرف اسی لیے کہ کہیں اُن کا بُرا اثر نہ پڑ جائے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

مُسَارَقَةُ الطَّبَعِ مِمَّا نُشَاهِدُهُ مِنْ اَخْلَاقِ النَّاسِ وَاَعْمَالِهِمْ فَهُوَ دَاءٌ دَفِيْنٌ قَلَّمَا تَنَبَّهَ لَهُ الْعُقَلَاءُ فَضْلًا عَنِ الْغَافِلِيْنَ * فَلَا يُجَالِسُ الْاِنْسَانُ فَاسِقًا مُدَّةً مَعَ كَوْنِهٖ مُنْكِرًا عَلَيْهِ فِيْ بَاطِنِهٖ اَلَا وَلَوْ قَاسَ نَفْسَهٗ اِلٰى مَا قَبْلَ مُجَالَسَةٍ اَدْرَكَ فِيْهَا تَفْرِقَةً فِي النَّفْرَةِ عَنِ الْفَسَادِ وَاِذْ يَصِيْرُ الْفَسَادُ بِكَثْرَةِ الْمُشَاهَدَةِ هَنِيْئًا فَيَسْقُطُ وَقْعُهٗ فَاِذَا صَارَ مُسْتَصْغِرَ الطُّوْلِ الْمُشَاهَدَةِ اَوْ شَكٍّ اَنْ تَنْحَلَّ لَهُ الْقُوَّةُ الْوَازِعَةُ۔

یعنی طبیعتوں کا باہم ایک دوسری سے خفیہ طور پر اثر قبول کر لینا اُن باتوں میں سے ہے جس کا لوگوں کے اخلاق واعمال سے ہم مشاہدہ کر رہے ہیں یہ ایک چھپی ہوئی دفن شدہ بیماری ہے جس پر عقلمند لوگ بہت کم متنبہ ہوتے ہیں۔ پھر غافل تو غافل ہی ہیں۔ تو کوئی آدمی کسی فاسق کے ساتھ ایک مدّت تک اس کو اپنے دل میں بُرا سمجھتے ہوئے بھی نشست و برخاست نہیں کرے گا مگر وہ اگر اپنے قلب کا اُس فاسق کے ساتھ نشست وبرخاست کرنے سے قبل کی حالت سے مقابلہ کرے گا تو ضرور اس کے فسق کی طرف سے نفرت میں فرق پائے گا اور جب فسق بکثرت نظر آنے کے سبب طبیعت پر آسان ہوجائے گا تو اس کی گرانی جاتی رہے گی تو جب بہت زیادہ نظر آنے کے سبب وہ فسق ہلکا ہوجائے گا تو قریب ہے کہ گناہوں سے روکنے والی قوت اس فسق کے لیے کشادہ وآمادہ ہوجائے۔

۱۶:۔ یہ کچھ اسی زمانے کے ساتھ خاص نہیں، مختلف طبائع کا موجود ہونا ہر وقت میں ضرور ہے۔ حضورِ اقدس سرکارِ رسالت علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والتحیۃ کے زمانۂ اقدس میں بعض وہ بھی تھے کہ چہرۂ اقدس دیکھا اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمرۂ مقدسہ میں داخل ہوگئے، بعض کو ذرا دیر میں یہ دولت نصیب ہوئی۔ بعض طبائع میں محبّت زیادہ تھی بعض میں

کم۔ جن کی طبائع مال کی طرف راغب تھیں وہ مؤلفۃ القلوب تھے۔ پھر جب اسلام کی چمکتی روشنی نے اُن کے تاریک دلوں پر اپنا اثر جمایا، مخلصینِ کاملین سے ہوگئے۔ بعض دلوں میں عِنادو اِستکبار نے ایسا گھر کرلیا کہ نہ نکلنا تھا اور نہ نکلا۔ حضور رحمۃُ العٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ہزار نرمی کی مگر جتنی اِدھر سے نرمی اُس سے دُونی اُدھر سے گرمی۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیسی کیسی تکلیفیں سہیں مگر وہ سنگ دل موم نہ ہوئے۔ اِسی طرح ہر وقت میں اور بالخصوص اِس وقت میں مختلفۃ الطبائع اشخاص ہیں۔ بعض دلوں میں ابتداء بدمذہبی کا شُبہ ہوتا ہے تو وہ کیوں؟ یا تو بدمذہبوں کی مجالست ومخالطت ومحبّت کی وجہ سے۔ جس کی طرف یہ صلح کلّی حضرات دعوت دے رہے ہیں، یا بدمذہبوں کی مذہبی کتابوں کے دیکھنے کی وجہ سے۔ اور بے شک یہ وہی شخص ہے جس کی نسبت صاحبِ ''فتح الباری'' تحریر فرماتے ہیں:

عِظَتُهٗ بَالْحُسْنٰى مَهْمَا اَمْكَنَهٗ ذَالِكَ بِالرِّفْقِ لَا يَجُوْزُ لَهٗ اَنْ يَّفْعَلَهٗ بِالْعُنُفِ۔

یعنی ایسے شخص کو خوش اسلوبی کے ساتھ سمجھائیں جہاں تک نرمی سے اس کو سمجھا سکیں وہاں تک اس پر سختی کرنا جائز نہیں۔

لیکن وہ بدمذہب جو علمائے اہلِ سنّت کی تحقیقات کو نظرِ حقارت سے دیکھے، اپنی بدمذہبی کی دوسروں کو دعوت دے اُس پر ہزار طرح سے حق واضح کردیا جائے مگر وہ عوام کو گمراہ کرنے سے باز نہ آئے ایسے مرتبے کے بدمذہب سے نرمی کرنا کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ بلکہ ایسے بدمذہبوں کے ساتھ اگر نرمی کی جائے گی تو اُن کو بآسانی اپنی بدمذہبی کی تبلیغ کا موقع ملے گا۔ وہ خفیہ خفیہ اپنے کام میں کامیاب ہوتے رہیں گے۔ خَذَلَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ ایسے بدمذہبوں کو اگرچہ سختی فائدہ نہ دے مگر عوام اہلِ سنّت کے دین ومذہب کی بعونہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم حفاظت کرے گی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اِسی قسم کے بدمذہبوں کے متعلق تفسیرِ عزیزی سورۂ قلم صفحہ ۴۰ پر

فرماتے ہیں:

در حدیث شریف ست اِذَا لَقِیْتَ الْفَاجِرَ فَالْقِهٗ بِوَجْهٍ خَشِنٍ و در حقائق التنزیل مذکور ست کہ سہل بن عبداللہ تستری فرمودہ اند مَنْ صَحَّحَ اِیْمَانَهٗ وَاَخْلَصَ تَوْحِیْدَهٗ فَاِنَّهٗ لَا یَأْنَسُ اِلَی الْمُبْتَدِعِ وَلَا یُجَالِسُهٗ وَلَا یُؤَاکِلُهٗ وَلَا یُشَارِبُهٗ وَ یُظْهِرُ لَهٗ مِنْ نَفْسِهِ الْعَدَاوَةَ وَمَنْ دَاهَنَ بِمُبْتَدِعٍ سَلَبَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ تَحَبَّبَ اِلٰی مُبْتَدِعٍ نَزَعَ نُوْرَ الْاِیْمَانِ مِنْ قَلْبِهٖ۔

یعنی حدیث شریف میں ہے کہ جب تم کسی فاجر سے ملو تو تُرش روئی کے ساتھ ملو اور تفسیر حقائق التنزیل میں مذکور ہے کہ امام سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے اپنے ایمان کو درست اور اپنی توحید کو خالص کرلیا وہ بدمذہب سے مانوس نہ ہوگا، نہ وہ بدمذہب کے پاس بیٹھے گا۔ نہ اس کے ساتھ کھائے پیے گا اور اس کے لیے اپنی طرف سے دشمنی ظاہر کرے گا۔ اور جو شخص کسی بدمذہب کے ساتھ مداہنت (یعنی چاپلوسی و پالیسی) کرے گا اللہ عزّوجل اس سے ایمان کی حلاوت سلب کرلے گا اور جو شخص کسی بدمذہب کا دوست بنے گا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے قلب سے ایمان کا نور نکال دے گا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ''احیاء العلوم'' شریف میں فرماتے ہیں:

اَلدَّرَجَةُ الرَّابِعَةُ السَّبُّ وَالتَّعْنِیْفُ بِالْقَوْلِ الْغَلِیْظِ الْخَشِنِ وَذٰلِكَ یَعْدِلُ اِلَیْهِ عِنْدَ الْعِجْزِ عَنِ الْمَنْعِ بِاللُّطْفِ وَ ظُهُوْرِ مَبَادِئِ الْاِصْرَارِ وَالْاِسْتِهْزَاءِ بِالْوَعْظِ وَالنُّصْحِ وَذٰلِكَ مِثْلُ قَوْلِ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ وَلَسْنَا نَعْنِیْ بِالسَّبِّ الْفُحْشَ بِمَا فِیْهِ نِسْبَةٌ اِلَی الزِّنَا وَ مُقَدَّمَاتِهٖ بَلْ اَنْ یُّخَاطِبُهٗ بِمَا فِیْهِ مِمَّا لَا یُعَدُّ مِنْ جُمْلَةِ الْفُحْشِ کَقَوْلِهٖ یَا فَاسِقُ یَا اَحْمَقُ۔

یعنی تغییرِ منکر کا چوتھا درجہ بُرا کہنا اور سخت و دُرشت الفاظ سے شدّت کرنا ہے۔ اِس کی طرف اس وقت جانا چاہیے جب نرمی کے ساتھ سمجھانے کی قدرت نہ رہے اور ظاہر ہو کہ اب

یہ ہٹ کیا چاہتا ہے اور وعظ و نصیحت کے ساتھ تمسخر کرنے لگے گا جس طرح حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ الصّلاۃ والسّلام نے فرمایا کہ تُف ہے تم پر اور اُن پر جنہیں تم پوجتے ہو خدا کے سوا۔ اور بُرا کہنے سے ہماری مراد فحش نہیں ہے۔ جس میں زِنا اور اس کے مقدمات کی طرف نسبت ہو۔ بلکہ اُس سے اُس کی اُن برائیوں کے ساتھ خطاب کیا جائے جو اس میں واقعی ہیں اور فحش نہیں ہیں جیسے فاسق (بدکار) احمق (گدھا)۔

اب کیا یہ صلح کلّی حضراتِ واعظین کہہ سکیں گے کہ شاہ صاحب اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما دونوں معاذ اللہ گمراہی میں ڈالنے کی ترغیب دینے والے تھے۔

۱۷:۔ عام مصلحت اور عمومی فوائد کے لیے جملہ بدمذہبوں بے دینوں کے ساتھ مل کر کوشش کرنے کا حکمِ شرعی ردِّ ندوہ کی کتابِ مبارکہ و رسائلِ متبرکہ میں دلائلِ شرعیہ سے واضح کیا جا چکا اور خود اس فتوے میں بھی بقدرِ ضرورت بیان کردیا گیا کہ مسلمان کہلانے والے بدمذہبوں گمراہوں بے دینوں مُرتدوں کے ساتھ مجالست و مخالطت میں عوام مسلمین کے دین و مذہب کے لیے فتنہ تو نقدِ وقت ہے اور وہ عام مصالح قومیہ اور عمومی فوائدِ مُلکیہ معلوم نہیں کب حاصل ہوں۔ اور حاصل بھی ہوں تو کس قدر اور حاصل بھی ہوں یا نہ ہوں۔ پھر مسلمان کا یہ کام نہیں کہ اخروی فوائدِ ابدیہ و مصالح سرمدیہ کے بدلے میں چندروزہ زندگئ فانی کے نام نہاد فوائد و مصالح خریدے ایسے لوگوں کے حق میں اللہ عزّوجل فرماتا ہے:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ○

یعنی یہ لوگ ہیں وہ لوگ جنہوں نے آخرت کے بدلے میں دنیا کی زندگی مول لی تو نہ اُن پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ ان کی مدد کی جائے۔ (ترجمۂ رضویہ)

حضرت مولانا سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

مبادا دلِ آں فرومایہ شاد　　　　کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

یعنی اس کمینے کا دل کبھی خوش نہ ہو جو دنیا کے واسطے دین کو برباد کردے۔ اور یہ بھی ہم

نے ارخائے عنان کے طور پر کہا ہے۔ ورنہ قرآنِ عظیم پر ایمان رکھنے والا بالیقین جانتا ہے کہ مرتدوں بے دینوں کے ساتھ محبّت و مودّت کرنے والا کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اللہ عزّوجل فرماتا ہے:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللهُ عَلَيْهِم مَّا هُم مِّنكُمْ وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُونَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ○ أَعَدَّ اللهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ اِتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ○ لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللهِ شَيْئًا ؕ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ؕ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ ؕ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُونَ ○ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللهِ ؕ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ؕ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ○

[سورۃ المجادلۃ، آیت ۱۴ تا ۱۹]

یعنی (اے محبوب) کیا تم نے انھیں نہ دیکھا جو ایسوں کے دوست ہوئے جن پر اللہ کا غضب ہے وہ نہ تم میں سے نہ ان میں سے وہ دانستہ جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ بے شک وہ بہت ہی بُرے کام کرتے ہیں انھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنالیا تو اللہ کی راہ سے روکا تو ان کے لیے خواری کا عذاب ہے ان کے مال اور اُن کی اولاد اللہ کے سامنے انھیں کچھ کام نہ دیں گے وہ دوزخی ہیں اُنھیں اُس میں ہمیشہ رہنا جس دن اللہ اُن سب کو اُٹھائے گا تو اُس کے حضور بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے جیسے تمہارے سامنے کھاتے ہیں۔ اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے کچھ کیا۔ سُنتے ہو بے شک وہی جھوٹے ہیں۔ اُن پر شیطان غالب آگیا تو انھیں اللہ کی یاد بُھلا دی وہ شیطان کے گروہ ہیں سُنتا ہے بے شک شیطان ہی کا گروہ ہار میں ہے۔ (ترجمۂ رضویہ)

اِن آیاتِ مبارکہ میں اللہ عزّوجل نے صاف صاف ارشاد فرمایا کہ (۱) جن لوگوں پر

اللہ کا غضب ہے کفّار ہوں یا مشرکین زنادقہ ہوں یا مرتدین ان کے ساتھ دوستی اختیار کرنے والے منافق ہیں۔(۲) وہ اپنے ایماندار ہونے پر جو قسمیں کھاتے ہیں وہ جھوٹی ہیں۔(۳) اُن کا یہ فعل بہت بُرا ہے۔(۴) وہ قسمیں کھا کھا کر اپنے آپ کو ہمدردِ اسلام و خیر خواہِ مسلمین بتا کر مسلمانوں کو خدا اور رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں کی محبّت و دوستی کی طرف بُلاتے ہیں۔تو درحقیقت اُن کو اللہ عزّ وجل کی راہ سے روکتے ہیں۔(۵) جس دنیوی مال و دولت اور اولاد کی محبّت میں وہ خدا اور رسول جلّ جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہیں اُن کی یہ دولت یہ اولاد اُن کو خدا تبارک وتعالیٰ کے سامنے کچھ کام نہ آئے گی۔(۶) وہ دوزخی ہیں۔(۷) اُن کے لیے رُسوائی کا سخت عذاب ہے۔(۸) وہ اگر اپنے اس فعل کو حلال جانیں تو منافق ہیں۔(۹) اور ابدی نارِ جہنّم کے مُستحق۔(۱۰) اور اپنے ادّعائے ایمان میں جھوٹے۔(۱۱) اُن پر شیطان غالب ہے۔(۱۲) اُن کو شیطان نے خدا کی یاد بُھلا دی کہ اب اُن کو خدا اور رسول جلّ جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر اعتماد نہ رہا بلکہ اُن کا بھروسہ خدا اور رسول جلّ جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں پر رہ گیا۔(۱۳) وہ شیطان والے ہیں۔(۱۴) شیطان والے کبھی کامیاب نہ ہوں گے بلکہ ہمیشہ ہار ہی میں رہیں گے۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۔ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

یعنی (اے محبوب) تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں اُن سے جنھوں نے اللہ اور اُس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کُنبے والے ہوں۔(۱) یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا (۲)

اور اپنی طرف کی روح سے اُن کی مدد فرمائی (۳) اور انھیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں۔ اُن میں ہمیشہ رہیں۔ (۴) اللہ اُن سے راضی (۵) اور وہ اللہ سے راضی۔ (۶) یہ اللہ کی جماعت ہے۔ (۷) سُنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔ (ترجمۂ رضویہ)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے شیطان والوں کی صفت بھی بتادی۔ اور رحمٰن والوں کی تعریف بھی بیان فرمادی۔ ناکامی ونامرادی کی راہ بھی جتادی اور کامیابی و بامُرادی کی راہ بھی دکھا دی۔ اب جس کا جی چاہے شیطان والوں میں شامل ہو جو چاہے رحمٰن والوں کے گروہ میں داخل ہو، جو چاہے صلح کلّیوں کی بتائی ہوئی راہِ ناکامی پر چلے۔ جس کا جی چاہے اللہ تبارک و تعالیٰ کی تعلیم فرمائی ہوئی راہِ کامیابی پر استقامت اختیار کرے۔ وباللہ التوفیق۔

۱۸:۔ صلح حدیبیہ تو کُھلے ہوئے کفّار ومشرکین کے ساتھ ہوئی تھی جو اپنے آپ کو مسلمان بھی نہ کہتے تھے، کلمہ بھی نہیں پڑھتے تھے۔ اس سے استدلال کرنے والے یہ صلح کلّی حضراتِ واعظین اپنی محبت اپنے اتحاد کو صرف مسلمان کہلانے والے بدمذہبوں مرتدوں ہی کے ساتھ کیوں خاص رکھتے ہیں۔ اُن کے اس استدلال کی رو سے ان پر لازم کہ عیسائیوں کے پادریوں، ہندوؤں کے پنڈتوں، آریوں کے پرچارکوں کے ساتھ بھی صلح ومحبّت واتحاد کریں جس طرح کفری وِداد کی آندھی کے زمانے میں خلافت کمیٹی والے کر چکے ہیں اور اب بھی نام نہاد ''مجلسِ احرار'' اور وہابیہ کی ''جمعیۃ العلماء'' اِسی پر عامل ہے۔ پھر ذرا یہ حضراتِ واعظین صلح کلّیت یہ تو فرمائیں کہ کیا معاذ اللہ صلح حدیبیہ کرکے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُن کافروں مشرکوں کو اپنے یہاں بُلا کر اُن کو اپنی مجلس میں لیکچر دینے کی اجازت دیا کرتے تھے اور جو کچھ کفریات وضلالات وہ بکتے تھے ان کا رَدّ نہیں فرماتے تھے اور کیا ان کے کفر وشرک کا رَدّ کرنے سے باز آگئے تھے۔ کیا اُن کی تعظیم وتوقیر مسلمانوں کے دینی پیشواؤں کی سی کرتے تھے، کیا اُن میں سے کسی کو ''مہاتما'' (روحِ اعظم) یا امام الاحرار یا قائدِ ملّت کے خطابات دیا کرتے تھے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

پھر ہم حضرت مجدّ د الفِ ثانی قدس سرہٗ الرّبانی کا ارشاد پیش کر چکے کہ جو بدمذہب مسلمان کہلاتا ہوا اُس کی صحبت کا ضرر کھلے ہوئے کافر کی صحبت کے ضرر سے بڑھ کر ہے۔

۱۹:۔ منافقین جو اپنے کفر کو پوشیدہ رکھتے تھے اور تمام اعتقاداتِ اسلامیہ کا اقرار کرتے تھے اور حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وصحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے کسی عقیدۂ حقہ سے انکار نہیں کرتے تھے اور حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ظاہر پر عمل کرنے کا حکم تھا۔ اُس وقت منافقین سے بظاہر اعتقاداتِ اسلامیہ کے انکار اور اُن کے کفریات کا ثبوت نہیں ہوتا تھا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُن کے ساتھ بظاہر مسلمانوں کا سا معاملہ کرتے تھے جس کا اُن کو حکم تھا۔ اور آج کل کے یہ روافض و دیوبندیہ ونیچریہ وقادیانیہ وچکڑالویہ وغیرہم اپنے عقائدِ کفریہ کا اپنے زبان وقلم سے برابر اظہار کر رہے ہیں تو آج کل کے اِن کلمہ گو مرتدین کو اُن منافقین پر قیاس کرنا اِن صلح کلّی حضراتِ واعظین کی شدید فریب دہی ہے۔ دوسرے یہ کہ منافقین کے ساتھ یہ مُسامحت ونرمی منسوخ ہو چکی ہے۔ چنانچہ حضرت امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ شِفا شریف میں فرماتے ہیں:

حَکٰی مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمَۃَ فِی الْمَبْسُوْطِ عَنْ زَیْدِ نِ ابْنِ اَسْلَمَ اَنَّ قَوْلَہٗ تَعَالٰی یَاۤاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ نَسَخَتْ مَا کَانَ قَبْلَھَا۔

یعنی محمد بن مسلمہ نے مبسوط میں زید بن اسلم سے جو مدینہ طیبہ کے فقہاے تابعین سے ہیں روایت کی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اِس فرمان نے کہ اے غیب کی خبریں دینے والے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد کرو اور اُن پر سختی کرو ان مسالمتوں مسامحتوں کو منسوخ فرمادیا ہے جو اِس حکم سے پیشتر تھیں۔

تو اِن صلح کلّی واعظوں کا امرِ منسوخ سے استدلال کر کے بدمذہبوں مرتدوں کے ساتھ محبّت ودوستی اختیار کرنے کو جائز بتانا ایسا ہی ہے کہ کوئی بے دین انھیں سے سیکھ کر قمار بازی و

شراب خواری کو جو پہلے جائز تھیں پھر اُن کا جواز منسوخ فرما دیا گیا اختیار کر لے۔ وَالْعَیَاذُ بِاللہِ تَعَالٰی۔

**۲۰:۔** حضرات علماے اہلِ سنّت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کا بدمذہبوں بے دینوں کے رَد میں تصنیفیں فرمانا درحقیقت مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنا ہے۔ تغییرِ منکر کے تین طریقے سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنے غلاموں کو تعلیم فرمائے۔ پہلا درجہ یہ کہ اگر قدرت و استطاعت ہو تو ہاتھ سے خلافِ شریعتِ مطہرہ امر کو مٹائے۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ اگر ہاتھ سے مٹانے کی قدرت نہ ہو تو زبان سے اُس کو مٹانے کی کوشش کرے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ اگر زبان سے بھی اس کو مٹانے کی کوشش کرنے کی قدرت نہ رہے تو اُن مخالفینِ شریعت سے حتی الامکان قطعاً علٰیحدہ ہو کر دل سے اُن کے خلافِ شریعت فعل کو بُرا جانے اور اس کے مِٹ جانے کی دعا و تمنّا کرے۔ قلم بھی ایک زبان ہی ہے۔ اِس حکمِ شرعی تغییرِ منکر پر ہر قرن ہر زمانے میں غلامانِ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وعلیہم اجمعین برابر اپنی اپنی طاقت و استطاعت کے مطابق عمل پیرا رہے۔ حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت سے روافض وخوارج وغیرہم بدمذہب فرقے پیدا ہونے شروع ہو گئے۔ پھر دو تین صدیوں میں صدہا مختلف فرقے پھیل گئے اور کیسا کچھ زور، شور ہو گیا۔ کیا جن صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمۂ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق منکراتِ شرعیہ کی تغییر بِالْیَدْ والسّنان والبیان والبنان والقلم واللّسان فرمائی وہ سب کے سب معاذ اللہ خوابِ غفلت میں پڑے ہوئے سو رہے تھے۔ اِن صلح کلّی واعظین کے رونے سے حضرات علمائے اہلِ سنّت اپنا فرضِ منصبی ہرگز نہ چھوڑیں گے۔ حضرات علمائے اہلِ سنّت خدائی فوجدار نہیں ہیں کہ دُرّے لگانا شروع کر دیں۔ اب تو اُن کا کام صرف زبان وقلم سے حسبِ استطاعت احقاقِ حق و ابطالِ باطل فرمانا ہے۔ اگر انصاف کیا جائے تو حضراتِ علمائے اہلِ سنّت کی یہی تصنیف و تالیف و وعظ و بیان ہی باعثِ ہدایت ہے کہ آج یہاں سلطنت اسلامی نہیں کہ تغییرِ منکر بالید والبنان والسنان کی جا سکے۔ بالجملہ

بدمذہبوں بے دینوں کا ردّ وقدح تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے سے ہے۔ ہاں اس وقت کسی فن میں تصنیف نہ ہوئی تھی۔ جب سے اسلام میں تصنیفِ کتب شروع ہوئی یہ رسالہ بازی بھی ہونے لگی۔ اگر یہ خوابِ غفلت میں پڑے سونا ہے تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آج تک سب اِسی میں مبتلا تھے۔ اب حضراتِ نیچریہ کے چھینٹے پڑنے پر نوخیز کمسِن صلح کلّیت چونکی اور آنکھیں ملتی اُٹھی تو سامنے وہی لال ٹوپیوں کی صورت نظر پڑی۔ لاجرم اُنھیں کی ہانک بولنے لگی مگر کیا خاک بولی اپنی حمایت اور سنّیت کی مخالفت میں تو یہ صلح کلّی واعظین ومصلحین برابر بازاروں اخباروں میں رسالہ بازی مضمون نگاری تو کرتے ہی رہتے ہیں، پلیٹ فارموں اسٹیجوں پر حضراتِ علمائے اہلِ سنّت کی توہین وتحقیر میں پیہم لیکچرز اور اسپیچیں دیتے ہی رہتے ہیں۔ تو مطلب یہی ہے کہ اللہ ورسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم واسلام وقرآن کی پاک مبارک شانوں میں توہین وتکذیب وتمسخر کے کلمات بکنا صحابۂ کرام واہلِ بیتِ عظام رضی عنہم اللہ العزیز العلام کو گالیاں دینا اِن صلح کلّیوں کے نزدیک معمولی فرعی ہلکی آسان باتیں ہیں۔ اِن کے رَد میں رسالہ بازی حرام ہے اور اللہ ورسول جلّ جلالہٗ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی توہین وتکذیب کرنے والے رافضیوں، دیوبندیوں، نیچریوں، قادیانیوں، بابیوں، بہائیوں، نجدیوں، چکڑالویوں، آغاخانیوں، احراریوں، لیگیوں، خاکساریوں، جٹا دھاریوں، صلح کلّیوں کی شان میں بلکہ اُن کے عقائدِ کفریۂ خبیثہ کے رَد میں آدھا حرف کہنا صلح کلّی دھرم پر منافئ ایمان ہے۔ لہٰذا اِن مُرتدین و زنادقہ کی حمایت میں رسالہ بازی، لیکچر بازی، آرٹیکل بازی، پروپیگنڈا بازی، اخبار بازی سب کچھ فرض بلکہ عینِ اسلام ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

۲۱:۔ ایسے موقع پر اس ہٹ دھرم عیسائی کا اشتہار پیش کرنے سے صاف کُھل گیا کہ یہ حضراتِ صلح کلّیہ اِس سوال سے قائل ہوکر ایسے مذہب کی تعلیم دینا چاہتے ہیں جیسا وہ عیسائی چاہتا ہے کہ جس کو سب اچھا سمجھیں اس لیے ضرور ہوا کہ اصول میں سب مذہب ایک قرار دے دیئے جائیں اور جو اصول ایسے ہیں کہ ایک فرقہ ان کو مانتا ہے اور دوسرا نہیں مانتا وہ

اصول ہی فضول اور غیر قطعی الثبوت مانے جائیں خواہ اہلِ سنّت کے ہوں یا کسی بد مذہب فرقے کے وہ اختلافات فرعی جزئی ہلکے معمولی نا قابلِ توجہ قرار دیئے جائیں۔صرف وہ اصل جس سے کسی کو انکار نہ ہو اصول میں باقی رہے۔ باقی سب ظنّی اور خیالی ڈھکوسلے ٹھہرا دیئے جائیں۔لہٰذا ٹھہر گئی کہ کلمہ پڑھ لینا اپنے آپ کو مسلمان کہلوانا گورنمنٹی مردم شماری میں اپنے آپ کو مسلمان لکھوانا بس یہی تین ایسے اصولِ ایمان ہیں جن پر سب فرقوں کا اتفاق ہے۔ باقی عقائد کسی مذہب کے ہوں سب بے اصل اور ایسے بے اصل کہ اُن میں رَدّ و کد کی بھی اصلاً ضرورت نہیں۔ ہر شخص اپنی سمجھ پر مکلّف ہے۔جس کا جو دل چاہے سمجھے جو دل چاہے کرے۔ اگر اِس پر کوئی سُنّی بھائی اعتراض کرے کہ یہ مذہب تو ایسا نکلا جسے ہر مذہب والا بُرا جانے گا اور اُس عیسائی کا مقصد پھر بھی حاصل نہ ہوا تو صلح کلّیوں کی طرف سے اُس کا جواب واضح ہے کہ اجی حضرت! آپ کچھ بھی نہ سمجھے یہی تو چاہا جاتا ہے کہ سب اِس ڈھنگ کے ہو جاؤ جس سے اپنے اپنے مذہب پر قائم رہنے کا نام بھی رہے اور پھر کسی مذہب کو بُرا بھی نہ جانو۔یہی فری میسن کی کوٹھی تو بنائی جارہی ہے۔ اس عیسائی کا یہ سوال سب سے پہلے سیّد عبداللہ آبادی کے نام سے اخبار ''نور افشاں'' پرچۂ ۳۱/اگست ۱۸۷۶ء میں شائع کیا گیا۔جس کا پیرِ نیچر سر سید احمد خاں بانی علی گڈھ کالج نے ''تہذیب الاخلاق'' جلد دوم صفحہ ۳۹۲ پر یہ جواب دیا:

''یہ مسئلہ اسلام کا نہیں ہے کہ مذہبِ اسلام میں تہتر فرقے ہیں اور ناجی ان میں سے ایک ہی ہے۔ یہ تو ایک موضوع روایت ہے جس کو اس زمانے کے لوگوں نے جبکہ مسلمانوں میں باہم مسائلِ فروعی میں اختلاف پڑا، اپنی تائید کے لیے بنائی ہے۔ اس روایت کا موضوع ہونا روایۃً و درایۃً محققین کے نزدیک ثابت ہے۔ سچّا مسئلہ اسلام کا صرف یہ ہے: مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَدَخَلَ الْجَنَّۃَ۔ محمد رسول اللہ اس کے ساتھ لازم وملزوم ہے پس اسلام اسی قدر ہے اور اسی کی تعلیم اور اِسی پر یقین نجات کے لیے کافی ہے عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَفَاتِیْحُ الْجَنَّۃِ شَھَادَۃُ

اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، رَوَاہُ اَحْمَدُ۔"

پیرِ نیچر نے اِس عبارتِ ملعونہ میں صاف صاف بک دیا کہ تہتر فرقوں میں سے ایک ہی ناجی اور بہتر فرقوں کے ناری ہونے کی حدیث معاذ اللہ جھوٹی اور گڑھی ہوئی ہے۔ حالانکہ اہلِ سنّت کے سوا جتنے فرقے ہیں بے شک سب گمراہ فاسق بدمذہب ناری ہیں۔ تمام اہلِ حق صحابۂ عظام وائمۂ کرام وعلمائے اعلام رضی عنہم اللہ الملک العلام سے آج تک اِسی عقیدے پر گذرے ہیں اور ہمارے آقا اللہ عزّوجل کے چُنے ہوئے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے متعدد مشہور حدیثوں میں صاف فرمادیا کہ

تَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّ سَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ۔

یعنی میری امّت تہتر فرقے ہوجائے گی وہ سب دوزخی ہیں سِوا ایک کے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

ابن ماجہ، حضرت انس اور امام احمد وطبرانی حضرت امیرِ معاویہ اور عبد بن حمید حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:

کُلُّھَا فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَۃً وَّھِیَ الْجَمَاعَۃُ۔

یعنی وہ سب فرقے جہنّمی ہیں سِوا ایک کے کہ وہ جماعت ہے۔

پھر پیرِ نیچر نے صاف صاف بک دیا کہ اسلام کا صرف ایک ہی مسئلہ سچّا ہے کہ جو شخص لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہہ لے وہ جنّتی ہے۔ یعنی صرف اِس ایک مسئلہ کے سِوا باقی تمام مسائلِ ضروریۂ دینیہ جو دینِ اسلام میں ہیں سب جھوٹے ہیں اور صرف اِسی کلمۂ طیّبہ کو پڑھ لینے کا نام اسلام ہے اور جو شخص تمام ضروریاتِ دینِ اسلام کا منکر ہو بس زبان سے صرف کلمہ پڑھتا ہو وہ جنّتی اور ناجی ہے۔

مُسلمانو! پیرِ نیچر کی بے ایمانی دیکھو۔ حدیث شریف میں تو یہ ارشاد ہوا:

مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰی ذٰالِكَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔

یعنی کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے پھر اسی پر مرے مگر یہ کہ وہ جنّت میں داخل ہوگا۔

اِس کے الفاظ میں تو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بھی تصریح نہیں بلکہ یہ بھی اِس میں صراحۃً مذکور نہیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ زبان سے پڑھ لینے کے ساتھ ساتھ دل سے اس کی تصدیق کرنا اُس پر یقین رکھنا بھی ضروری ہے۔ تو پیرِ نیچر کو اصولِ نیچریت کی بنا پر لازم تھا کہ صاف صاف کہہ دیتا کہ فقط زبان سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ لینے سے آدمی مسلمان اور جنّتی ہوجاتا ہے نہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر اُسے ایمان لانے کی ضرورت نہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر دل سے اعتقاد رکھنے کی حاجت۔ لیکن پیرِ نیچر اگر اپنے نیچری دھرم کا اِس طرح کُھلّم کُھلّا پرچار کرتا تو اُسے ڈر تھا کہ عوام اہلِ اسلام یکلخت اس سے فرنٹ ہوجائیں گے اُنھیں کے خوف سے کلیجہ بانسوں اُچھل رہا تھا۔ لہٰذا اُس نے اِس ملعون نیچری دھرم پر پردہ ڈالنے کے لیے اتنا بڑھا دیا کہ ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ اُس کے ساتھ لازم وملزوم ہے۔'' اب کون اِس پیرِ نیچر سے پوچھے کہ کیوں لازم وملزوم ہے۔ اِس لازمیت وملزومیت پر کیا دلیل ہے۔ اِسی طرح اُس نے مسلمانوں کے ڈر سے لفظ ''یقین'' کا بھی اضافہ کر دیا۔ اب کون اس مُرتدِ اکفر سے کہے کہ حدیث میں تو ''قَالَ'' ہے تو نے اِس کا ترجمہ ''یقین رکھے'' کیسے گڑھ لیا۔ تیرے دھرم پر تو صرف زبان سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ لینے ہی کا نام اسلام ہونا حدیث کے الفاظ کا مقتضیٰ ہے اگرچہ دل سے اِس کلمۂ توحید کو معاذ اللہ جھوٹا ہی سمجھے۔ پھر تو نے کلمۂ رسالت ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ'' کو کلمۂ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے لیے لازم وملزوم بتا کر اور زبانی کلمہ گوئی کے بدلے اُس پر یقین رکھنے کو مدارِ نجات واسلام ٹھہرا کر دائرۂ اسلام کو کیوں تنگ کرالیا۔ پیرِ نیچر تو اپنے مقر کو پہنچا اُس کی طرف سے اُس کا کوئی چیلا بھی قیامت تک اُس کا جواب نہیں دے سکتا۔

لیکن اصل بات یہ ہے کہ حدیث شریف کا مطلب امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بیان فرمایا کہ:

مَعْنَاهُ مَنْ قَالَ الْكَلِمَةَ وَاَدّٰى حَقَّهَا وَ فَرِيْضَتَهَا ۔

یعنی کلمۂ توحید پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ کلمے کا حق ادا کرے اور کلمہ پڑھنے سے انسان پر جو فرائض عائد ہوتے ہیں اُن کو بجالائے۔

اور تمام محدثین کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک حدیث شریف کی یہی مراد حق وصحیح ہے تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنے کا مطلب تمام مسائلِ ضروریۂ دینیہ پر ایمان لانا ہوا۔ اور کلمۂ توحید لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ فقط کلمۂ رسالت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه ہی پر ایمان لانا لازم نہیں بلکہ دینِ اسلام کے ہر ایک مسئلۂ ضروریہ پر ایمان لانا ضروری و لازم ہے۔ اسی لیے اگرچہ احادیثِ کریمہ میں کہیں قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے، کہیں اُس کے ساتھ اَنَّ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه بھی ہے۔ کہیں مستیقنا بِهَا قَلْبُه کی قید مذکور ہے کہ اُس کے دل کو اس پر یقین بھی ہو۔ کہیں اس شہادت میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے عبداللہ و رسول اللہ وابنُ اَمَۃ اللہ وکلمۃ اللہ و روح اللہ ہونے اور جنّت و نار کے حق ہونے کو بھی شامل فرمایا گیا۔ کہیں حُبّ لِلّٰهِ وَ بُغْض لِلّٰهِ کو بھی لوازمِ ایمان میں داخل فرمایا گیا ہے۔ کہیں شہادت توحید و رسالت و اقامتِ صلوٰۃ و ایتائے زکاۃ و حج وصومِ رمضان پر اسلام کی بنا فرمائی گئی ہے۔ کہیں مسلمانوں کی سی نماز پڑھنے، مسلمانوں کے قبلے کی طرف نماز میں منہ کرنے، مسلمانوں کا ذبیحہ کھانے والے کو مسلمان فرمایا گیا ہے۔ مگر جب حدیثِ کریم کے معنی سمجھ میں آگئے کہ تمام مسائلِ ضروریۂ دینیہ کو دل سے سچّا ماننے کا نام ایمان ہے۔ اور زبان سے اس کا اقرار کرنا جبکہ اس کا موقع پائے شرط ہے تو ایمان والوں کے نزدیک اِن احادیثِ مبارکہ میں باہم کسی قسم کا بھی تعارض و تخالف نہیں، سب میں اسی کا بیان ہے۔ کسی میں اجمال ہے کسی میں تفصیل ہے۔ کسی میں علاماتِ ایمان کا بیان ہے، کسی میں لوازمِ ایمان کا تبیان ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ عزّوجل کے بھیجے ہوئے دین کی کسی ضروری بات پر ایمان نہ رکھنے والا اللہ عزّوجل کی معبودیت و وحدانیت پر ہرگز ایمان ہی نہیں رکھتا۔

اس مسئلے کی تفصیل جلیل حضور پُرنور آقائے نعمت دریائے رحمت امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ

حضرت عظیم البرکت مجدّدِ اعظم مولانا شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے رسالۂ مُبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی ''بَابُ الْعَقَائِدِ وَالْکَلَامِ'' میں، پھر فقیر قادری وگدائے کوئے رضوی غفرلہٗ القوی کی کتاب مسمّٰی بنام تاریخی ''رازِ سیرت کمیٹی'' (۱۳۵۸ھ) میں ملاحظہ ہو۔

اس مسئلے کے متعلق یہاں بھی ایک جملۂ مختصرہ لکھنا مناسب فاَقُوْلُ والتوفیق من اللہ العزیز الواھب بالبداہۃ ظاہر ہے کہ جس کے بھیجے ہوئے دین میں کوئی جھوٹی بات ہو وہ ہرگز سچّا نہیں کہ وہ لوگوں کو جھوٹی بات باور کرانا چاہتا ہے۔ اور دینِ اسلام میں جس قدر مسائلِ ضروریہ ہیں ان سب کا مسائلِ دینِ اسلام ہونا قطعی یقینی طور پر ثابت ہے کہ اُن سب مسائل کو ربُّ العزۃ جل جلالہٗ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے واسطے سے اپنے بندوں کے پاس بھیجا۔ تو جو شخص کسی مسئلۂ ضروریہ دینیہ کو جُھٹلاتا ہے وہ مقدس دینِ اسلام ہی کو جھوٹا بتاتا ہے اور دینِ اسلام کو جھوٹا بتانے والا خود حضرت ربّ العزّۃ جل جلالہٗ کو معاذ اللہ جھوٹا ٹھہراتا ہے۔ اور اللہ عزّ وجل کو جھوٹا ٹھہرانے والا یقیناً اُس کے معبودِ حق ہونے کو غلط و باطل مناتا ہے۔ تو صاف واضح طور پر روشن ہوا کہ کسی ایک مسئلۂ ضروریۂ دینیہ کو جُھٹلانے والا اللہ عزّ وجل کو سِرے سے معبودِ حق ہی نہیں مانتا۔ وَلِلّٰہِ الْحُجَّۃُ الْبَالِغَۃ۔

اسی طرح پیرِ نیچر نے مسلمانوں کو دھوکے دینے کے لیے یہ حدیث شریف پیش کی کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جنّت کی کنجیاں اس بات کی شہادت دینا ہے کہ اللہ کے سِوا کوئی معبود نہیں۔ مگر اسی مشکوٰۃ شریف کے اِسی باب میں بلکہ اِسی فصل میں اِس حدیث کی شرح ایک اور حدیث موجود تھی۔ اُس کو پیرِ نیچر ہضم کر گیا۔ کہ

عَنْ وَھَبِ بْنِ مَنْبَہٖ قِیْلَ لَہٗ اَلَیْسَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مَفَاتِیْحُ الْجَنَّۃِ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لَّیْسَ مِفْتَاحٌ اِلَّا وَلَہٗ اَسْنَانٌ فَاِنْ جِئْتَ بِمِفْتَاحٍ لَہٗ اَسْنَانٌ فُتِحَ لَکَ وَاِلَّا لَمْ یُفْتَحْ لَکَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

یعنی وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جو اجلّہ تابعین سے اور حضرت جابر بن عبداللہ وحضرت عبداللہ ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے شاگرد ہیں، مروی ہے کہ اُن سے پوچھا گیا کیا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ جنّت کی کنجی نہیں، فرمایا کیوں نہیں لیکن کوئی کنجی ایسی نہیں جس کے دندانے نہ ہوں۔ اگر تو ایسی کنجی لائے گا جس کے دندانے ہوں تو تیرے لیے دروازہ کُھل جائے گا اور اگر ایسی کنجی لائے گا جس کے دندانے نہ ہوں تو تیرے لیے دروازہ نہ کُھلے گا۔

اس حدیث شریف نے بتا دیا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ جنّت کی کنجی ضرور ہے مگر جس طرح کنجی کے لیے دندانے ضروری ہیں اسی طرح لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کی شہادت کے لیے تمام مسائلِ ضروریہٴ دینیہ کی تصدیق شرعاً لازم ہے۔ بہرحال احادیثِ کریمہ کے مطلقاً منکر پیرِ نیچر نے محض مکّاری وفریب کاری کی بنا پر دو حدیثوں کے ظاہری اجمال کو اپنے مدّعائے باطل کے مطابق دکھا کر اس سے استدلال کر کے جن حدیثوں میں اِس اجمال کی روشن تفصیل فرمائی گئی ہے اُن سے دَم چُرا کر جان بچا کر صرف زبانی کلمہ پڑھ لینے ہی کا نام اسلام ٹھہرا دیا اور تمام عقائدِ ضروریہٴ دینیہ کو یکسر اُڑا دیا۔

پھر پیرِ نیچر سے سیکھ کر ندوہٴ مخذولہ کے لائق وفائق واعظ ابراہیم آروی غیر مقلد نے اپنے ناپاک رسالہ ''اتفاق'' میں یہی سوال سراسر مکر وضلال پیش کیا اور اس پر اتنا اور اضافہ کیا کہ:

''سبحان اللہ ایک اسلام صحابہ وسلفِ صالحین کا اسلام تھا کہ ان میں نہ اختلافات تھے اور نہ وہاں یہ سوال پیدا ہوسکتا تھا نہ اس کے جواب میں دقّت تھی۔''

مگر یہ ندوے کا فریبِ صریح ومکرِ قبیح ہے۔ نیچریوں، ندویوں، صلح کلّیوں کی اوندھی سمجھ کے مطابق یہ سوال سراپا اہمال وہاں بھی ضرور پیدا ہوسکتا تھا۔ کیا حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم تعالیٰ وجہہ کے عہدِ مبارک میں خوارج نہ تھے، کیا اُن کے عہدِ مبارک میں شیعہٴ مخلصین یعنی اکابرِ اہلِ سنّت نہ تھے، کیا روافضِ تفضیلیہ نہ تھے، کیا اُن کے عہد میں روافضِ تبرائیہ نہ تھے، کیا اُن کے عہد میں روافضِ غالیہ نہ تھے؟ ضرور تھے۔ حضرت مولیٰ علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے سب کو ایک نظر نہ دیکھا۔ اُن سب کلمہ گویانِ اسلام سے برادرانہ یارانہ

دوستانہ ہرگز نہ منایا۔ شیعہ مخلصین (یعنی مقتدایانِ اہلِ سنّت و جماعت) کی مدح فرمائی اُن کو اہلِ حق ناجی فرمایا۔ باقی سب فرقوں کو گمراہ بتایا۔ کسی کو آگ میں جلایا، کسی کو تلوار سے جہنّم پہنچایا، کسی کو تعزیر کا مستحق ٹھہرایا۔ یہ حال تو زمانۂ خلافتِ راشدہ کا بِالاجمال بیان کیا گیا۔ اور بعد اس کے بقیہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تابعین و سلفِ صالحین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے زمانے میں قدریہ و مرجیہ و معتزلہ وغیرہم بھی پیدا ہو چکے تھے۔ یہ سراپا اہمال سوال جو باعثِ اضلالِ جہال ہے زیادہ تر پیدا ہو سکتا تھا کہ بہت اختلافات شائع ہو چکے تھے۔ ہاں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و سلفِ صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی برکت اور اُن کے امرِ بالمعروف و نہی عن المنکر کے سبب جواب آسان تھا۔ اور اب بھی اگر اُن کی پیروی کی جائے تو اُن کے اتباع میں وہی جواب باصواب کافی ووافی وشافی ہے۔ ہاں جس کو خدائے تعالیٰ گمراہ کرے اس کا کون ہادی ہے۔ پھر ندویوں سے سیکھ کر اب صلح کلّی واعظین یہی مہمل سوال سراپا اضلال عوامِ اہلِ اسلام کو سُنا سُنا کر اس کا وہی کفری جواب بتاتے ہیں جو آج لیگی لیڈران اُمّتِ لیگیہ کو سُناتے ہیں۔ چنانچہ ممبئی کے لیگی ہفتہ وار اخبار ''نوجوان'' کے شمارہ نمبر ۵، جلد ۲، مورخہ ۲۱ر جولائی ۱۹۳۹ء کے صفحہ ۵ پر اُس کے ایڈیٹر محمد امین آزاد جو لیگ کے ایک پُرجوش اور آزاد لیڈر ہیں۔ بکمالِ آزادی و بے قیدی فرماتے ہیں:

ہندوستان کے موجودہ ماحول کا اقتضا یہ ہے کہ ہم صرف مسلمان کی حیثیت سے زندہ رہیں۔ ایک خدا، ایک قرآن، ایک نبی کے ماننے والوں کی تعداد بڑھائیں۔ فروعات سے چشم پوشی کرتے ہوئے ہماری جدوجہد اور سرگرمیاں کو صرف ان باتوں کے معاملے میں ڈال دیں جو ہم بحیثیت شیعہ، سُنّی، لہابی وہابی نہیں بلکہ بحیثیت مسلمان قوم تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں۔ مسلم لیگ اور اس کے فوائد پر بحث کرتے ہوئے عوام الناس کو لیگ کی شمولیت کے لیے تیار کریں۔

اس عبارت میں لیگ کے آزاد لیڈر نے لیگیوں کے دلوں کے اندر کی کھول کر رکھ دی اور صاف صاف کہہ دیا کہ وہابی، رافضی وغیرہ جتنے فرقے مسلمان کہلاتے ہیں وہ سب کے سب مسلمان ہیں اور یہ کہ اِس وقت مولویوں کو یہی چاہیے کہ بس لیگ کا پروپیگنڈہ کریں اور

جن مسائل میں وہابی، نجدی، دیوبندی، رافضی، قادیانی، چکڑالوی، نیچری، خاکساری، احراری، جٹادھاری، آغاخانی، بابی اور بہائی لیگی اور صلح کلّی وغیرہ کسی مسلمان کہلانے والے فرقے کو اختلاف ہے اُن کو بیان نہ کریں۔ اس وقت اُن مسائل کو تسلیم کرنے کی، اُن پر ایمان لانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور ہندوستان میں ہم اِس وقت جس ماحول سے گذر رہے ہیں اُس کی وجہ سے ہم اس قسم کے کسی مسئلے پر ایمان لانے کے لیے ہرگز تیار بھی نہیں۔ سُنّی مسلمانوں کا اِن مسلمان کہلانے والے فرقوں سے جتنے مسائل میں اختلاف ہے وہ سب نہایت ہلکے معمولی فرعیات ہیں۔ اس وقت اُن تمام مسائل کی طرف سے آنکھیں بند کر کے مسلمانوں کو یکسر اُن کا انکار کر دینا چاہیے۔ ہر سُنّی مسلمان بنگاہِ انصاف وایمان دیکھ رہا ہے کہ کانگریس اگر کُھلّم کُھلّا مسلمانوں کو معاذ اللہ مٹانا چاہتی ہے تو نام نہاد مسلم لیگ اپنی اِن تصریحات کی بنا پر ہمدردئ اسلام وخیر خواہئ مسلمین کے پردے میں اسلام وایمان ومذہب کو فنا کرانا، مسلمانوں کو صرف نام کا مسلمان اور حقیقۃً ملحد و بے دین بنانا چاہتی ہے۔ **وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔**

مگر افسوس کہ اُس عیسائی کے اس سوال سراپا اہمال کا جو تحقیقی جواب تھا کہ جب اُس عیسائی پر دینِ اسلام کی حقانیت آشکارا ہو چکی ہے تو پھر اُس کو لازم ہے کہ وہ عقائد میں سُنّی اور اعمال میں مذاہبِ حقہ اربعۂ اہلِ سنّت حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی میں سے کسی ایک مذہب کا مقلّد ہو جائے۔ اس کو نجات حاصل ہو جائے گی۔ اور روافض ونیچریہ وغیر مقلدین وغیرہم بدمذہبوں، بے دینوں کو بُرا کہنے کی پرواہ نہ کرے کہ مذہبِ اہلِ سنّت کی حقیقت اور اُس کے مخالف کا بُطلان قرآنِ عظیم سے ثابت اور پھر یہ مطلب تحقیقاً اس کے ذہن نشین کرا دیا جاتا۔ یہ سچّا جوابِ مظہرِ صواب کاشفِ حجاب نہ تو پیرِ نیچر نے دیا نہ ندوے کے آروی صاحب نے، نہ کسی صلح کلّی واعظ نے، نہ کسی لیگی لیڈر نے۔ اسی طرح اس کا ایک الزامی جواب تھی تھا کہ اے عیسائی! جب تو دینِ حق اور مذہبِ حق بھی قبول کرنا چاہتا ہے اور پھر یہ بھی چاہتا ہے کہ اہلِ باطل بھی تجھے بُرا نہ کہیں اور باوجود اِس کے کہ دینِ اسلام کی حقیقت تجھ پر منکشف ہو چکی ہے

پھر بھی محض اختلافِ باطل کی وجہ سے اگرچہ وہ بے دلیل محض ہے قبولِ اسلام میں تجھ کو تامل ہوتا ہے۔تو ملّتِ عیسائیت پر بھی جبکہ اس کا بطلان بھی تجھ پر واضح ہو چکا ہے کیوں کر قائم رہنا چاہتا ہے اس میں بھی تو مذاہبِ مختلفہ ہیں۔تو اپنی اِس گڑھی ہوئی اصلِ باطل کی رو سے تو عیسائی بھی نہیں رہ سکتا۔ ہاں اگر تو لا مذہب نیچری دہری ہو جائے تو تجھ کو اختیار ہے اور اہلِ عقل کے پاس اس کا کوئی علاج نہیں نہ بحث کی ضرورت مگر پھر بھی جس قدر اہلِ مذاہب ہیں تیرے لا مذہب ہو جانے پر بھی سب کے سب تجھ کو بُرا ہی سمجھیں گے۔تو لا مذہب و بے دین ہو جانے کی صورت میں بھی تجھ کو تیری اِس تراشیدہ مصیبت سے نجات نہیں پھر مَفر کدھر۔ یہ الزامی جواب مُسکتِ اہلِ ارتیاب بھی نہ تو پیرِ نیچر نے دیا نہ ندوے کے لائق فائق واعظ آروی صاحب نے، نہ صلحِ کلّی واعظ نے، نہ کسی لیگی لیڈر نے۔ کیونکہ ان جوابوں سے ان کی مراد سراپا فساد حاصل نہ ہوتی تھی۔ مسلمان ہونے کے لیے تمام ضروریاتِ دین پر ایمان لانے کی شرط زائل نہ ہوتی تھی۔ لہٰذا ان سے نظر بچا کر نگاہ چُرا کر وہ کفری جواب گڑھا کہ صرف زبان سے کلمہ پڑھنے، اپنے آپ کو مسلمان کہنے ہی کا نام اسلام ہے۔ **وَالۡعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی**۔

نیچر یو، ندویو، لیگیو، صلح کلّیو! تم تو تبلیغِ اسلام کا جھوٹا بہانہ پیش کرتے ہو۔ حضرت امامِ ربّانی مجدّدِ الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کا نصب العین تو حقیقی و واقعی طور پر تبلیغِ اسلام ہی تھا۔ پھر بھی سارے کلمہ گو بدمذہبوں سے اتحاد ہرگز نہ منایا، اُن کو حق پر نہیں بتایا، ان پر ردّ وطرد سے سکوت نہ فرمایا۔ بلکہ اپنے مکتوبات جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۶۹ صفحہ ۸۶ پر صاف صاف یہ سنّیت افروز بدمذہبی سوز ارشاد سُنایا۔

**طَرِیۡقُ النَّجَاۃِ مُتَابَعَۃُ اَھۡلِ السُّنَّۃِ وَالۡجَمَاعَۃِ کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ سُبۡحٰنَہٗ فِی الۡاَقۡوَالِ وَالۡاَفۡعَالِ وَ فِی الۡاُصُوۡلِ وَفِی الۡفُرُوۡعِ فَاِنَّھُمُ الۡفِرۡقَۃُ النَّاجِیَۃُ وَمَا سِوَاھُمۡ مِنَ الۡفِرَقِ فَھُمۡ فِیۡ مَعۡرِضِ الزَّوَالِ وَمَشۡرِفِ الۡھِلَاکِ عَلِمَہٗ الۡیَوۡمَ اَحَدٌ اَوۡلَمۡ یَعۡلَمۡ اَمَّا فِی الۡغَدِ فَیَعۡلَمُہٗ کُلُّ اَحَدٍ وَّلَا یَنۡفَعُ اللّٰھُمَّ نَبِّھۡنَا قَبۡلَ اَنۡ یُّنَبِّھَنَا الۡمَوۡتُ۔**

یعنی نجاتِ آخرت حاصل کرنے کا طریقہ صرف یہی ہے کہ جملہ اقوال وافعال میں اور تمام اصول وفروع میں اہلِ سنّت و جماعت کثر ہم اللہ تعالیٰ ہی کی پیروی کی جائے۔ کیونکہ صرف ایک یہی گروہ نجات پانے والا ہے۔ اوران کے سوا تمام فرقے برباد اور ہلاک ہونے والے ہیں۔ اس مسئلے کا آج کوئی یقین کرے یا نہ کرے لیکن کل تو ہر شخص کو اِس کا یقین ہو جائے گا۔ اس وقت اس پر یقین کرنا کچھ مفید نہ ہوگا۔ اے اللہ تو ہم کو ہوشیار وخبردار کردے اِس سے پہلے کہ موت ہم کو خبردار و ہوشیار کرے۔ آمین۔

۲۲:۔ صلح کلّی واعظو! تُک بندی، شاعری، نامہ نگاری، ناول نویسی اور شئے ہے، اسلام و اہلِ اسلام سے متعلق کوئی سچّی رائے قائم کرنا دوسری چیز ہے ''ہر کسے را بہرِ کارے ساختند۔'' ''لکل فن رجال'' جب اِس باغ کی آپ کو ہوا ہی نہ لگی، آپ لوگ جانتے ہی نہیں کہ اُس کی دلکش بہار کا کیا عالم ہے۔ پھر اِس مُفت کی کائیں کائیں سے کیا حاصل! صلح کلّیو! جب بات چھیڑی ہے تو اصل داستان بھی سُن لو۔

مدعیانِ اسلام کی نااتفاقی مسلمان کہلانے والوں کی اسلام کو ضرر رسانی تو کوئی غیر متوقع خیال ٹھہرا ہی نہیں سکتا۔ حضور مخبرِ صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خبر تھی، بھلا کیوں کر معاذ اللہ جھوٹ ہو سکتی تھی۔ جو فرمایا وہی ہوا اور ہوتا ہے اور ہوگا۔ جس کا واقع نہ ہونا محالاتِ شرعیہ میں سے ہے۔ ہاں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ارشاد واجبُ الانقیاد ہے:

**اِذَا ظَهَرَتِ الْبِدَعُ (اَوْ قَالَ الْفِتَنُ) وَسَبَّ اَصْحَابِیْ فَلْيُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَهٗ وَمَنْ لَّمْ يَظْهَرْ عِلْمَهٗ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا۔**

یعنی جب بدمذہبیاں ظاہر ہوں اور فتنے پھیلیں اور میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بُرا کہا جائے تو عالم پر فرض ہے کہ اپنا علم ظاہر کرے اور جو عالم اپنا علم ظاہر نہ کرے اس پر اللہ کی اور تمام فرشتوں اور سب آدمیوں کی لعنت اللہ اس کا فرض قبول فرمائے نہ نفل۔

اور فرمانِ واجبُ الاذعان ہے کہ:

اَلسَّاکِتُ عَنِ الْحَقِّ شَیْطَانٌ اَخْرَسُ۔

یعنی حق گوئی سے بلا وجہ شرعی خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہے۔

اس بنا پر ائمہ دین اولی الامر نے بزورِ سیف وسنان اور دوسرے علمائے اسلام نے بذریعۂ لسان و بیان احقاقِ حق و ابطالِ باطل میں ہمیشہ بلیغ کوشش فرمائی۔ اِن حضرات میں بہت سے ایسے تھے کہ فتح یابی وغلبہ ان کو نصیب ہوا۔ اور بہت ان میں شہادت فی سبیل اللہ سے کامیاب ہوئے۔ یہ ہمارا محض دعویٰ ہی نہیں جس کی دلیل ہمارے پاس نہ ہو۔ دیکھیے کہ حضرت افضل العارفین والواصلین امیر المومنین سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے عہدِ خلافت میں ایک فرقہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا تھا۔ کلمے کا قائل تھا، صرف انکارِ بقائے فرضیتِ زکاۃ کی بنا پر، اور دوسرا فرقہ جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا تھا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر بھی ایمان رکھنے کا مدعی تھا، صرف انکارِ ختمِ نبوت کی بنا پر مرتد و کافر ٹھہرا کر قتل کیا گیا۔ اسی طرح حضرت خاتم الخلفاء امیر المومنین سیّدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کے زمانۂ خلافت میں خوارج پیدا ہوئے۔ حضرت مولیٰ علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے حضور سرکارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیش گوئی وارشادِ مبارک کے مطابق اُن کو گمراہ و بدمذہب جان کر قتل فرمایا۔ اُن کے نمازی اور کلمہ گو ہونے پر اُن کو شُترِ بے مُہار بنا کر نہ چھوڑ دیا، بلکہ نوبت بایں جا رسید کہ حضور مُخبرِ صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خبر کے مطابق اُنھیں اشرارِ نابکار کے ہاتھ سے شہادت پائی۔ تو یہ امر ہرگز قوتِ اسلامیہ کے زوال کا سبب اور مسلمانوں کی تباہی کا باعث نہ ہوا۔ البتہ جس بُری گھڑی سے حُکّامِ مسلمین واہلِ علم نے گمراہ فرقوں کے مکائد ومفاسد دفع کرنے میں وہن وسُستی اور اُن کی مُجالست ومخالطت اُن پر اعتماد سے اجتناب کرنے میں کوتاہی اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں سہل انکاری اختیار کی، اہلِ اسلام کو تباہی و بربادی نے گھیر لیا مگر پھر بھی یہ بات غنیمت تھی کہ علمائے اہلِ سنّت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم تمام گمراہ و بدمذہب فرقوں کی گمراہی کا اعلان اور ان کے مفاسد ومکائد

کے دفع کرنے میں حتی الامکان کوشش کیے چلے جاتے تھے۔ اب نیچریوں، ندویوں، لیگیوں، صلح کلّیوں کے سر میں یہ خیال سمایا کہ احقاقِ حق وابطالِ باطل اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہی مسلمانوں کی تباہی وبربادی کا باعث ہے۔ وَالْعَیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔

۲۳:۔ صلح کلّی واعظو! خوب یقین کرلو کہ اسلامی دنیا پر نیچریت، ندویت، لیگیت وصلح کلّیت کی یہ نحوست ہرگز اپنا اثر پیدا نہیں کرسکتی۔ البتہ نیچری اسلام والے ضرور اس کو اپنے حق میں بابرکت سمجھ کر نیچری دنیا میں پھیلائیں گے۔ نہایت خوشی کے ساتھ اس کا خیر مقدم اُس کی مہمانی کریں گے۔ صلح کلّیو! ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ ہم ساری دنیا سے کُل باطل بدمذہبوں کا نام و نشان مٹا سکتے ہیں یا ساری دنیا کو اپنا ہم خیال سُنّی مقلّدِ سلف بنالیں گے۔ یا خاص نیچریوں، ندویوں، صلح کلّیوں کی کائنات کو دنیا سے ناپید کردینا ہمارے بس کی بات ہے۔ یہ خیال تو کسی وقت میں کسی نے بھی نہیں کیا۔ آیاتِ بیّنہ ومعجزاتِ جلیلہ دیکھنے پر بھی کل کفار مسلمان نہ ہوئے۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ودیگر ائمۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کوشش کا یہ نتیجہ مرتب نہیں ہوا کہ روافض وخوارج کا وجود دنیا کے پردے پر نہ رہا ہوتا۔ کس قدر تہدید نہ کی گئی، کون سی ذلّت نہ دی گئی، کس کس طرح نہ سمجھایا، ڈرایا، دھمکایا، تعزیر دی، جلایا، قتل

فرمایا۔ مگر روافض و خوارج آج تک موجود ہیں۔ [1]

بات یہی ہے کہ ہمارا کام احکامِ شرعیہ کی تعمیل ہے۔ اس کے احکامِ تکوینیہ کی مخفی حکمتوں میں چون و چرا کرنے کے ہم مجاز نہیں۔ یہ حضرات صرف اِس پر محکوم تھے کہ امرِ حق کا اظہار اور باطل کا ردّ و انکار کیے جائیں۔ قدرت و استطاعت ہوتے ہوئے چھوڑ بیٹھنے، چُپ ہو جانے کی اجازت نہیں۔ اور مرنے کو تو کون نہیں مرا اور کون نہ مرے گا۔ یہ دن تو سب کے لیے مقرر ہے۔ حیّ و قیوم جلّ جلالہٗ ہم کو بھی اپنے حبیب حیّ و قیّوم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سچّی غلامی پر خاتمہ عطا فرمائے۔ اور اِسی پر ہمارا حشر فرمائے۔ آمین۔ مگر مذہبِ اہلِ سنّت کے مددگار اور اس کی تائید فرمانے والے جب تک اس کا وعدہ ہے ان شاء اللہ تعالیٰ ہر وقت میں احیائے دینِ متین بعونِ اللہ الملک الحق المبین کرتے ہی رہیں گے۔

---

[1] خود لکھنؤ میں خارجیت کی تبلیغ کا ٹھیکیدار، ناصبیت کا منادی، وہابیت کا مبلّغ دیوبندیت کا پرچارک ناپاک اخبار ''النجم'' کا ایڈیٹر مرتد عبدالشکور کاکوروی موجود ہے۔ جو ردِّ روافض کے پردے میں حضرات اہلِ بیتِ طہارت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تبرّے اور گالیاں سُناتا ہے، سنّیت کی آڑ میں وہابیت و دیوبندیت پھیلاتا ہے۔ ''مدحِ صحابہ'' کے خوشنما حلوے میں توہینِ اہلِ بیت کا زہر ملاتا ہے۔ ''محبت صحابہ'' کے خوش ذائقہ شربت میں دشمنیٔ اہلِ بیت کا سمِّ قاتل ملا کر اپنے دام اُفتادہ جاہلوں بے وقوفوں کو پلاتا ہے۔ مدحِ رسولِ کریم علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والتسلیم یعنی مجلسِ میلادِ اقدس کو تو حرام و بدعت سیئہ و ضلالت بتاتا ہے۔ تداعی و تعیین و اہتمام و التزام و زینت وغیرہا امورِ جائزہ و مباحہ کو حرام ٹھہراتا ہے اور اسی ناپاک حیلے سے محفلِ میلاد شریف کو بھی حرام کراتا ہے۔ لیکن اپنے پیٹ کی خاطر اور وہابیت و خارجیت پھیلانے کے لیے نام نہاد ''جلوس مدحِ صحابہ'' کے ضروری و واجب ہونے پر زور لگواتا ہے۔ حالانکہ تداعی و تعیین، اہتمام و التزام و زینت یقیناً اس میں بھی موجود ہیں۔ تو خود اپنے ہی فتویٰ کی بنا پر لکھنؤ کے لوگوں سے برابر ہر سال کُھلّم کُھلّا یہ سب حرام کام کرواتا ہے، عوام کو اشتعال دلا کر جذبات کو بھڑکا کر پولیس سے لڑواتا ہے۔ اور خود بھس میں چنگاری ڈال کر الگ کھڑا تماشا دیکھتا نظر آتا ہے۔ اُسی کے اشتعال دلانے پر مجمع تو پولیس پر اینٹیں برساتا ہے اور پھر پولیس کی گولیاں کھاتا ہے اور خود مُرتد کاکوروی کبھی چک منڈی میں کبھی پاٹے نالے ہی میں اپنے آپ کو چُھپاتا ہے کبھی کلکتے یا شملے یا کاکوری کو بھاگ جاتا ہے اور اِس طرح اپنی جان بچاتا ہے۔ مسلمانو! ایسے دشمنانِ اسلام و مسلمین سے بچو۔ مرتد کاکوروی کی تبلیغِ خارجیت کے ناپاک کفری ملعون نتیجے انجمن تبلیغِ صداقت بمبئی کے شائع کردہ رسالہ ''دیوبند و وہابیہ کی خارجیت'' (۱۳۶۰ھ) میں اور اس کی غیر مقلّدیت کے کرشمے حضرت مولانا مولوی حکیم سیّد محمد مہدی صاحب ساکن کالپی شریف دامت برکاتہم کے رسالۂ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی ''اَجلیٰ نجوم رجم برایڈیٹر النجم'' (۱۳۳۷ھ) میں ملاحظہ ہوں۔

۲۴:۔ اتحاد سے اگر مقصود ہے کہ اگر حقیقۃً دل سے سب حق و باطل فرقوں کے ساتھ محبّت فرض ہے اور بغض حرام و موجبِ خللِ اسلام ہے جیسا کہ نیچریوں اور عام ندویوں اور صلح کلّیوں کا مذہب ہے تو یہ محض عناد و شقاق ہے۔ اور وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا○ (سورۃ النساء، آیت ۱۱۵) کا مصداق ہے۔ اور اگر وہ مقصود ہے جو لیگیوں، صلح کلّیوں کے بعض طرفدار تاویلاً مراد لیتے ہیں یعنی رافضیوں، نیچریوں، غیر مقلدوں، دیوبندیوں وغیرہم گمراہوں مرتدوں کے ساتھ بظاہر تو اظہارِ محبّت کرنا زبان سے اُن کو گمراہ بے دین نہ کہنا اُن پر ردّ و انکار نہ کرنا، اُن سے ملے جُلے رہنا، شیر و شکر رہنا، مگر دل میں ان کو خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دشمن اور گمراہ جان کر بغض رکھنا تو ایسا اتحاد و اتفاق ہرگز دینی برکتیں تو درکنار دنیوی برکتوں کا بھی مفید و منتج نہیں ہوسکتا کہ اہلِ سنّت کے نزدیک ایسا اتحاد و اتفاق داخلِ شقاق و نفاق ہے۔

۲۵:۔ صلح کلّی واعظو! یہی تو نیچریوں کی تقلید میں آپ حضرات کا منتہائے ہمّت و مبلغ علم ہے، دنیا کی ٹیم ٹام ظاہری دھوم دھام پر مٹے پھرتے ہو۔ اسی کو مسلمانوں کی ترقی، اسلام کی برکت، اسلام کی بہبود جانتے ہو۔ اِسی میں کافروں کی پیشی وبیشی دیکھ کر ہائے تنزل وائے تنزّل کے مرثیے گاتے ہو۔ اِسی میں اُن سے بڑھنا چڑھنا اور نہ بن پڑے تو برابر ہی پڑنا چاہتے ہو۔ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ۔ (سورۃ الاعراف، آیت ۱۳۸) مگر حاشا نہ یہ اسلام کی خوبی نہ مسلمانوں کی ترقی۔ مسلمان ان باتوں میں ہمیشہ کفّار سے کم رہے ہیں اور کم رہیں گے۔ مسلمانوں کا خدا عزّوجل صاف فرما چکا۔ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ط وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى○ (سورہ طٰہٰ، آیت ۱۳۱) یعنی ہرگز آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ اس چیز کو جو ہم نے کافروں کے گروہوں کو برتنے کے لیے دی دنیا میں جینے تک کی رونق انھیں فتنے میں ڈالنے کو۔ اور تیرے رب کا رزق بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔ کفار اور دنیا

دونوں عدو اللہ ہیں۔ کفّار اور دنیا دونوں ملعون ہیں۔ عدو عدو کو اور ملعون ملعون ہی کو لائق ہے۔ اَلۡخَبِیۡثٰتُ لِلۡخَبِیۡثِیۡنَ وَالۡخَبِیۡثُوۡنَ لِلۡخَبِیۡثٰتِ۔ اس تھوڑے سے تمتع دنیوی پر جو کافروں کو ملا آپ حضرات کا یہ حال ہے کہ اگر مناسب عداوت ولعنت اپنا پورا عمل کرتی تو سب میں پہلے اسلام کو سلام کرنے والے ایسے ہی دنیوی زرق برق پسند کرنے والے حضرات ہوتے۔ رب جل وعلا خود فرماتا ہے:

وَلَوۡلَاۤ اَنۡ یَّکُوۡنَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً لَّجَعَلۡنَا لِمَنۡ یَّکۡفُرُ بِالرَّحۡمٰنِ لِبُیُوۡتِہِمۡ سُقُفًا مِّنۡ فِضَّۃٍ وَّمَعَارِجَ عَلَیۡہَا یَظۡہَرُوۡنَ ○ وَلِبُیُوۡتِہِمۡ اَبۡوَابًا وَّ سُرُرًا عَلَیۡہَا یَتَّکِـُٔوۡنَ ○ وَزُخۡرُفًا ؕ وَاِنۡ کُلُّ ذٰلِکَ لَمَّا مَتَاعُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ؕ وَالۡاٰخِرَۃُ عِنۡدَ رَبِّکَ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ○

یعنی اور اگر یہ نہ ہوتا کہ لوگ سب ایک دینِ باطل پر ہو جائیں گے تو ہم بنا دیتے انھیں جو خدا کے منکر ہیں اُن کے گھروں کی چھتیں چاندی کی اور سیڑھیاں جن پر چڑھیں اور اُن کے گھروں کو دروازے اور تخت جن پر تکیہ لگائیں اور انھیں بہت کچھ آرائش دیتے۔ اور یہ سب کچھ کیا ہے یہی دنیا کے جیتے جی کا برتنا۔ اور پچھلا گھر تیرے رب کے یہاں اُنھیں کو ہے جو پرہیز گاری کریں۔

ایمان سے کہنا اگر ربّ العزّۃ عز جلالہٗ ایسا ہی کرتا کہ دنیا میں ہر کافر کے مکان سونے چاندی کے ہوتے چاندی کی چھتیں چاندی کی سیڑھیاں سونے کے دروازے سونے کے تخت ہزار گونہ آرائش وتجمل سے ہر ہفت۔ تو اس وقت حضراتِ نیچریہ وندویہ ولیگیہ اور آپ حضرات واعظین صلح کلّیہ اگر بالفرض مسلمان رہتے بھی تو کیا کچھ ہائے ذلّت وائے پستی آہ تنزل واہ بدبختی کہہ کہہ کر چلّاتے اور کس کس قدر اسلام ومسلمین کی تذلیل وتحقیر کے مسدس وقصائد اور ترانے اور شکوے گاتے۔ اللہ اللہ اسلام کی قوت مسلمین کی شوکت جس امر میں تھی یعنی دین پر ثبات، حق پر استقامت گمراہوں پر سختی، بدمذہبوں سے نفرت، معروف کی تاکید، منکر پر شدت وہ سب تو یوں گنوا بیٹھے کہ سب مسلمان بھائی ہیں۔ سب سے میل جول الفت محبّت

اتفاق و اتحاد کرنا فرض ہے۔ کسی کے عقائدِ کفر و ضلال پر رَدّ کرنا اسلام کی بدخواہی قوم کے ساتھ غداری وطن کی بربادی ہے، مناظرہ حرام وخودکشی ہے۔ مسائلِ نزاعیہ کا جواب سکوت و خامُشی ہے اور جس امر کو ترقئ اسلام و رفعتِ مسلمین سے نام کو علاقہ نہیں بلکہ اس میں بڑا حصّہ کفّار ہی کا ہے۔ اسے یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھیے اور اُس میں برابری پر مریئے۔ حضرات! اسی کو تو دنیا کوشی و دین فراموشی بلکہ دنیا خری و دین فروشی کہتے ہیں۔

من آنچہ شرط بلاغ ست با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پندگیر و خواہ مَلال

امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پُرنور تاجدارِ رسالت علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصّلاۃ والتحیۃ کو دیکھا کہ چٹائی پر لیٹے ہیں اس کے نشان بدنِ اقدس پر بن گئے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، امیر المومنین کو بے اختیار رونا آیا۔ عرض کیا یارسول اللہ! قیصر وکسریٰ کافرانِ مجوس ونصاریٰ اس ناز ونعمت میں اور حضور اللہ کے رسول اس تکلیف ومحنت میں۔ فرمایا اے عمر! کیا تو راضی نہیں کہ ان کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت۔ خود امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوصف ان فتوحاتِ عظیمہ کے جب بیت المقدس تشریف لے گئے وہاں کے پادریوں نے حضور کو دیکھنے کے لیے بُلایا تھا، دشمنوں کے سامنے اس حالت میں جلوہ فرما ہوئے کہ اونٹ پر غلام سوار اور اپنے ہاتھ میں مہار، بدنِ مبارک میں چمڑے کا کُرتا جس میں سترہ پیوند۔ اللہ اللہ اگر آج کل کے یہ تنزل اور پستی کے مرثیے گانے والے لوگ ان حضراتِ صحابہ کرام سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دیکھتے تو کیسا کیسا ہنستے احمق سمجھتے۔ اور دل میں تو اب بھی کہتے ہوں گے کہ وہ ریگستانی جفاکش ناز ونعمت کے مزے کیا جانیں۔ یہ لطفِ عجیب ونظم وترتیب و آراستگی وتہذیب تو کچھ دانایانِ یورپ ہی کو نصیب۔ ع

خضر کیا جانیں غریب اگلے زمانے والے

سچ فرمایا علمائے باطن نے کہ اگر تم صحابہ کو دیکھتے تو اُنہیں مجنون کہتے اور وہ تمہیں

دیکھتے تو کافر سمجھتے۔ نَسْأَلُ اللهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

ایسے ہی دین فروش و دنیا خر مُلّانوں کے متعلق حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی علیہ الرضوان الرحمانی اپنے مکتوبات شریف جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۳۳ میں صفحہ ۷۴ پر فرماتے ہیں:

علمائے کہ بایں بلا مُبتلا اند و بمحبتِ این دُنیا گرفتار از علمائے دنیا اند۔ ایشانند علمائے سوو شرارِ مردُم ونصوصِ دین وحال آں کہ ایشاں خودرا مقتدائے دین میدانند و بہترینِ خلائق می انگارند وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ○ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَانْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ○ عزیزے شیطانِ لعین را دید کہ فارغ نشستہ است واز تضلیل و اغوا خاطر جمع ساختہ آں عزیز سِرّ آں را پُرسید لعین گفت کہ علمائے سوء ایں وقت دریں کار ہا من مددِ عظیم کردند و مرا ازیں مہم فارغ ساختند والحق دریں زمان ہر سُستی و بدآئینی کہ در اُمورِ شرعیہ واقع شدہ و ہر فتورے کہ در ترویجِ ملّت و دین ظاہر گشتہ است ہمہ از شومیٔ علمائے سوء ست و فسادِ نیت ایشاں۔

یعنی جو علماء دنیوی عزت اور سرداری کی محبّت اور مال اور سر بلندی کی خواہش میں مبتلا ہیں اور اِس کمینی دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں (وہ علماء دین نہیں بلکہ) علمائے دنیا ہیں۔ وہی بُرے مُلّانے اور تمام انسانوں میں سب سے بدتر اور دین کے چور ہیں حالانکہ وہ اپنے آپ کو دین کا پیشوا اور تمام مخلوقات میں سب سے بہتر سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انہوں نے کچھ کیا۔ سُنتے ہو؟ بے شک وہی جھوٹے ہیں اُن پر شیطان غالب آگیا تو انھیں اللہ کی یاد بُھلادی وہ شیطان کے گروہ ہیں۔ سُنتا ہے؟ بے شک شیطان ہی کا گروہ ہار میں ہے۔ میرے ایک دوست نے شیطانِ ملعون کو دیکھا کہ بیکار بیٹھا ہے اور گمراہ کرنے اور بہکانے کی طرف سے بے فکر ہو گیا ہے میرے اس دوست نے اس کا راز پوچھا۔ ملعون بولا کہ اِس وقت کے بُرے مُلّانوں نے اس کام میں میری بہت بڑی مدد کی ہے اور مجھ کو اس کام سے اُنھوں نے فارغ کر دیا ہے اور حق بھی یہ ہے کہ اس زمانے میں شریعت کی باتوں کے اندر جو کچھ کمزوریاں

خرابیاں واقع ہوئی ہیں اور سنّیت و اسلام کی اشاعت میں جو کچھ فتور پڑ گئے ہیں سب انھیں بُرے مُلّا نوں دین فروش و دنیا خر مولویوں ہی کی نحوست اور انھیں کی خرابی نیت کے سبب سے ہے۔

## قَالَتِ الصُّلَحُ کُلِّیَّۃُ

چوں کہ درحقیقت تبلیغ و وعظ و نصیحت انبیاء کرام کا منصب تھا اور ان کی وراثت میں علماء امّتِ محمدیہ کو حاصل ہوا ہے اِس واسطے ہم کو دیکھنا چاہیے کہ انبیاء کرام کا کیا طریقہ تھا۔

**اَقُوْلُ:** ۔کیا حضراتِ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام معاذ اللہ دشمنانِ خدا کی محبّت کو عین ایمان بتاتے تھے، کیا ان سے دوستی و وداد و اتفاق و اتحاد مناتے تھے، کیا ان کے کفریات وشرکیات کے رَدّ و ابطال سے سکوت فرماتے تھے وغیر ذٰ لک،نہیں ہر گز نہیں۔جن حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسّلام نے اِذْهَبَا اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی ○ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰی ○ کی تعمیل فرمائی (کہ تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ بے شک اُس نے سر اٹھایا تو اُس سے نرم بات کہنا اِس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا کچھ ڈرے۔ترجمۂ رضویہ) انھیں حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسّلام نے اسی فرعون سے اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا○ بھی فرمایا (یعنی میرے گمان میں تو اے فرعون تو ضرور ہلاک ہونے والا ہے۔ترجمۂ رضویہ) ہمارے آقا و مولیٰ سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نسبت جس طرح لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ○ ارشاد ہوا کہ ”(اے محبوب) اگر تم تند خو سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے۔“ (ترجمۂ رضویہ)

اسی طرح ہمارے مالک وآقا سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ حکم بھی ملا: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ ۔یعنی ”اے غیب کی خبریں دینے والے جہاد فرماؤ کافروں اور منافقین پر اور اُن پر سختی کرو۔“ (ترجمۂ رضویہ) جن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بطریقِ حسن جدال فرمایا انھیں

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ۔ بھی ارشاد فرمایا یعنی تف ہے تم پر اور اُن بتوں پر جن کو اللہ کے سِوا پوجتے ہو۔ (ترجمۂ رضویہ) اور اگر زیادہ توضیح منظور ہو تو حضرت شیخ مجدّد الف ثانی علیہ الرضوان الرّبانی اپنے مکتوبات شریف جلد اوّل صفحہ ۳۲۶ مکتوب نمبر ۲۶۶ میں ارشاد فرماتے ہیں:

حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ایں ہمہ بزرگی کہ یافت وشجرۂ انبیاء گشت بواسطۂ تبرّی از دشمنانِ او تعالیٰ بودہ قال اللهُ تعالیٰ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرَاهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللهِ وَحْدَهٗ۔ وہیچ عملے در نظرِ ایں فقیر از برائے حصول رضائے حق جل وعلا برابر ایں تبرّی نیست۔

یعنی رحمٰن جل جلالہٗ کے دوست حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے جو کچھ یہ بزرگی پائی اور شجرۂ انبیاء ہو گئے یہ سب اِسی واسطے تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے بری و بیزار تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک تمہارے لیے اچھی پیروی تھی ابراہیم اور اُن کے ساتھ والوں میں جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا بے شک ہم بیزار ہیں تم سے اور اُن سے جنھیں اللہ کے سِوا پوجتے ہو۔ ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی وعداوت ظاہر ہو گئی ہمیشہ کے لیے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ اور فقیر (یعنی حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ المنیر) کی نظر میں اللہ عزّوجل کی رضا حاصل کرنے کے لیے خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں سے نفرت و بیزاری وعداوت و دشمنی رکھنے کے برابر کوئی کام نہیں ہے۔

قَالَتِ الصُّلْحُ كُلِّيَّةُ:۔ ہمارا مقصد صرف اِس قدر ہے کہ سب کلمہ گویانِ اسلام ایک جگہ جمع ہو کر اسلامی شوکت ظاہر کریں جس سے غیر قوموں پر اثر پڑے۔

اَقُوْلُ:۔ آپ تو اسلامی شوکت لیے پھرتے ہیں۔ یہاں تخمیناً چھ کروڑ غرباء عوام اہلِ

سنّت کے مذہبی حقوق غصب ہوئے جاتے ہیں۔ جب بدمذہبی ہلکی چیز ثابت ہوگئی اُوپر سے بدمذہبوں، بددینوں، لامذہبوں، بے دینوں کے ساتھ رات دن کا اختلاط میل جول محبّت الفت ہونے پر مذہب کی چٹنی نہ ہوگی تو اور کیا متصور ہے۔ سب مذہبوں کی کھچڑی نہ پکّے گی تو اور کیا ہوگا۔ ذراسی موہوم دنیوی شوکت پر سب بدمذہبوں، بددینوں، گمراہوں کو برحق اور راہِ راست پر کہہ دینا اُن کے رَدّ وطرد سے ہاتھ اُٹھالینا، اُن کو اپنا دینی بھائی بنالینا وغیرہ وغیرہ یہ سب صلح کلّیوں ہی کا کام ہے۔ خدا ہدایت دے آمین۔

**قَالَتِ الصُّلَحِ کُلِّیَّۃُ:۔** ہم اپنی باہمی منازعتوں کی وجہ سے گورنمنٹ کی نظروں میں ذلیل ہوگئے ہیں۔

**اَقُوْلُ:۔** جس طرح مظلم لیگ و خاکسار و کانگریس و احرار اور سیرت کمیٹی وغیرہا بدمذہبوں کی کمیٹیاں پارٹیاں کہہ رہی ہیں اس طرح مذہبی منازعات اٹھا کر خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نگاہوں میں مبغوض ومغضوب ومردود ومطرود ہو جاؤگے، قیامت کی سختیاں جھیلنی پڑیں گی۔ اگر بفرضِ محال دنیا میں چندروزہ عیش بھی کیا تو کیا۔ بدمذہبوں کے ساتھ حشر ہوگا۔ اَلْمَرءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کا جلوہ ظہور فرمائے گا۔ لعنت اُس دنیا پر جو دین بیچ کر ملے۔ لَا بَارَکَ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا بِلَا دِیْنٍ۔

مبادا دلِ آں فرومایہ شاد ۔۔۔ کہ از بہرِ دنیا دہد دیں بباد

**قَالَتِ الصُّلَحِ کُلِّیَّۃُ:۔** جب تک مسلمان کہلانے والوں میں یہ باہمی جھگڑے اور خصومتیں ہیں کبھی گورنمنٹ ہماری طرف توجہ نہیں کرسکتی وہ توجہ جو ہمارے درد کی دوا ہو نہیں ہوسکتی۔

**اَقُوْلُ:۔** اگر ہم خود بعون اللہ تعالیٰ و بعون رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنی دنیوی حالت سنبھالنا چاہیں اور شریعتِ غرّا کے احکام پر قائم ہوجائیں اور ہر امر میں اپنے آقا و مولیٰ سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اتباع پیشِ نظر رکھیں تو کسی بات کی حاجت نہ رہے۔ سچ تو یہ ہے کہ۔

دَوَاؤُكَ فِيكَ وَلَا تَشْعُرُ * وَدَاؤُكَ مِنْكَ وَلَا تَبْصُرُ

یعنی تیرا علاج خود تیرے ہی اندر ہے لیکن تو سمجھتا نہیں اور تیری بیماری خود تیری ہی وجہ سے ہے لیکن تو دیکھتا نہیں۔ اگر اپنی قدر ہم آپ سمجھیں تو پھر کسی کی خوشامد کی ہم کو حاجت نہیں۔

قَالَتِ الصُّلَحُ كُلِّيَّةُ: ۔خوب سمجھ لو کہ ہم سب ایک ناؤ میں سوار ہیں۔ جب یہ ڈوبے گی نہ غیر مقلد بچے گا نہ مقلد، نہ وہابی نہ بدعتی، نہ شیعہ نہ سُنّی، نہ نیچری نہ قادیانی، ایک بھی نہ بچے گا۔

اَقُوْلُ: ۔اے صلح کلّی مُلّا ؤ! آپ حضرات کس کو سمجھاتے ہیں اور کیا سمجھاتے ہیں۔ ہم اہلِ سنّت کو تو ہمارا مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ساڑھے تیرہ سو برس پہلے ہی سب کچھ سمجھا چکا۔ آپ صاحبو کے سمجھانے کا محتاج نہیں رکھا ہے۔ ہم کو بخوبی سمجھا دیا گیا اور ہم یقین طور پر سمجھ گئے۔ خدا نہ کرے کہ ہم کبھی بھول کر بھی اس ٹوٹی پھوٹی ناؤ میں سوار ہونے کے لیے قدم دھریں جس پر اجل رسیدہ پنچ کلیاں رافضیہ ونیچریہ و وہابیہ وقادیانیہ وغیرہم مرتدین سوار ہیں۔ ہم نہایت وثوق کے ساتھ کہتے ہیں اور یہی ہمارا ایمان ہے کہ ہم وہی ہیں جن کا سفینہ بفضل اللہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سفینۂ نجات ہے۔ حدیث شریف میں ہے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں: اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ ۔ یعنی ”میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں اُن میں سے جس کسی کی بھی پیروی کرلوگے ہدایت پا جاؤگے۔“ (رواہ رزین عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

دوسری حدیث شریف میں ہے، حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبۂ معظّمہ کا دروزہ پکڑے ہوئے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو فرماتے سُنا۔

اَلَا اِنَّ مِثْلَ اَهْلِ بَيْتِیْ فِيْكُمْ مِثْلَ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ ۔ (رواہ الامام احمد)

یعنی خبردار ہو بے شک تم میں میرے اہلِ بیت کی مثال نوح علیہ الصلاۃ والسّلام کی

کشتی کی طرح ہے کہ جو اُس پر سوار ہوا نجات پا گیا اور جو اُس سے علیحدہ رہا ہلاک ہو گیا۔

ہر سُنّی مسلمان بھائی پر ٹھیک دو پہر کے آفتاب سے بھی زیادہ روشن طور پر مذہبِ اہلِ سنّت کا یہ عقیدۂ ضرور یہ واضح ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ستارگانِ آسمانِ ہدایت ہیں اور اہلِ بیتِ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سفینۂ نجات ہیں۔ جو شخص صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا دامنِ کرم چھوڑے وہ دوزخی رافضی ہے۔ اور جو شخص اہلِ بیتِ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی غلامی سے منہ موڑے وہ جہنّمی، ناصبی، ناری اور خارجی ہے۔ یہ دونوں فرقے اپنے اپنے عقائدِ ضلال کے سبب بحکمِ شریعتِ مطہرہ گمراہ بدمذہب، بددین مستحقِ نار ہیں۔ ہدایت و نجات حضراتِ صحابۂ کرام و حضراتِ اہلِ بیتِ طہارت رضی اللہ تعالیٰ عنہم دونوں کے اتباع دونوں کی غلامی پر مُنحصر ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق حضرت مجدّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد پیش کیا جاچُکا۔

یہی حضرت مجدّد الفِ ثانی امامِ ربّانی قدس سرہٗ الصّمدانی اپنے مکتوبات شریف جلد اوّل مکتوب نمبر ۲۶۶ صفحہ ۳۲۶ پر فرماتے ہیں:

بنص قطعی محبت اہلِ قرابت آں سرور علیہ وعلیہم الصّلوٰات والتّسلیمات ثابت شدہ است و اجرت دعوت را محبت ایشاں ساختہ کَمَا قَالَ اللہُ تَعَالٰی قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی۔

یعنی حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اہلِ قرابت کی محبّت نصِّ قطعی سے ثابت ہوئی ہے اور اللہ عزوجل نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعوت و تبلیغ کی اُجرت کو اہلِ بیتِ طہارت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت قرار دیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (کہ اے محبوب) تم فرماؤ میں اِس (تبلیغِ رسالت وارشاد و ہدایت) پر تم سے کچھ اُجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبّت۔

یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا امّتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ پر کمالِ کرم ہے کہ اگرچہ اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تبلیغِ رسالت وارشاد وہدایت کی اُجرت

کا سنکھواں بلکہ مہا سنکھواں حصّہ بھی تمام جہان کی ساری مخلوقات مل کر بھی ادا نہیں کر سکی۔ لیکن اُس نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غلاموں پر اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اہلِ بیتِ طاہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی محبّت ومؤدّت کو فرض فرمایا اور اِسی مؤدّت اہلِ بیت کا فرضِ الٰہی ادا کرنے کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بندگانِ بارگاہ کی طرف سے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تبلیغِ رسالت وارشاد و ہدایت کی اُجرت ٹھہرایا۔ جَلَّ وَعَلَا وَصَلّٰی وَ بَارَكَ وَسَلَّمَ عَلٰی حَبِیْبِہٖ ھٰذَا الْمُصْطَفٰی وَاٰلِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ ذَوِی الصِّدْق وَالصَّفَا وَصَحْبِہٖ وَ حِزْبِہٖ اولی الاصطفاء وَالْوَفَاء۔

حضور پُرنور امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدّدِ اعظم فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اہلِ سنّت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

بہرحال ہم ہی ہیں وہ جن کی کشتی کے ناخدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اصحابِ کرام واہلِ بیتِ عظام ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ہم ہی ہیں وہ جو ساحلِ مُراد کے نیک نشان پر جارہے ہیں، ہم ہی ہیں وہ جن کے لیے اللہ قادرِ مطلق جل جلالہ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے صدقے میں فلاح ونجات اور دیگر بے شمار نعمتیں امانت رکھی ہیں۔ اور یہ بھی یقینیات سے ہے کہ روافض ونیاچرہ، وہابیہ وقادیانیہ وغیرہم ایسی کشتیٔ ہلاکت میں سوار ہیں جس کے ملّاح آنکھوں پر پٹی باندھ کر گردابِ بلا وورطۂ فنا میں کشتی کو لیے جارہے ہیں۔ اور اس کا بیچ منجدھار میں تباہ وبرباد ہونا مسلّم ہے۔ فَانْتَظِرُوْا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ۔

قَالَتِ الصُّلَحُ کُلِّیَّۃُ:۔ تصلّب فی الدین کا سبق پڑھانے والے اجتناب علی المرتدین

کا فرض یاد دلانے والے، تجانب عن المبتدعین کا حکمِ شرعی سُنانے والے تو آج گنتی ہی کے چند علماء ہیں، باقی آج سیکڑوں علماء وہ ہیں جو ندوہ یا مسلم لیگ یا سیرت کمیٹی یا تحریکِ خاکسار یا مجلسِ احرار وغیر ہا کمیٹیوں میں شامل ہیں۔ اور ان سب کمیٹیوں کا مقصد یہی ہے کہ سب کلمہ گویانِ اسلام آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور باہم متفق و متحد ہو جائیں۔ اگر بدمذہبوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق ناجائز ہوتا تو علماء کیوں اِن کمیٹیوں میں شریک ہوتے، کیا اِن سیکڑوں علماء کو یہ گنتی کے چند مولوی سبق دیں گے۔ جب جماعت علماء صلح کلّیت کو اپنے عمل سے جائز ٹھہرا رہی ہے تو اِن گنتی کے چند مولویوں کا جماعت سے اختلاف ناجائز ہے۔

**اَقُوْلُ:**۔ اوّل تو سیکڑوں عالموں کی گنتی ہونے کا حال دلوں میں خوب جانتے ہو۔ بڑے بڑے پگڑ بندھا کر گھیر دار جُبّے پہنا کر درجنوں کوڑیوں سیکڑوں عالم گڑھے گئے۔ اور فرض بھی کیجیے کہ سیکڑوں ہی مولوی لوگ اِن پارٹیوں میں شریک ہیں تو اب ذرا اتنا ارشاد ہو جائے کہ یہ علمائے اہلِ سنّت ہیں یا غیرِ اہلِ سنّت۔ اگر غیر اہلِ سنّت ہیں تو بدمذہبوں کے جمگھٹے سے کیا سند لائی جا سکتی ہے۔ یوں تو کربلا و ایران کے جلسوں میں علماء و مجتہدینِ روافض کے ہجوم اور اپنی دیوار تلے کانفرنسِ نیاچرہ میں بڑے بڑے ریفارمر، فلاسفر، پیشوایانِ نیچر کی دھوم دھام دیکھیے۔ اور امیر المومنین مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے خلاف پُر گو ہزار خارجیوں نے لام باندھا تھا۔ وہ سب قرّاء و علماء ہی تھے۔ کیا جماعت سے مراد گمراہوں کا جتھا ہے؟ اور اگر علمائے اہلِ سنّت ہیں تو وہ ندوہ، مسلم لیگ، سیرت کمیٹی و مجلسِ احرار اور تحریکِ خاکسار کی باطل و ملعون ابلیسی کفری کارروائیوں مذہبِ حق کے حق میں اِن کی میٹھی چھریوں، تلخ کج ادائیوں پر مطلع ہیں یا نہیں۔ اگر مطلع نہیں تو حالتِ جہل و بے خبری سے سند لانا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ وہ جب تک ناواقف و بے خبر ہیں یہی کہہ کر بچ جائیں گے کہ مَا شَهِدْنَا اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حَافِظِيْنَ○ اور اگر وہ مطلع ہیں تو وہ ندوہ و مسلم لیگ، سیرت کمیٹی، تحریکِ خاکسار اور مجلسِ احرار کے ان کفریات و ضلالات کو حق و صحیح مانتے ہیں یا واقعی کفر و ضلالت اور منافئِ اسلام و مخالفِ مذہبِ اہلِ سنّت جانتے

ہیں۔ اگر دوسری صورت ہے تو وہ صریح تمہارے مخالف اور ندویوں، لیگیوں، بدسیرتوں، احراریوں، خاکساریوں کی گمراہی و بے دینی کے معترف ہوئے۔ اگرچہ کسی مروّت محبّت یا دنیوی منفعت یا دینی مداہنت کے باعث مرتکبِ شرکت ہوئے کہ عالم کے لیے معصوم ہونا ضروری نہیں۔ آخر اُن کے بڑے بڑے سربرآوردہ حضرات میں وہ بھی تو ہیں جو علانیہ خلاف مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ حکم کرنے کی نوکری پاتے یا بیگاری طور پر آنریری بن کر کُرسی گرماتے ہیں۔ کیا اُن کے ارتکاب سے یہ محرّماتِ قطعیہ حلال ہو جائیں گے۔ اور اگر وہ ندوہ، مسلم لیگ، سیرت کمیٹی، تحریکِ خاکسار و مجلسِ احرار کے ان حرکات و کلماتِ کفر و ضلال کو معاذ اللہ حق و صحیح مانتے ہیں تو جو کفر کو حق مانے وہ خود کافر ہے۔ جو ضلالت کو حق جانے وہ خود گمراہ ہے۔ کلام سُنّی علماء میں تھا۔ یہ جتھا بدمذہب بددین ٹھہرا۔ وَلِلّٰہِ الْحُجَّۃُ الْقَاہِرَۃُ۔

قَالَتِ الصُّلَحُ کُلِّیَّۃُ:۔ ان تصلب فی الدین برتنے والوں سے بہت سے وہ لوگ جو پہلے اِن سے ملے ہوئے تھے علیٰحدہ ہو گئے ہیں اور بہتیرے علیٰحدہ ہوتے جا رہے ہیں۔

اَقُوْلُ:۔ بحمدہٖ تعالیٰ مُتصلّبین علمائے اہلِ سنّت حق پر ہیں اور حق اپنے متبعین سے جُدا نہیں ہوتا پھر اُن کو اوروں کی جُدائی کی کیا پرواہ۔

صلح کلّی صاحبو! آپ حضرات نے حدیث شریف سُنی ہوگی کہ حضور پُرنور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں:

رَحِمَ اللّٰہُ عُمَرَ تَرَکَہُ الْحَقُّ مَالَہٗ مِنْ صَدِیْقٍ۔

اللہ عمر پر رحم کرے کہ اُسے حق نے اس حال پر کر چھوڑا کہ اُس کا کوئی یار نہیں۔

طلب الحق غربۃ یہ ہمدردانِ دین وملّت حامیانِ اسلام وسنّیت، متصلبینِ علمائے اہلِ سنّت تو فرماتے ہیں کہ ؎ ”ما ردِ دو جہاں غیرِ خدا یار نداریم۔“

مخالف کیا کرے میرا کہ ہے بیحد کرم مجھ پر     خدا کا رحمۃ للعلمیں کا غوثِ اعظم کا

جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔

ہم نے بتوفیق اللہ تعالیٰ وبکرمِ حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اتباعِ حق کیا اور

مسلمان بھائیوں کو اہلِ باطل سے اجتناب کا سبق دیا۔ اگر اِس جُرم کی بنا پر کوئی صاحب ہم غربائے اہلِ سنّت خادمانِ اسلام وسنّیت سے علیحدہ ہو جائیں گے تو اِس کا افسوس توضرور ہوگا کہ وہ حق سے کیوں جُدا ہوئے۔ لیکن اِس کا افسوس ہرگز نہ ہوگا کہ ہم غربائے اہلِ سنّت سے وہ کیوں خفا ہوئے۔ کیا حمایتِ سنّیت سے علمائے اہلِ سنّت علیحدہ ہوجائیں گے۔ یہ تو آپ جیسے صلح کلّیوں کا خیال ہے۔ بلکہ علمائے اہلِ سنّت جب تک علمائے اہلِ سنّت ہیں حمایتِ سنّیت میں ہمدردانِ اسلام وسنّیت کا اُنھیں بالیَد یابِاللِّسان یا بالجنان ساتھ دینا ضروری اور علیحدہ ہونا محال ہے۔ اور جو لوگ سُنّی نہیں اُن کی جُدائی سے کیا ڈرایئے۔ اُنھیں کی نسبت تو عرض کیا جارہا ہے کہ اُنھیں دور ہٹایئے، اُن سے الگ ہوجایئے۔ کیا حضور سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نہ فرمایا:

اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یُفْتِنُوْنَکُمْ۔

صلح کلّی صاحبو! آپ حضرات بھی اپنے آپ کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اُمّتی بتاتے ہیں۔ بولیے جلد بولیے کہ آپ لوگ حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اِس حکمِ اَحکم کی ترکِ تعمیل وترکِ بجا آوری میں کیا عذر رکھتے ہیں۔ الٰہی توفیق یار و رفیق باد۔ بِحُرْمَۃِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَسْیَادِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الْھُدَاۃِ الْاَمْجَادِ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ صَلٰوۃُ اللّٰہِ الْجَوَادِ اٰمِیْن۔

قَالَ کَبِیْرُ الصُّلْحِ کُلِّیَۃِ:۔ ہم نے یہ حرام باتیں بسببِ ضرورت اختیار کی ہیں۔ اِس اتفاق سے ہماری مُراد پادریوں کے مُنادیوں، آریوں کے پرچارکوں کا دفع کرنا ہے۔ غیر ممکن ہے کہ آپ باہمی نزاعات کو قائم رکھ کر دشمنانِ دین کے حملوں کو روک سکیں۔ اِس قسم کے نزاعات سے مخالفینِ دین کو مضحکے کا موقع ملتا ہے۔ ہمارے علماء اور معززین اہلِ اسلام کی ہتک ہوتی ہے۔ کیا کسی عالم یا علمائے دین کو چھوڑ کر نصاریٰ اور ہنود کے اجلاس میں دینی مسائل کو پیش کرنا اور خدائے پاک اور رسولِ برحق کے کلام کو کفار کے پیروں میں رکھنا دین ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی مِنْہُ۔

**اَقُوۡلُ**:۔ یہ سب کھوٹی دھوکہ بازی ہے اور خراب وتباہ فریب سازی۔ نصاریٰ وآریہ کے منادیوں کو دفع کرنا نہ ردِّ بدمذہباں کے ترک پر موقوف ومحصور۔ نہ بحمدہٖ تعالیٰ اہلِ سنّت کو ردّ کفار میں اِن گمراہوں کی مدد لینی ضرور۔ بلکہ ہنوز بعنایت الٰہی علماء اہلِ سنّت میں کثرت وافی ہے، جو کفر و بدمذہبی دونوں کے ردّ کو کافی ہے۔ اور ہمیشہ اِس امّت سے ایک گروہ حق کے ساتھ غالب رہے گا۔ انھیں کچھ نقصان نہ دے گا جو انھیں چھوڑے گا یا ان کا خلاف کرے گا۔ یہاں تک کہ حکمِ الٰہی آئے گا اور وہ اِسی غلبہ وشوکت پر ہوں گے۔ جیسا کہ سچّے نبی سچّے مانے ہوئے نے خبر دی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ وبارک وسلم۔ تو ردِّ کفار وردِّ بدمذہباں دونوں ضرور ہیں دونوں فرضِ دین اور اُن میں ایک دوسرے کی ضد انہیں کہ باہم جمع نہ ہوسکیں۔ اہلِ سنّت پر زمانہ دراز میں جُگ گزرے، کہ اُن میں منجانب اللہ تعالیٰ کافروں اور بدمذہبوں کے دونوں گروہوں کے ردّ پر موفّق رہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے سچّے وعدے سے انھیں یونہی توفیق دیتا رہے گا۔ یہاں تک کہ فتنہ نام کو نہ رہے۔ اور سارا دین اللہ ہی کے لیے ہو جائے۔ تو کیونکر کسی کو حلال ہوسکتا ہے کہ ایک فرض کے لیے دوسرا فرض چھوڑے۔ جو آپس میں ضد نہیں۔ آخر یہ ایسا ہی ہوگا کہ کوئی روزوں کے لیے نماز چھوڑے۔ یا بہ عذرِ قیام زکوٰۃ دینے سے منہ موڑے۔ علاوہ بریں جو زیادہ اہم اور زیادہ مؤکّد ہے وہ اِن بدمذہبوں ہی کے مکلّبوں کا ردّ ہے۔ جو اسلام کے پردے میں آیتیں حدیثیں سُناتے ہیں۔ اور معنے بدل کر اپنی خبیث تاویلوں سے چھَل کر عوام کو بہکاتے ہیں۔ مسلمانوں پر اِن کا ضرر کافروں سے کہیں بڑھ کر، کہ مسلمان اگرچہ کتنا ہی حد بھر کا جاہل ہے، اتنا پہچانتا ہے کہ کافر کا دین صریح باطل ہے۔ تو اس کی بات پر کان نہ دھرے گا اور اس کے بکنے کی پرواہ نہ کرے گا۔ اور بدمذہب کا فساد تو کھُجلی کی طرح اُڑ کر لگتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا ہے۔ اس وقت اُسے دیکھو جب وہ بڑا خدا ترس بن کر آئے اور دِکھاوے بناوٹ کے رنگ جمائے اور داڑھی پھٹکارے، ڈھیلا جُبّہ سنوارے، عمامے کا گھیر بڑا کرے، کہ لوگوں کو امامت کا وہم گزرے۔ عوام کے آگے علماء کا روپ بھرے، آیتیں روایتیں ذکر کرے۔ پھر

اُن کے دلوں میں وسوسہ ڈالے کہ جو اس نے کہا ہے وہی قرآن و حدیث سے ثابت ہوا ہے۔ تو یہ وہ مرض ہے جس کے علاج میں عاجز آئیں اور وہ مکر ہے جس سے پہاڑ ٹل جائیں۔ پس ہر مہم سے بڑھ کر مہم یہی ہے کہ اس کا کام بگاڑا جائے۔ بعنایتِ الٰہی اس کا مکر اُسی کے گلے پر اُلٹا جائے، اس کی بُری باتوں کی تغییر کریں، اُس کی کھُلی ڈھکی خرابیاں تشہیر کریں۔

یہ وہ بات ہے جو ابن ابی الدنیا نے کتاب "ذم الغیبۃ" میں اور حکیم ترمذی و حاکم نے کتاب "اَلْکُنٰی"، شیرازی نے "القاب" میں، ابن عدی و طبرانی نے "کبیر" میں اور بیہقی و خطیب نے بہز بن حکیم سے انہوں نے اپنے باپ، انہوں نے اُن کے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:

**اَتَرْعَوْنَ عَنْ ذِکْرِ الْفَاجِرِ مَتٰی یَعْرِفُهُ النَّاسُ اُذْکُرُوا الْفَاجِرَ بِمَا فِیْهِ یَحْذَرْهُ النَّاسُ۔**

یعنی کیا فاجر کو بُرا کہنے سے پرہیز کرتے ہو لوگ اُسے کب پہچانیں گے فاجر کے عیب بیان کرو کہ لوگ اُس سے ڈریں۔

اور وہ جو صلح کلّیوں کا بڑا بوڑھا عذر کناں کہ نزاع کا انجام چنین و چنان، اس کا منشا تو وہی ہے جو بعض عوام سے وقوع میں آتا ہے، کہ حمایتِ مذہب میں گالی گلوج، مار پیٹ، بُرا جھگڑا دخل پاتا ہے۔ جس کے سبب مقدمہ نصاریٰ اور اُن کے حاکموں کے یہاں جاتا ہے، کہ آج ہمارے شہروں پر اُنھیں کا قبضہ ہے۔ اِس کا علاج یہ تھا کہ عوام کی یورش گھٹائی جائے اور غصّے میں خفّتِ عقل سے وہ جو کر بیٹھے ہیں اُس کی برائی بتائی جائے۔ اگر وہ مان لیتے تو بہت اچھا، ورنہ خدا ایک کا گناہ دوسرے پر نہیں رکھتا۔ اور خدا کی پناہ کہ روشن شریعت کسی ناگوار بات کے بند کرنے کو اُس چیز کا حکم فرمائے جو اس سے بھی زیادہ بُری اور بیہودہ ہو۔ کہ مار، گالی، بیڑیاں، جیل خانہ، جُرمانہ اُن کا دین نہ لے جائے گا۔ بخلاف اِس محبّت و اتفاق و اتحاد کے جس کی طرف تم بلاتے ہو کہ یہ اُنھیں بددین بنائے گا۔ تو اب غور کرائے وہ جس نے اپنے بھائی کو بادل کے چھینٹے سے بچانے کا ارادہ کیا، اور خود بھی پرنالے کے نیچے کھڑا ہو گیا، اور اس

بھائی کو بھی وہیں کھڑا کرلیا۔ اور اگر ہم مان لیں کہ دونوں باتوں کی برائی یکساں ہے، تو یہ تیرے لیے کس نے جائز کیا کہ ایک حرام مٹانے کو دوسرا حرام کرے۔ کیا یہ شریعت ہے یا حکمِ نفس وشیطان ہے۔ بلکہ اگر برابر ہوتے تو نہ برابر ہوتے کہ تو نے وہ حرام جو تیرے بعض بھائیوں نے کیا یوں مٹایا، کہ دوسرے حرام کا تو خود بھی مرتکب ہوا اور اس بھائی کو بھی اس طرف بُلایا۔ تو پہلے فقط اُسی کا پاؤں پھسلا۔ اور اب تو اور وہ دونوں گمراہی میں مبتلا۔ جانے دے، ہم تیرے لیے ان سب سے درگزر رے۔ تجھے اتنا بس تھا کہ نزاعِ فساد خیز چھوڑنے کی طرف بُلاتا۔ قوم کو اِس محبّت واتحاد کی دعوت دینے پر تجھے کس نے اُبھارا۔ کیا تو نے اِس سے شرعِ مبین کی مخالفت نہ کی، کیا تو نے اس سے عام مسلمین کی خیانت نہ کی۔ اور تجھے او صلح کلّیوں کے بڑے بوڑھے! ہم دیکھتے ہیں کہ اِس پر بھی تو نہ رُکا، بلکہ اترا کر اُڑ چلا۔ اور مذہب سے انتہا درجے کی ضد باندھنے پر تُلا۔ کیا ہم نہیں دیکھتے جو تیری تحریروں میں ہے۔ تیرے لیکچراروں، اسپیکروں کی تقریروں میں ہے۔ سنّیت کی توہین منانا، بدمذہبی کو آسان بتانا، حق کی مذمّت، باطل کی مدحت، ائمۂ اسلام کی سخت اہانت، کمینے گمراہوں کے نغمے، بلکہ یقیناً کفر والحاد کے کلمے۔ کیا یہ دین ہے؟ کیا یہ شرع ہے؟ کیا یہ اسلام ہے؟ **وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلَّامِ۔**

اب اپنے عذروں کو سوجھ جو تیرے کبیر گناہوں سے بھی زیادہ بے لطف تھے۔ کدھر تتّر بتّر ہوگئے، کیا تیرے مکر سے تیرے دل کی گھٹن جانے والی ہے۔ اور اللہ اپنے دین کا نگہبان ووالی ہے اور سب خوبیاں خدا کو جس نے ساری مخلوق پالی ہے۔

صلح کلّیوں کے اسی مکرِ ملعون کے ردّ میں رسالۂ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی ''سوالاتِ حقائق نما بروٴس ندوۃ العلماء'' (۱۳۱۳ھ) کے آخر میں حضور پُرنور آقائے نعمت دریائے رحمت امام اہلِ سنّت مجدّدِ اعظم فاضل بریلوی اعلیٰ حضرت قبلہ مولانا شاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا ایک مبارک مضمون ہدایت مشحون ہے۔ جس کو اپنے سُنّی بھائیوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔ وھوھذا۔

## ''مسئلہ حُبّ وبُغض پر بعض ضروری کلام''

''اے شجرِ بشر کی بے شمار شاخو! آخر تم ایک اصل ایک زمین ایک پانی ایک ہوا سے ہو۔ ایک باپ کے بیٹے ایک ماں کی اولاد۔ آپس میں حقیقی بھائی۔ ع ''کہ دراصل خلقت زیک جوہرید'' تم سب میں وہی وِداد واتحاد درکارتھا جو سگے بھائیوں میں ہوتا۔ پھر تم میں خلاف وشقاق نے کدھر سے راہ پائی۔ مجانین تو بحث سے خارج ہیں۔ جن کی الفت یا نفرت کسی کے لیے سبب درکار نہیں۔ میں تم عُقلاء سے پوچھتا ہوں کہ جب تم میں ایسا عظیم رشتۂ یکجہتی قائم ہے تو تمہارا باہم بلاوجہ خلاف یعنی چہ۔ ہاں وجوہ ضرور ہیں۔ اور زر وزمین ومال و ملک وجاہ وعرض ودَم وغیرہ بہت کثیر وموفور ہیں۔ مگر اُن سب میں نازک تر تخالُفِ مذہبی کہ چیز جتنی زیادہ عزیز اُسی قدر اُس کے باعثِ نزاع قوی۔ ہر پابندِ مذہب کو اگرچہ کیسا ہی باطل پر ہو۔ مذہب سے زیادہ کوئی شے پیاری نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت لوگ مال وجاہ میں درگزر کر جاتے ہیں، چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ صلح پر آتے ہیں۔ مگر اہلِ مذہب مذہب کا کوئی حصّہ نہیں چھوڑ سکتے، ترک درکنار۔ بعض پر مصالح کی گنجائش نہیں رکھتے تو مخالفتِ مذہب اعلیٰ ذریعۂ بغض ومنافرت ہے۔ جس کا مٹا دینا اُٹھا دینا خارج از طوقِ بشریت ہے۔ تو ایسے امر میں کوشش فضول۔ علّتِ تخالف جب تک باقی تخلّفِ معلول کیوں کر معقول۔ خصوصاً جبکہ کچھ بندگانِ خدا کی نہایت تعظیم غایت تکریم کہ مذہبی حکم سے جس کے وہ اہل ہیں ایک فریق کی جانب ایقان ہو۔ اور اُنھیں بندگانِ خدا کی کمالِ توہین تحقیر مبین مذہبی ہی مسئلے سے دوسرے فریق کا جُزءِ ایمان ہو (جیسے روافض وخوارج ونواصب ووہابیہ دیوبندیہ ونجدیہ وغیر مقلّدین مرزائیہ وچکڑالویہ وغیرہم کہ اِن سب کا مدار مذہب معظمین مذہب اہل سنّت اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وانبیائے کرام علیٰ سیدہم وعلیہم وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام و صحابۂ عظام واہلِ بیتِ فخام واولیاءِ عالی مقام وائمۂ اعلام رضی عنہم اللہ العزیز العلام کی بدگوئی واہانت ہے۔ جن کا مختصر بیان خود اِسی فتوے میں مثبت ہے)

کوئی نزاع مٹا کر فریقین میں سچّا اتحاد قائم کرنے کی تین صورتیں ہیں۔ ایک فریق،

دوسرے کا قول تسلیم کرلے۔ یا دونوں اپنے بعضِ قول سے گزر کر کسی متوسط حَد پر راضی ہو جائیں۔ یا مابہ النزاع سے غرض ہی نہ رہے کہ وجہ تنافُس وتنافر و باعثِ تدابر وتہاجر ہو۔ اور جب فریقین مُتنازع فیہ سے غرض بھی نہ چھوڑیں۔ اور اپنے دعووں سے تنزل بھی نہ کریں تو ارتفاع نزاع وقطع انقطاع ہرگز معقول نہیں۔ دنیوی نزاعوں میں یہ سب صورتیں متیسّر۔ ایک زمین پر زید وعمر کا تنازع ہے اُن میں ایک مان لے کہ یہ واقعی دوسرے کی ہے یا نصف نصف پر تصفیہ کرلیں۔ یا ایک یا دونوں چھوڑ کر چلتے ہوں کہ بلا سے کوئی لے ہم باز آئے۔ مذہبی نزاع میں اُن میں سے کون سی صورت (صلح کلّی) حضرات کے عالی خیالات میں ہے۔ ا۔ کیا سُنّی معاذ اللہ مذہبِ حق چھوڑ کر رافضی، خارجی، ناصبی، وہابی، دیوبندی، نجدی، غیر مقلد، مرزائی، چکڑالوی، نیچری ہو جائیں۔ ۲۔ یا یہ امید کہ باقی فرقے سب اپنے اپنے باطل مذہبوں سے توبہ کرکے مذہبِ حق پر ایمان لے آئیں۔ ۳۔ یا یہ کہ کچھ حصّہٗ مذہب سُنّی چھوڑیں، کچھ پارۂ مذہب سے وہ فرقے منہ موڑیں۔ آدھوں آدھ پر فیصلے کی ٹھہرائیں۔ ۴۔ یا یہ کہ جھگڑے کے گھر، بکھیڑے کے مکان، خلاف کی جڑ، نزاع کی کان۔ یعنی دین و مذہب کو آگ لگائیں۔ خاصے، دہریے، پورے، آزاد، بے لگام وممنونِ مہارِ الحاد ہوکر یک رنگی واتحاد کے رنگ رچائیں۔ یعنی ع ''وہ سر ہی ہم نہیں رکھتے جسے سودا ہو ساماں کا۔'' ؎

برقیباں جَدَل فزوں می شد ٭ یار را کُشتہ از جَدَل رُستیم

یعنی ؎

تھی رقیبوں سے لڑائی روز کا جھگڑا فساد
مار ڈالا یار کو طے ہم نے قصہ کردیا

اگلی تینوں صورتیں تو ہونے سے رہیں۔ اور ندوہ (وسیرت کمیٹی ومسلم لیگ ومجلسِ احرار و جمعیتِ خاکسار) کے خود اقرارات (اور خود ان صلح کلّی مولویوں کے اعلانات و بیانات) ہیں کہ وہ مقصود نہیں۔ ہاں شکلِ اخیر منظور ہو تو کوشش ٹھیک ہے۔ حالِ وقت سے قرین ونزدیک ہے۔ مولوی شبلی صاحب مذہبِ صلح کلّیت کا حکم روشن وواضح طور پر بیان فرما چکے کہ ؎

سدا ایک ہی رُخ نہیں ناؤ چلتی چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی
سمجھو تو ذرا کہ وقت کیا ہے کس سمت زمانہ چل رہا ہے
نیرنگیوں پر بھی کچھ نظر کی دیکھو تو ہوا ہے اب کدھر کی

آزادی والحاد کی ہوا چل رہی ہے، قومی ہمدردی ہزاروں درد کے پہلو بدل رہی ہے۔ اُمراء سے چل کر غرباء تک آئی، جُہلا سے اُبل کر علماء پر چڑھائی۔ دین پر قیام آگ پر صبر ہے۔ "قَائِمٌ عَلَى الدِّيْنِ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ"[1] ہے۔ يُصْبِحُ مُؤْمِنًا وَّيُمْسِيْ كَافِرًا مُلْحِدٌ بَاطِنًا وَّمُؤْمِنٌ ظَاهِرًا۔[2] خلط ملف اتفاق واتحاد کے لیے اس وقت سے بہتر کون سا وقت پاؤ گے۔ گھُل مِل جاؤ سب ایک ہو جاؤ، ہوادار سڑکوں پر (عورتوں کو پہلو میں بے پردہ بٹھائے) بگھیاں اڑاؤ، گوشۂ عافیت میں گھُٹ کر رہ جاؤ گے۔ اور اگر یہ بھی منظور نہیں تو جانِ برادر! یہ کیونکہ بنے، مختلف گروہ مذہب نہ چھوڑیں۔ پھر مذہبی حیثیت سے ایک ہو جائیں۔ یہ ناشدنی مذہبی حیثیت عقائد کی مخالفت جب تک باقی تنافُر باقی۔ تنافر باقی تو وہی ناچاقی۔ یہ ظاہری وفاق، باطنی شقاق، کھُلا نفاق اور نامِ اتفاق کچھ دن چلا بھی۔ تو اس گھال میل کے نتائج دیکھیے۔ وہ شرمناک واقعے، ہولناک حادثے جنھیں مٹانے کے بہانے یہ اتفاق کے ولولے، اتحاد کے وسوسے آخر کیوں ہیں؟ تخالفِ مذہب سے جب مذہب باقی تو الگ رہنے پر ایک ہوتے ہیں۔ مختلط ہونے پر دس رکھے ہیں۔ آخر تحریراتِ ندوہ میں خود اقرار ہے کہ طبائع سے اس کا زوال نہ ہوگا۔ تو آگ بارود میں جُدائی ہی بہتر کہ دور رہنے پر اشتعال نہ ہوگا۔ دیکھیے دو مختلف مذہبوں کے رسمی میلے جب ایک زمانے میں آتے ہیں اپنا پرایا، حاکم رعایا سب پر وہ دن فکر میں جاتے ہیں۔ شریف بیچارے گردش کے مارے اپنی عزت کی خیر مناتے ہیں۔ زید نے آگ سُلگائی، بارود بنائی، ہر ایک کی جگہ جُدا ٹھہرائی۔ عاقل تو سمجھے کہ سبب کیا ہے۔ غافل حیران کہ یہ عجب کیا ہے۔ اے آگ! اے بارود! تم

---

[1] یعنی دین پر رہنے والا۔ مٹھی میں انگارا تھامنے والے کی مثل ہے۔
[2] صبح کے وقت مؤمن رہے گا اور شام کے وقت کافر ہو جائے گا۔ باطن میں بے دین ہوگا اور ظاہر میں مسلمان۔

دونوں کا خدا ایک نبی ایک کہ ہر شئے حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دائرۂ رسالت میں آئی ہے۔ مالک ایک مکان ایک کہ زید کے گھر زید کے ہاتھ پر خالقِ جلّ وعلا سے نعمتِ وجود پائی ہے۔ پھر تم دونوں میں سو اختلافِ طبع ہو۔ مگر جب اتنا اتحاد ہے ایک ہی رہو۔ اب عقلا سے دادِ انصاف طلب کہ وہ جُدائی جس کی تاکید حدیث میں آئی جیسے دین میں نافع تھی کہ صحبتِ خلاف سے تاثر نہ ہو۔ یونہی دنیا میں نافع کہ اشتعالِ بے محل سے تضرّر نہ ہو۔ بخلاف اس دعوائے اتفاق کے کہ دین و دنیا دونوں کا زیاں۔ وہاں مذہب پر اندیشہ یہاں امن وامان کا دشمنِ جاں۔ اور واقعی مخالفتِ شرع سے شر ہی پیدا۔ شرع سے بڑھ کر کون مصلحت کا دانا۔ اِس اتفاق واتحاد میں بھلائی ہوتی تو شرع میں کیوں تاکید جدائی ہوتی۔ ہاں یہ اتفاق دین میں مضل دنیا میں امن وعافیت کا مُخِل۔ اور وہ بغضِ شرعی بروجہِ شرعی دین کا راعی، امن کا داعی، صلاح وفلاحِ دارین میں ساعی۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ شرعِ مطہر پر استقامت بخشے، عافیت دے، سلامت بخشے، خلطِ بدع وہوا سے بچائے، فِتَن ومِحَن کی ہوا سے بچائے، حق پر دنیا سے اُٹھائے، دولتِ دیدار عطا فرمائے، نصیبِ احبّا فیروزی کرے، شفاعتِ مصطفیٰ روزی کرے۔ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَابْنِهٖ وَحِزْبِهٖ وَبَارَكَ وَكَرَّمَ اٰمِيْن اٰمِيْن يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ انتہی

**قَالَتِ الصُّلَحُ كُلِّيَّةُ:**۔ ہمارا یہ مطلب نہیں کہ موقع پر احقاقِ حق ترک کیا جائے۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ مقصد صرف اس قدر ہے کہ دوسرے فرقے والوں کو مخاطب نہ بنایا جائے۔ اُن کے اقوال وکلمات نقل کرکے اُن کا ردّ نہ کیا جائے۔ بس فقط اپنے عقائد ومسائل بیان کردیئے جائیں۔ اہلِ سنّت کے عقائد ومسائل کا بیان کردینا ہر مخالف کا ردّ ہے۔ اس طریقے پر عمل کرنے سے کسی فرقے کی دل آزاری بھی نہ ہوگی، کسی فرقے کو مخاطب کرکے اس کے اقوال نقل کرتے ہوئے ان کا ردّ کرنا یہ نہایت بُرا طریقہ ہے، مصلحت کے خلاف ہے۔ ایسا کرنے سے اس فرقے کو شہرت حاصل ہوتی ہے۔ ان کو ضد بڑھ جاتی ہے۔ اور وہ شدت کے ساتھ

اپنے عقیدوں کا اعلان کرنے لگتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگر اُن کو مخاطب نہ بنایا جاتا اور اُن کے ردّ وطرد کا اعلان نہ ہوتا تو دس بیس اُن کے ہم خیال ہو جاتے۔ مگر ایسا کرنے سے ہزاروں لاکھوں اُن کے ہم عقیدہ بنتے چلے جاتے ہیں۔

اَقُوْلُ:۔ بدمذہبوں گمراہوں کے اقوالِ کفر وضلال کا ابطال وازہاق اور مذہبِ حق کا اثبات واحقاق صلح کلّیوں کی مصلحت کے خلاف ہو مگر سنّت اللہ وسنّت الرّسول وسنّت صحابہ و سنّتِ ائمہ وسنّتِ علماء کے مطابق ہے جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ قرآن و حدیث واقوالِ ائمہ وعلمائے قدیم وحدیث میں آج تک بدمذہبوں گمراہوں کا ردّ وطرد ہی معمول رہا۔ قرآنِ عظیم سے تحفۂ اثناعشریہ وغیرہا تک گمراہوں کو مخاطب ہی بنا کر اُن کر ردّ ہوا ہے اور جَادِلْهُمْ کا صیغہ خود اس کا حکم دے رہا ہے۔ نہ وہ جو صلح کلّیہ کہتے ہیں کہ مخاطب نہ بنایا جائے، ردّ کا اعلان نہ ہو۔ اگر بدمذہبوں بددینوں کو مخاطب بنا کر اُن کے اقوالِ کفر و ضلال کے ردّ وابطال کا اعلان نہ ہوتا تو وہ چھپی آگ کی طرح چپکے ہی چپکے پھونکتے رہتے۔ صلح کلّیو! تم کیا جانو کہ بدمذہبوں میں دعوتِ باطلہ وتکلیبِ جہلہ کا کس قدر پُر جوش داعیہ ہوتا ہے، جسے کسی اِشْتِعَال کی حاجت نہیں۔ صلح کلّیو! اچھی کہی کہ ان کو مخاطب نہ بنایا جاتا اور اُن کے ردّ کا اعلان نہ ہوتا۔ یعنی وہ اپنا کام کرتے رہتے اور اہلِ سنّت چُپکے دیکھا کرتے۔ موذی کو کوئی نہ مارے تو دلّی تک مارتا چلا جائے۔ ؎

نیش عقرب نہ از پے کین ست * مقتضائے طبیعتش این ست[1]

صلح کلّی مولویو! تمہارے نزدیک دس بیس سنّیوں کا گمراہ ہو جانا کچھ بات نہیں۔ مگر اللہ ورسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نزدیک بہت سخت ہے تَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ○ علماء پر کوشش واجب اور ردّ وسدّ لازم۔ آگے تقدیر جو چاہے وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ○ صلح کلّی مولویو! صدہا مسائل وہ نکلیں گے کہ ان میں مخالف کے قول کو بغیر نقل کیے ہوئے کوئی طریقہ

---

[1] بچھو کا ڈنک مارنا کسی دشمنی کی وجہ سے نہیں، بلکہ یہ اُس کی فطرت وعادت ہے۔

احقاقِ حق میسّر ہی نہیں۔ اور جہاں ہو بھی تو بے تصریحِ صریح نہ فہمِ عوام اُسے جواب ٹھہرائے نہ وہ گمراہ اپنی لن ترانیوں سے باز آئے۔ اِس کا حاصل یہی ہوگا کہ وہ کہتا رہے میرے مقابلے سے سب عاجز ہوئے، میرے جواب میں سب ساکت رہے۔ اِدھر عوامِ جہلا بھی یہی سمجھیں جو قانع تھے مُذبذب ہوجائیں، جو مُذبذب تھے بدمذہب ہوجائیں۔ مثلاً روافض حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اکبر و حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شانِ اقدس میں اپنے خبثِ باطن سے جو مطاعنِ خاصہ بکتے ہیں صلح کلّی مولوی صاحبان نہ اُن کے اقوال کو نقل کریں نہ اُن کے ردّ کو شہرت دیں۔ بلکہ حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل و مناقب بطورِ خود کسی رسالے میں لکھیں۔ اُسے نہ کوئی جواب سمجھے گا نہ عوام کو تسکین دے گا۔ نہ ان غوغائیوں کی دہن بندی کرے گا۔ وہ برابر کہتے رہیں گے کہ سنّیوں کو جواب نہ ملا۔ ملتا تو کچھ پیش نہ کرتے؟ پھر یہ طریقہ عوام کے نزدیک بھی بلاشبہ سکوتِ محض کی مد میں رہے گا۔ اور اس کا جو اثرِ بد پڑے گا اگرچہ صلح کلّیۂ غالیہ کے نزدیک بد نہ ہو کہ اُن کے خیال میں کلمہ گویوں کے سب فرقے حق و ہدایت پر ہیں۔ مگر مذہب اہلِ سنّت کا خون کردے گا۔ اگر طریقۂ سحیقہ کافی ہوتا تو ایسی کتبِ روافض کے مقابل صحیح بخاری شریف بلکہ قرآنِ عظیم ہی کے ترجمے کا طبع کردینا کفایت کرتا۔ کہ جابجا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مناقبِ جلیلہ سے مالا مال ہے۔ **وَلِلّٰهِ الْحَمْد**۔

احادیثِ صریحۂ کثیرہ خاص اسی طریقۂ انیقۂ ردّ کے حکم میں آئیں اور خود بکثرتِ وافرہ اسے عمل میں لائیں جسے صلح کلّی مولوی مُضر و شنیع و موجب شیوعِ ضلالِ قطیع بتارہے ہیں اور آپ لوگوں کو متنبہ کروں اس سے بہتر کہ کسی حافظ سے کلام اللہ شریف کی تلاوت کرکے سُنیے دیکھیے از اوّل تا آخر کس قدر ردِّ گمراہاں فرمایا۔ اور جابجا محلِّ ردّ میں اللہ عزوجل اور اس کے انبیائے کرام علیٰ سیدہم وعلیہم وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسّلام نے اُنھیں مخاطب بنایا۔ پھر عجب ہے کہ مولویانِ صلح کلّیت خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بھی زیادہ مصلحت جاننے کے مدعی ہوں۔

غرض یہ وہ طریقۂ جدیدۂ مخترعۂ صلح کلّیہ ہے کہ خدا و انبیاء و صحابہ وائمۂ اولیاء وعلماء جل جلالہٗ وصلی اللہ علیٰ سیّدہم وعلیہم وسلم سے لے کر حضرت مجدد الف ثانی وشاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سب کے خلاف پھر اسے عاقبت اندیشی ومصلحت بینی و طریقۂ صحیحہ ٹھہرانا کیا مقتضائے دین وانصاف۔

**قَالَتِ الصُّلَحُ کُلِّیَّۃُ**:۔ زمانۂ سابق میں حکومتِ اسلام کا رعب تھا۔ مسلمانوں کے قلوب میں خوفِ خدا تھا۔ اس وقت کی سختی تادیب وترہیب کا فائدہ دیتی تھی۔ علماء اور اہل اللہ کی ترچھی نگاہ دیکھ کر دل ہل جاتے تھے۔ اب وہ زمانہ نہیں۔

**اَقُوْلُ**:۔ حضرت امام احمد بن حنبل ہی کا زمانہ دیکھو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کہ خود بدمذہبوں کی حکومت تھی، بدمذہبی کا ڈنکا اس زور شور سے بجتا تھا کہ خدا کی پناہ۔ اگرچہ قرونِ مشہود لہا بالخیر میں سے تھا۔ مگر مذہبِ اعتزال کا رنگ جم رہا تھا۔ ایسے وقت میں انھوں نے تقیّہ نہ کیا (جیسا کہ اب شریعتِ صلح کلّیہ میں فرض ہے) جان دے دی مگر قرآنِ پاک کے مخلوق ہونے کا اقرار نہ کیا۔ ہم کہاں تک بیان کریں۔ اگر حق طلبی منظور ہو تو حضرت سیّد الشہداء شاہزادۂ گلگوں قبا، بیکسِ دستِ جفا، دافعِ کرب و بلا، خامسِ آلِ عبا امام حسین شہید کربلا علیٰ جدہ وعلیہ الصلاۃ والسلام والثناء کا واقعہ صلح کلّی مولویوں کی کج فہمی کو بخوبی دور کرسکتا ہے۔

حضرت سیّدی وارث الاکابر الاسیاد بالاستحقاق والانفراد تاج العلماء سراج العرفاء حامی السنن، ماحی الفتن مولانا مولوی حافظ مفتی سیّد شاہ اولادِ رسول محمد میاں صاحب قبلہ قادری برکاتی قاسمی مارہروی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین سرکارِ کلاں مارہرۂ مطہرہ ضلع ایٹہ کا فتوائے مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی ''غلبۂ فئہ قلیلۃ الھیبہ'' ملاحظہ ہو۔ اللہ عزّوجل ہدایت بخشے۔ آمین۔

**قَالَتِ الصُّلَحُ کُلِّیَّۃُ**:۔ اس وقت سنّیوں کے سِوا جتنے فرقے ہیں وہ سب اتفاق واتحاد پکار رہے ہیں۔ اُن کے مقررین وواعظین ہر جگہ ہر فرقے کے مسلمانوں کے ساتھ محبت

مؤاخات مودت موالات کے لیکچر دیتے رہتے ہیں۔ لیکن تصلّب کا سبق دینے والے یہ چند سنّی مولوی ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ مسلمانانِ اہلِ سنّت صرف اپنے آپس ہی میں میل جول اتفاق واتحاد رکھیں اور اہلِ سنّت کے سِوا ہر ایک فرقے سے بالکل علیٰحدہ و بیزار رہیں۔ اِس سے ثابت ہوا کہ یہ بہت ہی تنگدل اور وہ لوگ بہت وسیعُ الخیال وسیعُ الاخلاق ہیں۔

**اَقُوْلُ:**۔ وہابیۂ دیوبندیہ، وہابیۂ نجدیہ، وہابیۂ غیر مقلدین، مرزائیہ، نیچریہ، چکڑالویہ، رافضیہ، احراریہ، لیگیہ، خاکساریہ، آغا خانیہ، جٹا دھاریہ، بابیہ، بہائیہ، صلح کلّیہ وغیرہم بدمذہبوں، لامذہبوں، بددینوں، بے دینوں کے جس قدر فرقے ہیں یہ سب عوام اہلِ سنّت ہی کو بہکا کر بہلا کر پھُسلا کر اپنے اپنے فرقے میں داخل کر رہے ہیں۔ اِن سب فرقوں کے افراد کی اگر تحقیقات کی جائے تو ان میں فی صدی ایک وہ لوگ ملیں گے جو مجوس، ہنود، نصاریٰ، یہود وغیرہم کھُلے ہوئے کفارِ عنود میں سے نکل کر اِن فرقوں میں داخل ہوئے ہیں۔ ورنہ فیصدی ننانوے وہی لوگ ملیں گے جو پہلے سُنّی مسلمان تھے۔ اور اپنی بے علمی، ناواقفی، نافہمی وکم فہمی کی شامت یا کسی دنیوی دباؤ یا لالچ کے سبب اِن خبثاء کی صحبت ومحبت کی نحوست میں مبتلا ہو کر مذہبِ اہلِ سنّت چھوڑ کر معاذ اللہ اِن کفری مذہبوں میں سے کسی فرقے میں داخل ہو گئے۔ اور اب بھی اِن ناپاک فرقوں کے مُبلّغین ومکلّبین اکثر و بیشتر عوام اہلِ سنّت ہی کو بہکا کر اپنے کفری مذہب میں داخل کرانے کی ناپاک کوششیں کرتے رہتے ہیں۔

تو یہ سب فرقے وہ ناپاک شکاری ہیں جو مسلمانانِ اہلِ سنّت کے دین وایمان کا شکار کر رہے ہیں۔ شکاری کب ایسا برتاؤ کرے گا کہ جن بھولی بھالی چڑیوں کو وہ شکار کرنا چاہتا ہے وہ اُس سے متنفر ہو کر بھاگ جائیں۔ بلکہ چڑی مار تو اُن کو پھانسنے کے لیے اُن کے آگے وہی دانہ ڈالتا ہے جو اُن چڑیوں کو مرغوب ومحبوب ہوتا ہے۔ جال کو چُھپا دیتا ہے کہ چڑیاں بھڑک نہ جائیں۔ ایک ٹٹی سے اپنے آپ کو چُھپا لیتا ہے۔ اس ٹٹی پر سیم، کریلے، کدو کی ہری ہری بیلیں چڑھی ہوتی ہیں۔ سبز سبز گھاس جمی ہوتی ہے کیونکہ پرندوں کو جنگلوں میں لہلہاتا ہوا سبزہ بہت ہی پسند ہوتا ہے۔ پھر اُس ٹٹی کی آڑ میں چُھپ کر اُنھیں چڑیوں کی بولی بولتا ہے کہ وہ

چڑیاں اپنی مرغوب و پسندیدہ غذا اور خوشنما فرحت بخش سبزہ دیکھ کر اپنے ہم قوم کی بولی سُن کر دھوکا کھائیں اور شکاری کے جال میں آکر پھنس جائیں۔ آخر یہ سب انتظامات کیوں ہیں؟ اِسی لیے تو کہ جن چڑیوں کا پھانسنا اس چڑی مار کو منظور ہے وہ بھڑک کر اُڑ نہ جائیں۔

اِسی طرح یہ ناپاک فرقے اگر سُنّیوں سے بائیکاٹ کرلیں، عوام اہلِ سنّت سے میل جول قطعاً چھوڑ دیں تو پھر اِن سنّیوں کو کیونکر اپنے اپنے فرقے میں داخل کرا سکیں گے۔ کسی سنّی مسلمان کو کس طرح بدمذہب بنا سکیں گے۔ البتہ دین و مذہب کا درد رکھنے والے متصلّبین علمائے اہلِ سنّت جو اِن بلبلانِ گلزارِ اسلام و طوطیانِ چمنِ سنّیت کے محافظ و نگہبان بنائے گئے ہیں۔ اُن کا فرضِ منصبی یہی ہے کہ وہ مرغزارِ مذہبِ اہلِ سنّت کی اِن بھولی بھالی چڑیوں کو ہوشیار کرتے رہیں کہ اِن سب فرقوں سے دور بھاگو۔ یہ تم کو شکار کرنا چاہتے ہیں۔ اِن فرقوں کا تمہیں خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعریف و توصیف سُنانا درحقیقت شکاری کا چڑیوں کے آگے مرغوب دانہ ڈالنا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ سنّی مسلمانوں کو خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حمد و نعت بہت ہی پسند ہے۔ اِس لیے اُن کو حمد و نعت ہی کے گیت سُنا کر پھانسا جا سکتا ہے۔ اِن کا اپنے آپ کو مسلمان، مسلمانوں کا لیڈر، مسلمانوں کا مولوی، مسلمانوں کا پیر کہنا وہی شکار کی ٹٹی ہے۔ اگر نامِ اسلام کی ٹٹی اپنے اوپر سے ہٹا دیں تو کون سا سنّی مسلمان اِن کے جال میں پھنسے۔ اِن کا اتفاق و اتحاد کے رنگ رچانا، محبت و موَدّت کے ڈھونگ جمانا وہی اپنی بدمذہبی و بددینی کے جال کو اِس پردے میں چُھپانا ہے۔ یہ اِن فرقوں کی وسیع الخیالی و وسیع الاخلاقی نہیں بلکہ فنِّ صیّادی کی بدترین مشاقی ہے۔ اور ہر مذہبی و بدعقیدگی سے اپنی پناہ میں لینے والا اللہ حی باقی ہے۔ جَلَّ وَعُلَا وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْمُجْتَبٰی وَ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَ اَبْنِہِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ وَ حِزْبِہٖ ذَوِی الْمَجْدِ وَالْعُلَا۔

اِسی مضمون کو دوسرے الفاظ میں یوں سمجھیے کہ چور کبھی چلّاتا یا شور مچاتا ہوا نہیں آتا۔ وہ تو چوری کرنے کے لیے نہایت احتیاط کے ساتھ دبے پاؤں آتا ہے۔ کہ لوگ سوتے ہی

رہیں اور وہ اپنا کام کر جائے۔ شور مچانا تو پہرے داروں اور پاسبانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ سونے والوں کو بیدار، غافلوں کو ہوشیار کرتے رہیں تاکہ چوروں کی چوری سے لوگوں کی دولت محفوظ رہے۔ یہ سب بدمذہب، بے دین فرقے تو مسلمانانِ اہلِ سنّت کی متاعِ ایمان اور دولتِ دین و مذہب کو چُرا رہے ہیں۔ اسی لیے یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانانِ اہلِ سنّت اتفاق واتحاد، محبت و وداد کی گہری نیند میں غافل پڑے سوتے رہیں۔ دین کے لٹیروں، مذہب کے چوروں سے ہوشیار نہ ہونے پائیں۔ یہ اُن کی ایمانی دولت کو چُرا کر ان کو اپنا سا بدمذہب بنادیں۔ لیکن حضراتِ متصلّبین علمائے اہلِ سنّت دامت برکاتہم وہ پاسبانِ مذہب وملّت اور نگاہبانانِ اسلام وسنّیت ہیں جو بتوفیق اللہ تعالیٰ وبکرم حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پاسبانئ دین ومذہب کے اُس فرضِ اہم کو جو اُن پر سرکارِ ابد قرار شاہنشاہِ دوعالم سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے۔ اس نازک زمانۂ پُرفتن میں بھی بقدرِ قدرت وحسبِ استطاعت ادا کر رہے ہیں۔ اور تحریراً وتقریراً باآوازِ بلند اعلان فرما رہے ہیں۔ اتحاد واتفاق کی نیند میں سونے والے بھولے بھالے سُنّی مسلمانوں کو جگا رہے ہیں کہ اِن سب بدمذہب فرقوں، اِن کے مولویوں، اِن کے لیڈروں سے ہوشیار رہو۔ یہ تمہارے دین ومذہب کے رکھوالے بن بن کر تمہارے اسلام، تمہاری سنّیت چُرانے کی فکر میں ہیں۔ دیکھو سیاسی ترقی نے لالچ کی نیند اور اتفاق واتحاد کے خواب میں غافل نہ ہوجانا، کہ معاذ اللہ دولتِ دین ومذہب سے ہاتھ دھو بیٹھو۔ ؎

سُونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
سُونا پاس ہے، سونا بن ہے سونا زہر ہے اُٹھ پیارے
تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے
آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھری تاکی ہے تو نے نیند نکالی ہے

حضور پُرنور امامِ اہلِ سنّت پاسبانِ دین وملّت مجدّدِ اعظم سیّدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِن اشعارِ مُبارکہ میں اسلام وسنّیت کی بے بہا دولت کو سونا اور دین ومذہب کی پونجی کو گٹھری اور بدمذہبوں بے دینوں کے ساتھ اتفاق واتحاد، وِداد ودوستی کو نیند اور سوجانا اور اُن سے بحکمِ شریعتِ مطہرہ دور ونفور رہنے کو جاگ اُٹھنا اور بیدار ہوجانا اور چشمِ بصیرت کو آنکھ اور ایمان کو کاجل فرمایا ہے کہ ایمان ہی چشمِ بصیرت کا وہ کاجل ہے جس کے بغیر دل کی آنکھ قطعاً اندھی ہے۔ چور اگر لوگوں کو جگاتا ہوا آئے تو چوری ہی نہ کر سکے۔ یہ بدمذہب وبے دین فرقے اگر اتفاق واتحاد، محبت ووِداد کی گہری اور میٹھی نیند سے مسلمانانِ اہلِ سنّت کو جگادیں تو یہ بھی کسی سنّی مسلمان کے دین ومذہب پر کسی طرح کا کوئی حملہ ہی نہ کرسکیں۔ اس لیے ایمان و دین کے اِن چوروں کو اسلام وسنّیت کی چوری میں کامیاب ہونے کے لیے ضروری ہے کہ باہمی محبت ووِداد کے پنکھے جھل جھل کر دوستی وانقیاد کی ٹھنڈی ہوا دے کر سنّی مسلمانوں کو اتفاق واتحاد کی میٹھی نیند میں سُلائیں۔ اور یہ اطمینان کے ساتھ اُن کی متاعِ دین ومذہب کو چُرائیں۔

چور ہمیشہ پہرہ داروں اور پاسبانوں کے دُشمن ہوا کرتے ہیں۔ یوں ہی ایمان ودین کے یہ چور سب سے زیادہ اِنھیں پاسبانانِ اسلام وسنّیت حضرات علمائے اہلِ سنّت ہی کے دُشمن ہیں۔ اخباروں اشتہاروں میں، ناولوں افسانوں میں، کتابوں رسالوں میں، تقریروں لیکچروں میں برابر پروپیگنڈے کرتے رہتے ہیں کہ یہ مولوی اتفاق واتحاد کے دُشمن ہیں۔ محبت ودوستی کے مخالف ہیں۔ وطن کے بدخواہ، قوم کے غدّار ہیں۔ سیاسی واقتصادی ترقیاں مولویوں کو نہیں بھاتیں۔

اِن سب بدگوئیوں، بہتان پردازیوں کا مطلب صرف یہی ہے کہ یا تو یہ نگاہبانانِ اسلام وسنّیت، پاسبانانِ مذہب وملّت کو ڈرا دھمکا کر خاموش کردیں۔ تاکہ کوئی سوتوں کو جگانے والا ہی نہ رہے۔ اور دین وایمان کے چوروں کی بَن پڑے۔ یا مسلمانانِ اہلِ سنّت اپنے دین وایمان کے اِن پہریداروں کی طرف سے بدظن اور اپنے اسلام اپنی سنّیت کے

اِن پاسبانوں کے دشمن ہو جائیں۔ اِن کے جگانے کو خیال میں بھی نہ لائیں اور اتفاق و اتحاد کی میٹھی نیند میں پڑے خراٹے لیتے رہیں۔ اور نُصوصِ دین و سارقینِ ایمان برابر اپنا کام کرتے رہیں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

اور پاسبان جو لوگوں کو چوروں سے ہوشیار کرتا پھرتا ہے اس پر دل آزاری، اشتعال انگیزی و امن شکنی و منافرت افگنی کے الزامات قطعاً نہیں لگائے جاسکتے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ پہریدار لوگ ان چوروں کی دل آزاری کرتے ہیں، لوگوں کے جذبات کو چوروں کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔ اگر یہ چُپ رہا کریں تو امن و امان کے ساتھ چوریاں ہو جایا کریں۔ لیکن یہ چلّا چلّا کر لوگوں کو ہوشیار کر دیتے ہیں۔ تو چوروں سے مقابلے بھی ہو جاتے ہیں، مار پیٹ لڑائی جھگڑے کے واقعات بھی پیش آجاتے ہیں، گھر والوں اور چوروں کے درمیان منافرتیں بھی پھیل جانے اور بڑھ جانے کے حادثات رونما ہوتے ہیں۔ اِن سب فسادات کی ذمہ داری انھیں پہرہ داروں پاسبانوں کے سروں پر ہے۔ کیا جو ایسا کہے دنیا اسے شفاخانۂ حیوانات میں بھیجے جانے کے قابل نہ ٹھہرائے گی؟

ہمارے اس بیان سے واضح و روشن کہ بدمذہبوں، بے دینوں کے رَد میں حضراتِ متصلّبین علمائے اہلِ سنّت کے فتاویٰ کا مقصد اُن کی تحریروں، تقریروں کا منشا ہرگز ہرگز یہ نہیں کہ امن و امان میں خلل پڑے یا طبقات و افراد میں باہم عناد و منافرت پھیلے یا بڑھے یا کسی کی دل آزاری کی جائے، یا کسی کے خلاف لوگوں کے جذبات کو مشتعل کیا جائے۔ بلکہ اُن کا واحد مقصد اور خود ہمارے اس فتوے کا مقصود صرف یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم شاہنشاہِ کونین سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف سے نگاہبانیٔ اسلام و سنّیت اور پاسبانیٔ مذہب و ملّت کو جو فرض خادمانِ دین و مذہب پاسبانانِ اسلام و سنّت پر مقرر فرمایا گیا ہے اُس کو اپنی قدرت کے مطابق اپنی استطاعت کے موافق بتوفیق اللہ تعالیٰ وبفضلِ حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بجالاتے رہیں۔ وَحَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ لِوَجْہِہِ الْکَرِیْمِ اَلْحَمْدُ وَالصَّلَاۃُ الْمُضِیْئَۃُ وَالسَّلَام

المنیر، عَلیٰ حَبِیْبِہٖ الشَّاھِدِ الْمُبَشِّرُ النَّذِیْرِ، السِّرَاجِ الْمُنِیْرِ، اَلدَّاعِی بِاِذْنِ رَبِّہٖ اِلَی اللہِ الْقَدِیْرِ، وَعَلیٰ آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَابنِہٖ وَ حِزْبِہٖ بِالتَّبْجِیْلِ وَالتَّوْقِیْرِ۔

اس خبیث صلح کلّی فرقے کے کچھ افراد وہ ہیں جو مسلمانوں کے پیر بن گئے ہیں اور وہ اپنی مسندِ مشیخت پر بیٹھ کر خرقۂ مکر پہنے ہوئے زُور وفریب کے موٹے موٹے دانوں کی تسبیح کھٹا کھٹ گھماتے ہوئے اس طرح بھولے بھالے سنّی مسلمان کو پھُسلاتے ہیں کہ میاں یہ مولویوں کے جھگڑے ہیں کہ فلاں کافر فلاں بدمذہب فلاں گمراہ ہے ہم تو پیر فقیر لوگ ہیں، ہم کو اللہ اللہ کرنے سے فرصت کہاں کہ اِن جھگڑوں میں پڑیں۔ پیر فقیر ہمیشہ ایسے جھگڑوں سے علیٰحدہ ہی رہتے ہیں۔ اور اِن میں کے بعض جو مکارانہ تواضع اور فریب کارانہ انکسار کے لباس سے آراستہ ہوتے ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ اجی! ہم تو فقیر ہیں ہم تو اپنے آپ ہی کو سب سے بُرا سمجھتے ہیں۔ پھر ہم کیوں کسی کو بُرا کہیں۔ اور اِن میں کے بعض مکّار وعیّار اپنے مُریدوں کو یوں تلقین کرتے ہیں کہ ؎

آسائشِ دو گیتی تفصیلِ ایں دو حرف ست　　　با دوستاں تلطّف با دشمناں مُدارا

دوستوں کے ساتھ مہربانی اور دشمنوں کے ساتھ مدارات رکھو تم کو دو جہاں کا آرام مل جائے گا۔ بس جی اللہ اللہ کرو اور اِس شعر پر عمل کرو اور مولویوں کے جھگڑوں سے دور رہو۔ کوئی صوفی نما مُلحد اپنے چیلوں کو یوں بہکاتا ہے کہ میاں ہمارا مذہب تو یہ ہے۔ ؎

حافظا گر وصل خواہی صلح کُن با خاص وعام　　　با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

میاں جب اتنے بڑے ولی اللہ حافظ شیرازی علیہ الرحمہ یوں فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ اللہ اللہ اور ہندوؤں کے ساتھ رام رام کیا کرو تو اِن مولویوں کے جھگڑوں میں پڑ کر کیوں کسی سے دشمنی مول لو۔ کوئی پردۂ درویشی میں چھُپا ہوا زندیق اپنے دام افتادوں کو یوں سُناتا ہے کہ اجی سُن لو! ہمارا مذہب تو عشق ہے۔ اور مذہبِ عشق کا مسئلہ یہ ہے کہ ؎

مباش درپئے آزار ہرچہ خواہی کُن　　　کہ درشریعتِ ماغیر ازیں گناہے نیست

تو ہم کیونکر کسی کو کافر بے دین کہہ کر اُس کا دل دُکھائیں۔ ہمارے مذہبِ عشق میں تو کسی کا دل دُکھانے کے سوا کوئی بات گناہ ہی نہیں۔ اور جو زندقہ والحاد ہی تک کُھل کر معاذ اللہ پہنچ گئے ہیں، وہ تو معاذ اللہ یہاں تک بکتے ہیں کہ سب وہی تو ہے۔ اُس کے سوا ہے کون، کافر بھی وہی مسلمان بھی وہی، وہابی بھی وہی سنّی بھی وہی، کفر بھی وہی اسلام بھی وہی، ظلمت بھی وہی نور بھی وہی، عبد بھی وہی معبود بھی وہی، مخلوق بھی وہی خالق بھی وہی۔ تو پھر ہم کس کو کافر کہیں، کس کو مسلمان سمجھیں۔ اب اِن آدم رو ابلیسوں سے کون کہے کہ بے دینو! توحید ایمان ہے، وحدت حق ہے اتحاد کفر ہے۔ وحدت تو اکابر اولیائے کرام و اعاظم عُرفائے اعلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا حصّہ ہے۔ اور انھیں حضراتِ صوفیہ نفعنا اللہ تعالیٰ فی الدارین ببرکاتہم القدسیہ کا اجماع و اتفاق ہے کہ یہ مسئلہ سراسر حال ہے، قال میں نہیں آسکتا۔ اس کا جس قدر خلاصہ الفاظ میں آسکتا ہے جو اگرچہ اُس کے مفہوم کا کماحقہٗ ادا نہیں کرسکتا۔ لیکن مسئلہ وحدت کی ایک گونہ تقریب الی الفہم کرتا ہے صرف یہ ہے کہ وجود واحد موجود واحد باقی جو کچھ ہے سب اسی کے مجالی و مرایا و مظاہر و ظلال ہیں کہ اپنی حدِّ ذات میں اصلاً وجود وہستی سے بہرہ نہیں رکھتے **کل شیئ ھالك الا وجھه**۔

وحدۃ الوجود کا روشن اور واضح بیان حضور پُرنور امامِ اہلِ سنّت مجدِدِ اعظم فاضل بریلوی سیّدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے رسالۂ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی ''التطلف بجواب مسائل التصوف'' (۱۳۱۲ھ) و رسالۂ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی ''کشفِ حقائق واسرار دقائق'' (۱۳۰۸ھ) میں ملاحظہ ہو۔ وحدت تو وحدت ہی ہے۔ بے ایمانو! تم تو توحید سے بھی محروم ہو۔ توحیؔد کے معنی ہیں معبود اور واجب الوجود ہونے میں اللہ عزّ وجل کو وحدہٗ لاشریک لہٗ ماننا اور تمہارا یہ ناپاک مسلک تو اتحاد ہے جو خالص کفر والحاد ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ تمہارے دھرم میں تمہاری جوروؔ اور ماںؔ دونوں ایک، تمہارا باپ اور بیٹا دونوں ایک، گوبر اور حلوہ دونوں ایک، فیرینی اور پاخانہ دونوں ایک، تمہارا منہ اور پاخانہ پھرنے کی جگہ دونوں ایک، تمہاری بہنوں بیٹیوں کے سب اعضا اور غیر مردوں کے بدن دونوں ایک، حلال وحرام

دونوں ایک، زِنا اور نکاح دونوں ایک، اپنی بیوی کے حقوقِ زوجیت ادا کرنا اور کسی مرد سے منہ کالا کرنا دونوں ایک، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۔

تو یہ مسئلہ تمہارے دھرم میں صرف اسی لیے ہے کہ شریعتِ مطہرہ کے احکام کی پابندی سے بے قیدی اور اپنی نفسانی سیاہکاریوں کے لیے آزادی اور اللہ و رسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کی تکفیرِ شرعی سے چھُٹکارا حاصل کرلو، یا ہر موقع و ہر محل میں اپنے اس ناپاک مسلک پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو؟ اگر پہلی صورت ہے تو تمہاری ابلیس پرستی ودہریت وبے دینی ظاہر ہی ہے۔ اور اگر دوسری صورت کا اِقرار ہے تو کُھلّم کُھلّا عمل پیرا ہونے سے کیوں انکار ہے؟ کسی میدان، کسی تاریخ، کسی وقت کا اشتہار دے کر مجمعِ عام میں اپنی اس ابلیسی چمر توحید کے تماشے دکھاؤ، حلوے کے بدلے پاخانہ کھاؤ، شربت کے بدلے پیشاب نوش فرماؤ۔ اپنی ماں بہن، بیٹی، جورو کے ماتھوں پر جلی قلم سے ”الوقف فی سبیل الشیطان“ کا سائن بورڈ لکھوا کر برسرِ میدان پھراؤ۔ خود بھی اپنی پشت پر موٹے موٹے حروف میں ”وقف فی سبیل ابلیس“ کا بِلّا لگوا کر سارے میدان کا چکر لگاؤ اور ہر قسم کے شیطانی کاموں کے لیے خود بھی وقف ہو جاؤ۔ اور اپنی ماں بہن بیٹی جورو کو اپنی چمر توحید کی تبلیغ کے لیے وقف کراؤ۔ آخر بابیوں کی ''قرۃ العین'' نے بھی تو برقع اُٹھا کر مردوں عورتوں کو بابیت کی تبلیغ کی تھی۔ اور اُمّتِ لیگیہ کے سیاسی پیغمبر مسٹر جینا نے بھی اپنے لیگی اُمتیوں کو حکم دیا ہے کہ عوام کے بے حد دلچسپی لینے کے لیے اپنی عورتوں کو میدان میں لائیں۔

تمہارے دھرم میں سب وہی تو ہے۔ پھر اپنی چمرِ توحید کی اِس تبلیغِ عام سے گریز کی کیوں ٹھہراؤ۔ اور تمہارے دھرم میں ابلیس وشیطان بھی تو ہی ہے تو اس کے نام پر بھی ہرگز مت گھبراؤ۔ اور تمہارے اس ناپاک مسلک پر میدان اور میدان کے سارے تماشائی بھی تو سب وہی ہیں۔ تو مجمعِ عام میں برسرِ میدان اپنی چمرِ توحید کے یہ انوکھے نرالے تماشے دِکھانے سے بھی ہرگز مت شرماؤ۔ اپنی ناپاک چمر توحید کی اور سب دلرُبا ادائیں تو شاید بکمالِ

بے حیائی دِکھانے کے لیے کوئی مفت خوار نوگرفتار بہزار افتخار تیار بھی ہو جائے لیکن اپنے کھانے کا منہ اور پاخانہ پھرنے کی جگہ دونوں کے ایک ہونے کا ثبوت کیونکر دے سکے گا۔

کذٰلِك العذاب ولعذاب الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون۔

پیارے سُنّی مسلمانو! بنظرِ انصاف ملاحظہ فرماؤ۔ یہ ہے اِن مکّار صوفی نما شیطانوں کی چمر توحید۔ جس کے پردے میں یہ اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے کفر و ارتداد کو چُھپاتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔ اِس ابلیسی چمرِ توحید کا لاجواب مفصّل ردّ قاہر فقیر کے رسالۂ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی ''بدایونی سکوت عجز گریز مبہوت'' (۱۳۳۹ھ) میں ملاحظہ ہو۔

پیارے سُنی مسلمانو! اِن انسان صورت شیطانوں کی اِس ابلیسی چمرِ توحید کو پیرِ نیچر کی ''تکذیب القرآن'' صفحہ ۲۹/ والی عبارتِ ملعونہ سے جو ردِّ نیاچرہ میں گزر چکی ملا کر دیکھو۔ الحاد و بے دینی و زندقہ و دہریت کا کُھلا ہوا نتیجہ دینے کے لحاظ سے دونوں عبارتوں میں کچھ بھی فرق ہے؟ جب معاذ اللہ سب وہی وہ ہے تو پھر کیسا کفر کیسا اسلام، کہاں کی دہریت کہاں کا ایمان۔ وَالْعَیَاذُ بِاللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْمُسْتَعَانِ بِهِ الثِّقَّةُ وَعَلَیْهِ التُّکْلَانُ۔

یہ شعر کہ ''مباش درپے آزار و ہرچہ خواہی کُن۔ کہ در شریعتِ ما غیر ازیں گناہے نیست'' ہرگز حافظ شیرازی علیہ الرحمہ یا کسی اور ولی اللہ کا کلام نہیں۔ یقیناً کسی زندیق کا افترا و الحاق ہے۔ ایسی کُھلی ہوئی دہریت جو اس سے آشکار ہے، ولی اللہ تو ولی اللہ کوئی مسلمان بھی نہیں کہہ سکتا کہ ''دل آزاری کے سوا کوئی فعل گناہ ہی نہیں'' اور اگر بالفرض حضرت حافظ علیہ الرحمۃ ہی کا یہ شعر ہو تو اس کے ظاہری معنی اس سے ہرگز مراد نہیں ہو سکتے۔ بلکہ آزار سے مراد ناراض کرنا ہو گا۔ اور کفر و شرک سے لے کر مکروہِ تحریمی تک درجہ بدرجہ ہر فعل ایسا ہے جو اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ناراضی کا سبب ہے۔ تو اب اِس معنی پر یہ شعر جُملہ منہیاتِ شرعیہ کو حاوی ہو گیا، کہ اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ناراضی کے مقابلے میں غیر کی ناراضی ناقابلِ اعتنا اور کالعدم ہے۔ شعر کا مطلب یہ ہو گیا کہ

اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ناراض کرنے کے سوا کسی اور چیز کا نام ہماری شریعتِ مطہرہ میں گناہ ہے ہی نہیں۔ اب یہ شعر اِس معنی میں یقیناً حق ہے۔ اور اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین وتکذیب کرنے والوں کے اقوالِ کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی اُن کو مسلمان کہنا، اُن کو کافر کہنے سے زبان روکنا، اُن پر شرعی فتوائے کفر دینے کو اُن کی ناحق دل آزاری بتانا یقیناً اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ناراضی کا قطعی سبب اور خود کفر وارتداد ہے جو تمام گناہوں میں سب سے بدترین گناہ ہے۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔ اسی طرح یہ شعر بھی کہ ؂

آسائشِ دو گیتی تفصیلِ ایں دو حرف ست ‏ ‏ ‏ ‏ با دوستاں تلطّف با دُشمناں مُدارا

صرف مسلمان دوستوں اور ایماندار دشمنوں ہی کے ساتھ خاص ہے۔ ہرگز کفار ومشرکین ومرتدین کو عام نہیں۔ مطلب صرف اس قدر ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں میں جو لوگ تمہارے ساتھ دوستی کریں اُن کے ساتھ مہربانی رکھو۔ اور جو مسلمان بھائی کسی دنیوی منازعت یا ذاتی مخاصمت کے سبب تمہارے دشمن ہو گئے ہوں اُن کی مُدارات کرو۔ تو تم کو اُس حُبِّ فی اللہ کے طفیل دونوں جہاں کا آرام عطا فرمایا جائے گا۔ اور اگر اِس شعر کو کفار و مشرکین ومرتدین کے لیے بھی عام رکھا جائے تو خالص کفر و بے دینی ہو جائے گا۔ پھر قرآنِ پاک وحدیث شریف کے روشن وواضح نصوصِ جلیلہ کے مقابلے میں کسی جاہل مجہول شعر گو کا بے باکانہ جاہلانہ اِفترائی الحاقی شعر مسلمان کے لیے کیا قابلِ قبول ہو سکتا ہے۔

اوّل تو حضرت حافظ علیہ الرحمہ کے اِس شعر کے معنی ہرگز وہ نہیں جو پیر ومرشد صوفی کہلانے والے صلح کلّی نے گڑھے۔ بلکہ یقیناً صرف مسلمانوں ہی کے حق میں مخصوص ہے کما بینّا اور اگر بالفرض وہ عام معنے ہی اِس شعر کی مُراد ہوں تو یقیناً یہ شعر کسی جاہل بے باک کا الحاقِ ناپاک ہے۔ اِسی طرح یہ ناپاک شعر بھی ؂

حافظاؔ گر وصل خواہی صُلح کُن با خاص وعام ‏ ‏ ‏ ‏ با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

ہرگز ہرگز ہرگز حضرت حافظؔ شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نہیں۔ اُن کے سارے دیوان

میں اِس نجس شعر کا ہرگز پتہ نہیں۔ حافظ شیرازی تو ولی اللہ و عارف باللہ ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔کوئی جاہل سا جاہل مسلمان بھی ہرگز ایسا کفر نہیں بک سکتا کہ مسلمانوں کے ساتھ اللہ اللہ اور بُت پرستوں کے ساتھ بُت کی پوجا کرو تو معاذ اللہ وصلِ الٰہی نصیب ہوگا۔ البتہ ایک مرتبہ حضرت سیّد الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے عرض کی گئی کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو پیری فقیری کا دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شریعت کے معنی تو ہیں راستہ۔ راستے کی اسے ضرورت ہوتی ہے جو منزلِ مقصود کی طرف چل رہا ہے۔ مگر جو اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ گیا اس کو اب راستے کی ضرورت کیا رہی۔ ہم تو پہنچ چکے اب ہم کو شریعت کی حاجت نہیں۔ سیّدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: صَدَقُوا وَاللّٰہِ لَقَدْ وَصَلُوا وَلٰکِنْ اِلٰی اَیْنَ اِلٰی سَقَر۔ یعنی انھوں نے سچ کہا خدا کی قسم بے شک وہ پہنچ گئے لیکن کہاں تک پہنچے؟ جہنّم تک۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

تو اگر وصل کے وہی معنی اِس شعر میں بھی مُراد لیے جائیں تو کسی جاہل بے قید کے اِس جاہلانہ شعر کے معنی بھی صحیح ہو سکتے ہیں۔ کہ اے حافظ اگر جہنّم کا وصل تو چاہتا ہے تو ہر ایک خاص وعام کے ساتھ صلح کرلے۔ مسلمانوں کے ساتھ اللہ اللہ اور ہندوؤں کے ساتھ رام رام کیا کرو۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

اپنے آپ کو سب سے بدتر سمجھنے کے الفاظ جو بعض عرفا کے کلام میں وارد ہوئے ہیں اُس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ بحیثیتِ اعتقاد اپنے آپ کو کافروں، مشرکوں، مرتدوں سے بدتر سمجھتے ہیں کہ یہ تو اپنے آپ کو کافروں مرتدوں سے بدتر سمجھنا نہ ہوا، بلکہ اپنے ایمان و اسلام کو کفار و مشرکین و مرتدین کے کفر و شرک و ارتداد سے بدتر ٹھہرانا ہوا۔ وَمَا ھُوَ اِلَّا زَنْدَقَۃ وَاِلْحاد۔ لَا یُمکن ان یتفوہ بہ مؤمن صحیح الاعتقاد۔ فما ظنک بالعرفاء الامجاد۔ وَالْعَیَاذُ بِاللّٰہِ الْمَلِکِ الْجَوَّاد۔

بلکہ حسرتِ دیدارِ خدا و رسول جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں مشتاقانِ جمالِ خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اِس اندازِ بیان سے اپنی

تڑپ اور بے چینی اور بے قراری کو ظاہر کیا ہے کہ کفّار و مشرکین کو دنیا ہی میں اُن کے آلہۂ باطلہ کا وصال نصیب ہے جس کو انھوں نے اپنا مقصود سمجھ رکھا ہے۔ اُن کو اس بارے میں سکون و اطمینان حاصل ہے۔ اور دیدارِ خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تمنائی انتظارِ قیامت میں تڑپ رہے ہیں، بے چین اور مُضطرب ہیں۔ تو قطعِ نظر اِس سے کہ کفّار و مشرکین کو اُن کے اِس دنیوی سکون واطمینان کے بدلے ہمیشہ کا عذابِ نار ہوگا۔ اور دیدارِ خدا اور سول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تمنا میں تڑپ تڑپ کر جان دینے والا ابدی راحتوں اور نعیمِ مقیم کا سزاوار ہوگا۔ صرف اِسی دنیوی ظاہری سکون واضطراب کے لحاظ سے دیکھا جائے تو تڑپ تڑپ کر زندگی گزارنے والے سے اُس کا حال بہتر نظر آئے گا جو چین اور اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہو۔ یہ قول گویا اس حدیث شریف کا ترجمان ہوا کہ فرمایا گیا: اَلدُّنْیَا سِجن الْمُؤْمِن وَ جَنَّۃُ الْکَافِر یعنی دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنّت ہے۔ دیکھنے میں بظاہر اس شخص کا حال جو آزادی سے باغ میں رہتا ہو قیدی کے حال سے بہتر ہی نظر آئے۔ کہ یہ تڑپ تڑپ کر اپنی قید کے دن گزار رہا ہے۔ اگرچہ درحقیقت یہ اِس کے حق میں رحمت و نعمت اور وہ اُس کے لیے مہلت و نقمت ہے۔ اِن جاہل صوفی نما گمراہ گروں سے کون کہے کہ ۔

تو چہ دانی زبانِ مرغاں را　　　　کہ ندیدی گہے سُلیماں را

تو اب جو شخص دیدارِ خدا اور سول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حسرت و آرزو میں تڑپ تڑپ کر دنیوی زندگی کے دن گزار رہا ہو اور ہر وقت اِسی انتظار میں ہو کہ کب میں بتوفیق اللہ تعالےٰ ایمان کے ساتھ دنیا کے اِس جیل خانے سے باہر نکلوں اور میرا زمانۂ فراق ختم ہو جو زبانِ حال سے برابر یوں عرض کر رہا ہو جس طرح حضور پُرنور امامِ اہلِ سنّت مجددِ اعظم فاضل بریلوی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا مولوی حافظ قاری حاجی مفتی شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ وارضاہ عنا رضی عنا بہٖ بکمال سوز و گداز مالکِ کونین محبوبِ ربُّ المشرقین والمغربین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

فی الملوین کی سرکارِ کرم میں عرض کرتے ہیں ۔

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا

وہ خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان میں تنقیص و تکذیب کرنے والوں کے کلماتِ کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد ان کو کافر و مرتد کہنے سے ہرگز ہرگز گریز نہ کرے گا، ہرگز ان کو کفر و ارتداد پر اپنی صوفیت کا پردہ نہیں ڈالے گا کہ ایسا کرنے والا تو معاذ اللہ کافر مرتد مَلُوم اور دیدارِ الٰہی سے ہمیشہ کے لیے محروم ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: وَاِنَّهُمۡ عَنۡ رَّبِّهِمۡ يَوۡمَئِذٍ لَّمَحۡجُوۡبُوۡنَ۝ یعنی اور بے شک کفّار اپنے رب کے دیدار سے اُس دن محروم ہوں گے۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

بدمذہبوں، بے دینوں، مرتدوں کے اقوالِ کفریہ کا رَد کرنا، خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شانِ عالی میں توہین و تکذیب کرنے والوں کی مذمتیں اور اُن کی برائیاں بیان کرنا، اُن کے اقوالِ خبیثہ کے مطابق اُن پر بدمذہب گمراہ کافر مرتد بے دین ہونے کے احکامِ شرعیہ صادر کرنا ہرگز مولویوں کا جھگڑا نہیں۔ بلکہ اللہ تبارک وتعالےٰ کا پاک کلام قدیم، اُس کا پیارا قرآنِ عظیم اِن اُمور سے لبریز ہے۔ تو اِن صلح کلّی پیر نما قزاقوں کے اِس قول کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ کے پیارے کلامِ مجید میں معاذ اللہ جھگڑے بھرے ہوئے ہیں۔ اِن مرشد نما ڈاکوؤں کو اللہ اللہ کرنے سے اتنی فرصت ہی نہیں ملتی کہ قرآنی جھگڑوں کی طرف توجہ بھی کر سکیں۔ وَالۡعَيَاذُ بِاللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۔

سب پیروں کے پیر اور جُملہ میروں کے میر پیرِ پیراں میرِ میراں حضور پُرنور قطب الاقطاب غوث الاغواث سیّدنا الشیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ وارضاہ عنا ورضی عنا بہ سے بڑھ کر کون سا اللہ اللہ کرنے والا پیر فقیر ہوگا۔ جن کا قدم باجماعِ تمام اولیائے کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی گردنوں پر ہے۔ خود سرکارِ غوثیت مدار رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے کتابِ مستطاب ''غنیۃ الطالبین'' شریف تصنیف فرمائی۔ اور مسلمان کہلانے والوں میں جس قدر گمراہ بدمذہب مرتد فرقے اس وقت تک پیدا ہو چکے تھے

اُن سب کے عقائد کفر وضلال نقل فرما کر اُن پر صاف صاف احکامِ شرعیہ صادر فرما دیئے۔ پھر کیا اُن کے اللہ اللہ کرنے میں کچھ کمی آ گئی یا اُن کے مراتبِ ولایت میں معاذ اللہ کچھ فرق پڑ گیا۔ حاشا! بلکہ ہوا یہ کہ خود اُن کے بابا جان سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دینِ پاک نے اُن سے آ کر فرما دیا کہ تم نے مجھ کو زندہ کر دیا، تم ''محی الدین'' یعنی دین کو زندہ کرنے والے ہو۔ حضرت امام حجۃُ الاسلام محمد محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو اپنی کتابِ تصوف ''احیائے العلوم'' شریف میں بدمذہبوں، بددینوں پر غلظت وشدّت کے احکامِ شرعیہ بیان فرمائے۔ کیا اِس سے اُن کی صوفیت میں کچھ نقصان آ گیا، حاشا! بلکہ اُنھیں علمائے ربانی واولیائے حقّانی نے حجۃ الاسلام وحکیم الامّۃ المحمدیہ مان لیا۔ اور اگر اِن صلح کلّی متشیّخین کو اتنی لیاقت نہیں کہ اِن عربی کتابوں کو دیکھیں سمجھیں، تو چند اشعار مثنوی شریف کے ہم اِس فتوے میں نقل کرتے ہیں ۔

رَوْ اَشدَّ اءعلی الکُفّار باش | خاک بر دلداریِ اغیار پاش

اسی میں فرماتے ہیں ۔

دور شو از اختلاطِ یارِ بد | یار بد بدتر بود از مارِ بد
مارِ بد تنہا ہمیں بر جاں زند | یارِ بد بر جان و بر ایماں زند

اُسی میں فرماتے ہیں ۔

صحبتِ صالح ترا صالح کند | صحبتِ طالح ترا طالح کند

یعنی اے راہِ حق پر چلنے والے تو ہمیشہ کافروں پر سخت رہ اور غیروں کی دوستی پر خاک ڈال۔ بدمذہب دوست کے میل جول سے دور رہ کہ بدمذہب دوست تو زہریلے سانپ سے بھی زیادہ بُرا ہوتا ہے۔ بُرا سانپ صرف جان پر حملہ کرتا ہے، لیکن بدمذہب دوست تو جان و ایمان دونوں پر حملہ کرتا ہے۔ نیک کی صحبت تجھے نیک بنا دے گی بد کی صحبت تجھے بد بنا دے گی۔ کیا یہ تصوف کی تعلیمات نہیں۔ کیا مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان اشعار میں اللہ اللہ کرنے سے روک رہے ہیں۔ کیا اُن کی ولایت میں اِس سے کچھ کمی آ گئی۔ وَالْعَیَاذُ بِاللہِ

تعَالیٰ۔

اِن صوفی صورتوں ابلیس سیرتوں کا اِس ضروری دینی مسئلے پر بھی ایمان نہیں کہ اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے اقوالِ کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد جو شخص اُن کو مسلمان کہے یا اُن پر شرعی حکمِ کفر سُنانے کو جھگڑا بتائے وہ خود بے ایمان ہے مسلمان ہی نہیں۔ اور ایسا شخص اگر عمر بھر اللہ اللہ کرتا رہے تو اس کے سارے اعمال رائیگاں اور اکارت ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

| | |
|---|---|
| وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّ وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ | یعنی اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے دھوپ میں چمکتا ریتا کہ پیاسا اسے پانی سمجھے یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچا تو اسے کچھ نہ پایا اور اللہ کو اپنے پاس پایا تو اُس نے اس کا حساب بھرپور دیا اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ |

(۱) حضرت امام ربّانی مجدد الفِ ثانی علیہ الرضوان السُبحانی اپنے مکتوبات شریف جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۴۳ صفحہ ۵۹ میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| استدلال و کشف ہر چند مخالفِ شریعت ست مردود ست کل حقیقۃ ردتہ الشریعۃ فھو زندقۃ۔ | یعنی استدلال اور کشف جو کچھ بھی شریعتِ مطہرہ کے خلاف ہو مردود ہے جس حقیقت کو بھی شریعتِ مقدسہ رَد فرمادے تو وہ زندیقیت اور بے دینی ہے۔ |

(۲) پھر اِسی جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۱۱۲ میں صفحہ ۱۳۳ پر فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| کار آنست کہ برعقائدِ اہلِ سنّت و جماعت متحقق گردیم۔ بایں دولت کہ اگر احوال و مواجید عطا فرمایند منت می داریم والاہمیں دولت را کافی میدانیم چوں ایں ہست ہمہ ہست۔ | یعنی اصل کام تو یہی ہے کہ اہلِ سنّت و جماعت کے عقیدوں پر ہم ثابت و مستقیم ہو جائیں اس دولت کے ساتھ اگر وجد و حال کی دولتیں عطا فرمائیں تو ہم احسان مانیں گے ورنہ صرف اسی دولتِ سنّیت کو ہم کافی جانتے ہیں۔ جب یہ دولت ہے تو سب کچھ ہے۔ |

(۳) پھر پونے تین سطر بعد فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| احوال و مواجید کہ بے تحقق بحقیقتِ معتقداتِ ایں فرقۂ ناجیہ میسّر شود جز استدراج نمی دانیم و جُز خرابی ہیچ نمی انکاریم باایں دولتِ اتباعِ فرقۂ ناجیہ ہرچہ بدہند منت می داریم و شکر بجامی آریم واگرہمیں را بدہند و ہیچ از احوال و مواجید ندہند باک نداریم و راضی ایم۔ | وجد و حال کی جو کیفیتیں اِس نجات پانے والے فرقہ اہلِ سنّت کے عقیدوں پر ثبات و استقامت کے بغیر حاصل ہوں ہم اسے استدراج[1] کے سوا کچھ نہیں جانتے ہیں اور اس کو خرابی کے سوا کچھ نہیں سمجھتے ہیں اور اِس مستحقِ نجات فرقے کے اتباع کی دولت کے ساتھ جو کچھ بھی عطا فرمائیں تو ہم احسان مانتے اور شکر بجالاتے ہیں۔ اور اگر صرف یہی دولتِ اتباعِ فرقۂ اہلِ سنّت عطا فرمائیں اور طریقت کا حال تصوف کا وجد وغیرہ کچھ بھی نہ دیں تو ہم کچھ پرواہ نہیں رکھتے ہیں اور اسی پر ہم راضی ہیں۔ |

(۴) پھر اسی مکتوب شریف میں صفحہ ۱۳۴ پر فرماتے ہیں:

[1] اللہ عزّوجل کی طرف سے اس کے نافرمان بندوں کو جو ڈھیل دی جاتی ہے اُسے استدراج کہتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

| | |
|---|---|
| مصداقِ صحتِ کشف و الہام مطابقت ست با علومِ علمائے اہلِ سنّت۔ اگر سرِ موئے مخالفت ست از دائرۂ صواب بیرون ست ھذا ھو العلم الصحیح والحق الصریح فما ذا بعد الحق الا الضّلٰل۔ | یعنی اولیائے کرام و صوفیائے عظام نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتھم القدسیہ فی الدین والدنیا والآخرہ کے کشف و الہام کے درست و صحیح ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ علمائے اہلِ سنّت دامت برکاتہم کے علوم و عقائد کے مطابق ہو اگر ایک بال برابر بھی اُن سے مخالف ہے تو دائرۂ صحت سے باہر ہے۔ یہی علمِ صحیح اور حقِ صریح ہے تو حق کے سوا جو کچھ ہے گمراہی کے سوا اور کیا ہے۔ |

(۵) اِسی جلد کے مکتوب نمبر ۱۵۷ صفحہ ۱۵۸ پر فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| آنچہ بر ما و شما لازم ست تصحیحِ عقائد ست بمقتضائے کتاب و سنّت بر نہجیکہ علمائے اہلِ حق شکر اللہ تعالیٰ سعیھم از کتاب و سنّت آں عقائد را فہمیدہ اند و از انجا اخذ کردہ۔ چہ فہمیدنِ ما و شما از تیز اعتبار ساقط ست اگر موافقِ افہامِ ایں بزرگواراں نباشد۔ زیرا کہ ہر مبتدع و ضال احکامِ باطلۂ خود را از کتاب و سنّت می فہمد و از انجا اخذ می نماید۔ وَالحال انہ لا یَغْنِیْ مِنَ الْحَقِ شَیْئًا۔ | یعنی وہ جو ہم پر اور تم پر لازم ہے عقیدوں کو قرآنِ عظیم و حدیثِ کریم کے مطابق اسی طور پر صحیح کرنا ہے جس طور حضرات علمائے اہلِ سنّت نے (اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے) قرآن و حدیث سے اُن عقائد کو سمجھا اور ان سے استنباط کیا ہے۔ کیونکہ ہمارا تمہارا سمجھنا اگر اِن بزرگواروں کی سمجھ کے مطابق نہ ہو تو درجۂ اعتبار سے ساقط ہے۔ اس لیے کہ مسلمان کہلانے والا ہر ایک بدمذہب و گمراہ اپنے باطل عقیدوں کو قرآن و حدیث ہی سے سمجھنے کا اِدّعا کرتا ہے اور اپنے گمان میں انھیں سے استنباط کرتا ہے حالانکہ وہ حق کی جگہ کچھ بھی کام نہیں دیتا۔ |

(٦) پھر فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| ثانیاً علم باحکامِ شرعیہ است از حلال وحرام وفرض وواجب ثالثاً عمل بمقتضائے ایں علم است۔ رابعاً طریقِ تصفیہ و تزکیہ کہ مخصوص بصوفیۂ کرام ست قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم۔ تا تصحیحِ عقائد نہ نماید علم باحکامِ شرعیہ فائدہ نمی دہد۔ وتا ایں ہر دو متحقق نشوند عمل نافع نیاید۔ وتا ایں ہر سہ میسّر نہ گردند حصولِ تصفیہ و تزکیہ مُحال ست۔ | یعنی پھر دوسری بات یہ ضروری ہے کہ شریعتِ مطہرہ کے جو احکام حلال وحرام فرض وواجب وغیرہ ہیں اُن کا علم حاصل کیا جائے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اِس علم کے مطابق عمل بھی کریں۔ چوتھی بات یہ ہے کہ تصفیۂ قلب وتزکیۂ روح کا طریقہ جو حضرات صوفیہ کرام قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم کے ساتھ خاص ہے اختیار کرکے اپنے قلب اور اپنی روح کو پاک وصاف کریں۔ جب تک اپنے عقیدے درست نہ کرے گا احکامِ شریعت کا علم کچھ نفع نہ دے گا اور جب تک یہ دونوں باتیں حاصل نہ ہوں گی عمل کچھ مفید نہ ہوگا۔ اور جب تک یہ تینوں باتیں میسّر نہ ہوں گی قلب وروح کا تصفیہ وتزکیہ ناممکن ہے۔ |

(۷) پھر اِسی جلد کے مکتوب نمبر ۱۹۳ صفحہ ۱۹۲ پر فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| نخستیں ضروریات برارباب تکلیف تصحیح عقائد ست بروفق آرائے علمائے اہلِ سنّت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کہ نجاتِ اُخروی وابستہ باتباع آرائے صواب نمائے ایں بزرگواران ست و فرقۂ ناجیہ ہم ایشاں واتباعِ ایشاں۔ وایشانند کہ برطریق آں سرور و اصحابِ آں سرور اند صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیہ وعلیٰ آلہ اجمعین واز عُلومیکہ از | یعنی عاقل بالغ پر جو سب سے پہلا فرض ہے وہ یہ ہے کہ حضراتِ علمائے اہلِ سنّت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کی تحقیقات کے موافق اپنے عقیدوں کو درست کرے کہ نجاتِ اُخروی اُنھیں کے عقائدِ صحیحہ کے اتباع سے وابستہ ہے اور نجات پانے والے وہی حضرات اور انھیں بزرگواروں کا اتباع کرنے والے ہیں۔ اور وہی لوگ ہیں جو حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے طریقے پر ہیں۔ اور قرآن و حدیث سے جس قدر علوم حاصل ہوتے ہیں اُن میں |

| | |
|---|---|
| کتاب وسنّت مستفاد ند ہماں معتبر اند کہ ایں بزرگواراں از کتاب و سنّت اخذ کردہ اند وفہمیدہ زیرا کہ ہر مبتدع وضال عقائد فاسدۂ خودرا بزعمِ فاسد خود از کتاب وسنّت اخذ می کند پس ہر معنی از معانئ مفہومہ ازینہا معتبر نباشد۔ | سے صرف وہی علوم معتبر ہیں جو اِن بزرگوں نے قرآن وحدیث سے حاصل کیے اور سمجھے ہیں کیونکہ مسلمان کہلانے والا ہر ایک بدمذہب ہر ایک گمراہ بھی اپنے گمانِ فاسد میں اپنے عقائدِ فاسدہ کو قرآن وحدیث سے حاصل کرتا ہے۔ تو قرآن وحدیث سے سمجھ میں آنے والے تمام معانی میں سے ہر ایک معنی کا اعتبار نہ ہوگا۔ |

(۸) پھر اِسی صفحے پر فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| از حضرت خواجۂ احرار قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ منقول است کہ می فرمودند کہ اگر تمام احوال ومواجید رابما بدہند وحقیقتِ مارابعقائدِ اہلِ سنّت و جماعت متحلّی نسازند جز خرابی ہیچ نمی دانیم واگر تمام خرابیہا رابر ما جمع کنند وحقیقتِ مارابعقائد اہلِ سنّت و جماعت بنوازند ہیچ باکے نداریم۔ | یعنی حضرت عبیداللہ خواجۂ احرار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے منقول ہے کہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مواجید و حالات وکشوف و الہامات وخوارقِ عادات سب کچھ ہم کو دیں اور ہماری حقیقت کو اہلِ سنّت و جماعت کے عقائد کے ساتھ آراستہ نہ کریں تو ہمیں خرابی کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا اور اگر تمام خرابیوں بربادیوں کو ہم پر اکٹھا کردیں اور ہماری حقیقت کو سُنّیوں کے عقیدوں سے نواز دیں تو ہمیں کچھ پرواہ نہ ہوگی۔ |

(۹) پھر اِسی جلد کے مکتوب نمبر ۲۰۷ میں صفحہ ۲۰۶ پر فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| آں جا وجد وحال را تا بمیزانِ شرع نسنجند بہ نیم جیتل نمی خرند و کشوف والہامات را تا بر محکِّ کتاب وسنّت نہ زنند بہ نیم | یعنی مقامِ طریقت میں وجد و حال کو جب تک شریعت کی ترازو میں تول نہیں لیتے ایک پیسے کے پچیسویں حصّے میں بھی نہیں خریدتے۔ اور کشف و الہام کو جب تک قرآن وحدیث کی کسوٹی پر کس نہیں |

| | |
|---|---|
| جوے نمی پسندند مقصودِ سلوکِ طریق صوفیہ حصول ازدیاد یقین ست بمعتقداتِ شرعیہ کہ حقیقتِ ایمان ست و نیز حصول لیُسرت در ادائے احکامِ فقہیہ نہ امرے دیگر ورائے آں۔ | لیتے آدھے جَو کے بدلے میں بھی پسند نہیں کرتے۔ صوفیۂ صافیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقے پر سلوک کا مقصود صرف یہی ہے کہ عقائدِ شرعیہ پر اور زیادہ یقین حاصل ہو جائے جو ایمان کی حقیقت ہے۔ اور احکامِ فقہیہ کے ادا کرنے میں آسانی بھی حاصل ہو جائے اِس کے سوا کوئی اور بات مقصود نہیں۔ |

(۱۰) بعینہٖ یہی مضمون اِسی جلد کے مکتوب نمبر ۲۱۷ میں صفحہ ۲۲۵ پر فرمایا:

(۱۱) پھر اسی جلد کے مکتوب نمبر ۲۱۳ میں صفحہ ۲۱۸ پر ارشاد فرمایا:

| | |
|---|---|
| خلاصۂ مواعظ و زبدۂ نصائح اختلاط و انبساط با اہلِ تدیُّن و اربابِ تشرُّع ست۔ تدیُّن و تشرُّع منوط بسلوک طریقۂ حقۂ اہلِ سنّت و جماعت ست کہ فرقۂ ناجیہ اند درمیانِ سائرِ فرقِ اسلامیہ نجات بے متابعت ایں بزرگواراں محال ست و فلاح بے اتباع آراے اینہا ممتنع۔ دلائلِ عقلی و نقلی و کشفی بریں معنی شاہد ست کہ احتمالِ تخلُّف ندارد۔ و اگر معلوم شود کہ شخصے برابر خردل از صراط مستقیم ایں بزرگواراں جدا افتادہ ست صحبت او را سَمِّ قاتل باید دانست و مجالستِ او را زہرِ افعٰی باید انگاشت۔ طالب | یعنی سارے واعظوں کا خلاصہ اور تمام نصیحتوں کا عطر یہی ہے کہ دیندار پابندِ شریعت لوگوں سے میل جول محبت رکھی جائے دینداری اور پابندیٔ شریعت تو اہلِ سنّت و جماعت کے طریقۂ حقہ پر چلنے ہی کے ساتھ وابستہ ہے کہ مسلمان کہلانے والے تمام فرقوں میں نجات پانے والا یہی فرقہ ہے۔ بغیر ان بزرگواروں کی اتباع کے نجات محال ہے۔ اور بغیر اِن کے عقائد کی پیروی کے فلاح ناممکن ہے۔ عقلی و نقلی و کشفی ایسی دلیلیں اِس معنی پر شاہد ہیں جن کے غلط ہونے کا احتمال نہیں ہے اور اگر معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص رائی برابر بھی اِن بزرگواروں کے سیدھے راستے سے الگ پڑ گیا ہے تو اُس کی صحبت کو سَمِّ قاتل سمجھنا چاہیے۔ اور اس کے پاس اُٹھنے بیٹھنے کو سانپ کا زہر جاننا چاہیے۔ |

| | |
|---|---|
| علمانِ بیباک از ہر فرقہ کہ باشند نُصوص دین اند اجتناب از صحبتِ اینہا نیز از ضروریات ست و ایں ہمہ فتنہ و فساد کہ در دین پیدا شدہ است از شومیٔ ایں جماعت ست کہ بواسطۂ حطامِ دنیوی آخرتِ خود را برباد دادہ اند۔ | بے باک مُلّا نے جس فرقے کے بھی ہوں دین کے چور ہیں اُن کی صحبت سے پرہیز رکھنا ضروری ہے۔ اور یہ جو کچھ فتنہ و فساد دین میں پیدا ہوا ہے اِنھیں بد مذہب مُلّانوں کی جماعت کی نحوست کے سبب ہے جنھوں نے دنیا کی تھوڑی سی حقیر پونجی کے واسطے اپنی آخرت کو برباد کر دیا ہے۔ |
| أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ۔ | یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی۔ تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ نہ جانتے تھے۔ |
| ابلیسِ لعیں را شخصے دید کہ آسودہ و فارغ البال نشستہ است و دست را از اغوا و اضلال کوتاہ کردہ۔ سِرِّ آں را پُرسید۔ لعیں گفت علماے سوء ایں وقت کارِ مرا کفایت کردہ اند و مُتکفّلِ اغوا و اضلال گشتہ۔ | ابلیسِ ملعون کو ایک شخص نے دیکھا کہ آرام سے بےفکر بیٹھا ہے اور بہکانے اور گمراہ کرنے سے ہاتھ روک لیا ہے۔ اِس کا بھید پوچھا۔ ملعون بولا اِس زمانے کے بدمذہب مُلّانوں نے مجھ کو بےفکر کر دیا ہے۔ اور انھوں نے گمراہ کرنے اور بہکانے کا سارا بوجھ اپنے ہی اوپر اُٹھا لیا ہے۔ |

(۱۲) پھر اِسی جلد کے مکتوب نمبر ۲۸۹ میں صفحہ ۳۹۸ پر فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| انما الصالح للحجة والتقليد اقوال العلماء من اهل السنة فما واقف اقوالهم من كلام الصوفية يقبل وما خالفهم لايقبل على انا نقول ان الصوفية | یعنی سند لانے اور اتباع کرنے کے لائق تو صرف علمائے اہلِ سنّت ہی کے اقوال ہیں تو ان کے اقوال سے صوفیہ کا جو کلام موافق ہوگا قبول کیا جائے گا اور جو اُن کے خلاف ہوگا نا مقبول ہوگا۔ علاوہ اِس کے ہم تو یہ کہتے ہیں کہ مستقیم حالات والے صوفیہ شریعتِ مطہرہ کی حد سے قطعاً تجاوز |

المستقیمة الاحوال لم یتجاوزوا الشریعة اصلا لا فی الاحوال ولا فی الاعمال ولا فی الاقوال ولا فی العلوم والمعارف وتعلمون ان بقیة الخلاف من الشریعة ناشئة عن سقم فی الحال وخلل فیه ولو صدق الحال ما خالف الشریعة الحقة وبالجملة خلاف الشریعة دلیل الزندقة وعلامة الالحاد غایة مافی الباب ان الصوفی لو تکلم بکلام مخالف للشریعة ناش عن الکشف فی غلبة الحال و سکر الوقت فھو معذور و کشفه غیر صحیح و غیر صالح للتقلید ینبغی ان یحمل کلامه ویصرف عن ظاھرہ فان کلام السکاری یحمل ویصرف عن ظاھرہ۔

ہی نہیں کرتے نہ احوال و اعمال میں نہ اقوال و علوم و معارف میں اور یہ تم جانتے ہو کہ شریعت کے ساتھ جو کچھ مخالفت باقی رہ جاتی ہے اِس کا سبب یہی ہے کہ حالات میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے خلل پڑ جاتا ہے۔ اور اگر حال سچّا ہوتا تو شریعتِ حقہ کے خلاف نہ ہوتا۔

اور خلاصۂ کلام یہ ہے کہ شریعت کی مخالفت زندیقی کی دلیل اور بے دینی کی علامت ہے۔ انتہائی بات جو اس بارے میں کہی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ صوفی اگر کوئی ایسا کلام بولے جو (بظاہر) شریعت کے خلاف ہو اور غلبۂ حال وسُکرِ وقت کے کشف سے صادر ہوا ہو تو وہ معذور ہے اور اس کا کشف اپنے ظاہری معنی پر صحیح نہیں اور جو اس کے ظاہر معنی ہیں وہ قابلِ اتباع بھی نہیں، بلکہ لازم ہے کہ اُس کے کلام کے کوئی ایسے معنی لیے جائیں جو مخالفتِ شریعت نہ ہوں اور ظاہری معنی کو اُس کی مراد قرار نہ دیا جائے، کیونکہ سُکر والوں کے کلام سے اس کے ایسے مخفی معنی مراد لیے جاتے ہیں جو موافقِ شریعت ہوں۔ اور اُس کے خلافِ شریعت ظاہری معنی کو اُس کی مراد نہیں ٹھہرایا جاتا ہے۔

(۱۳) پھر اپنے مکتوبات شریف کی جلد دوم کے مکتوب نمبر ۶۷ میں صفحہ ۱۲۵ پر فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| خُبثِ اعتقاد کہ مخالفِ معتقداتِ اہلِ سنّت ست سَمِّ قاتل ست، کہ بموتِ ابدی وعتابِ سرمدی رساند۔ مداہنت و مساہلت درعمل اُمیدِ مغفرت دارد اما مداہنت اعتقادی گنجائش مغفرت نہ دارد۔ | یعنی جو عقیدہ سُنّیوں کے مخالف ہے اُس کی گندگی زہرِ قاتل ہے کہ ہمیشہ کی موت اور دوامی عقاب تک پہنچاتی ہے۔عمل میں سُستی اور کاہلی پر تو مغفرت کی امید ہے لیکن اعتقادات میں مداہنت و پالیسی کے بخشے جانے کی امید نہیں ہے۔ |

(۱۴) پھر اِسی جلد دوم کے اِسی مکتوب میں صفحہ ۱۳۳ پر فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| پیغمبر فرمودہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام بدرستی کہ بنی اسرائیل ہفتاد و یک فرقہ شدہ بودند کہ ہمہ ایشاں در نارند مگر یکے از ایشاں و زُود ست کہ امّتِ من بر ہفتاد وسہ فرقہ متفرق شوند کہ ہمہ ایشاں درآتش باشند مگر یک فرقہ پُرسیدند کہ آں فرقۂ ناجیہ چہ کسانند فرمود علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام آنانند کہ باشند برمثل آنچہ من برآنم و اصحابِ من برانند علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام۔ وآں یک فرقۂ ناجیہ اہلِ سنّت و جماعت اند کہ مُلتزِمِ متابعتِ آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسّلام ومتابعتِ اصحابِ آں سرور علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات اند اَللّٰھُمَّ | یعنی حضور پیغمبرِ اسلام علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بے شک بنی اسرائیل کے اکہتر فرقے ہو گئے تھے کہ ایک فرقے کے سوا وہ سب جہنّمی ہیں اور عنقریب میری اُمّت تہتر (۷۳) فرقوں پر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی کہ ایک فرقے کے سوا وہ سب ناری ہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے عرض کی کہ وہ نجات پانے والے کون لوگ ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جو اُسی دین و مذہب پر ہیں جس دین و مذہب پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔علیٰ نبینا الکریم وعلیٰ آلہ وعلیہم الصلاۃ والسلام اور وہ نجات پانے والا ایک فرقہ یہی اہلِ سنّت و جماعت کا گروہ ہے۔جنھوں نے حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسّلام کی متابعت کا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی کا اِلتزام کیا |

| | |
|---|---|
| ثَبِّتْنَا عَلٰی مُعْتَقِدَاتِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَ اَمِتْنَا فِيْ زُمرتهم وَاحْشُرْنَا مَعَهُمْ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبُنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ○ | ہے اے اللہ ہم کو اہلِ سنّت و جماعت ہی کے عقیدوں پر ثابت رکھ اور اُنھیں کے گروہ میں ہم کو دُنیا سے اُٹھا اور انھیں کے ساتھ ہمارا حشر فرما۔ اے ہمارے رب! ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر بے شک تو ہی ہے بڑا دینے والا۔ |

(۱۵) پھر اپنے مکتوبات شریف کی جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۱۳۹ میں صفحہ ۱۴۹ پر فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| کفارِ قریش چوں از کمالِ بے سعادتی در ہجو نکوہش اہلِ اسلام مبالغہ نمودند حضرت پیغامبر علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسّلام ببعضے از شعرائے اسلامیہ امر فرمودند کہ ہجو کفارِ نگونساء نمایند۔ آں شاعر در حضورِ آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ من الصلوات افضلہا و من التسلیمات اکملہا بر بالائے ممبری برآمد و اشعارِ ہجوِ کفار برملا می خواند آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصّلاۃ والسّلام می فرمودند کہ روح القدس بادست مادامیکہ ہجوِ کُفّار می کُند۔ | یعنی کفّارِ قریش نے جب کمالِ بدبختی کے سبب مسلمانوں کی بدگوئی اور مذمّت میں زیادتی کی تو حضور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بعض اسلامی شاعروں کو حکم فرمایا کہ بدنصیب کافروں کی مذمّت بیان کریں۔ وہ شاعر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سرکار میں ممبر پر کھڑے ہوا کرتے تھے اور کافروں کی مذمّت کے اشعار برسرِ مجلس پڑھا کرتے تھے۔ حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ روح القدس (حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام) اُس کے ساتھ ہے جب تک وہ کافروں کے عیب اور اُن کی برائیاں بیان کرتا رہتا ہے۔ |

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ والرضوان الرحمانی کی اِس پچھلی عبارتِ شریفہ میں اِن احادیثِ مبارکہ کا تذکرہ ہے کہ

۱۔ قَالَ النَّبِی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَوۡمَ قریضة لحسّان بن ثابتٍ اھجُ المشرکین فان جبریل معك و کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ و علٰی اٰلہ وسلم یقول لِحَسَّانٍ اجب عنی اللّٰھُمَّ ایدہ بروح القدس۔
(رواہ البخاری ومسلم عن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ)

یعنی جنگِ بنی قریظہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے فرمایا کہ مشرکوں کی ہجو و مذمّت کر کہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام تیرے ساتھ ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حسّان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے فرمایا کرتے تھے کہ میری طرف سے کافروں کو جواب دے اے اللہ حسّان کی تائید روحُ القدس سے فرما۔

۲۔ ان رَسُوۡلُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اھۡجُوا قُرَیۡشًا فَاِنَّہٗ اشد عَلَیۡھِمۡ من رشو النبل۔ (رواہ مسلم عن سیدتنا عائشۃ صدیقۃ اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ قریشی کافروں کی بُرائیاں اُن کے عیوب بیان کرو کہ بے شک یہ کام تیر مارنے سے بھی زیادہ اُن پر سخت ہے۔

۳۔ سَمِعۡتُ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلہٖ وَسَلَّمَ یَقُوۡلُ لِحَسَّانٍ ان روح القدس لا یزال یؤیدك ما نافحت عن اللہ و رَسُوۡلہٖ وقَالَ سَمِعۡتُ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلہٖ وَسَلَّمَ یقول ھجاھم حَسَّانٌ فشفٰی واشتفٰی۔

یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حسّان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے فرماتے سُنا کہ رُوح القدس جبریل علیہ الصلاۃ والسّلام تیری تائید فرماتے رہتے ہیں جب تک تو اللہ و رسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جانب سے اُن کے دشمنوں کے ساتھ مخاصمت و مدافعت کرتا رہتا ہے۔ اور انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ حسّان نے کافروں مشرکوں کے عیوب اُن کی برائیوں کا بیان کیا تو مسلمانوں کو اُس نے شفا دی اور اپنے آپ بھی شفا حاصل کی۔ (رواہ مسلم عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

| | |
|---|---|
| ۴۔ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ يضع لِحَسَّانٍ منبرًا فى المسجد يقوم عليه قائمًا يفاخر عن رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اوينافح و يقول رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ ان الله يؤيد حسان بِرُوْحِ الْقُدُس مَا نافح او فاخر عن رسول الله صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ | یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے مسجد میں ممبر بچھایا کرتے تھے کہ وہ اُس پر کھڑے ہوکر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لیے کافروں مشرکوں پر مفاخرِ حسبیّہ ونسبیّہ کا نظم میں بیان کرتے تھے یا کفّار ومشرکین کی ہجو و مذمّت میں نظمیں پڑھا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ بے شک اللہ عزّوجلّ رُوح القدس سے حسّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید فرماتا رہتا ہے بے شک حسّان میری طرف سے مفاخرت ومنافحت کرتے رہتے ہیں۔ (رواہ البخاری عن سیدتنا عائشۃ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا) |

۵۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم سے عرض کی: اِنَّ اللهَ تَعَالٰى قَدْ انزل فِى الشِّعْر مَا اُنْزِلَ۔ کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے شعر کے بارے میں تو جو نازل فرمایا ہے وہ نازل فرما ہی دیا ہے؟ اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُنَ○ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِى كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ○ وَ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَالَا يَفْعَلُوْنَ○ یعنی اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں۔ کیا تم نے نہ دیکھا کہ وہ ہر نالے میں سرگرداں پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے۔ (ترجمۂ رضویہ)

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے شعراء حضرت کعب بن مالک وحضرت حسّان بن ثابت وحضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تو کفار ومشرکین کو اپنی نظموں میں جنگ وحرب سے خوفناک کیا کرتے تھے۔

حضرت حسّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفّار و مشرکین کے نسبی و خاندانی عیوب اپنے قصیدوں میں بیان کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اشعار میں کفار و مشرکین کو کفر و شرک پر شرم و غیرت اور ننگ و عار دلایا کرتے تھے۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اِس عرض کا مطلب یہ تھا کہ کیا اِس قسم کے اشعار کہنا بھی ہمارے لیے ناجائز فرما دیا گیا؟ فَقَالَ النَّبِی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الۡمُؤۡمِن یُجَاھِدُ بِسَیۡفِہٖ وَ لِسَانِہٖ وَالَّذِیۡ نَفۡسِیۡ بِیَدِہٖ لَکَاَنَّمَا ترمونہ بہٖ نضح النَّبل۔ تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ایمان والا اپنی تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور اپنی زبان سے بھی جہاد کرتا ہے۔ اُس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ بے شک تم اپنے اشعار کے ذریعے سے کافروں مشرکوں کے دلوں پر تیر برساتے ہو۔ جس طرح تیروں سے اُن کو زخمی کرتے ہو۔ (رواہ فی شرح السنۃ عن کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یعنی شعر گوئی صرف ان لوگوں کے لیے منع ہے جو گمراہی کے نالوں میں سرگرداں پھرتے ہیں اور جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔ ایمان والے پابندِ شریعت شعراء تو اس ممانعت سے مستثنیٰ ہیں۔ اِنھیں آیتوں کے بعد علی الاتصال ارشاد ہوتا ہے:

| | |
|---|---|
| اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَکَرُوا اللّٰہَ کَثِیۡرًا وَّانۡتَصَرُوۡا مِنۡ بَعۡدِ مَا ظُلِمُوۡا وَ سَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ۔ | یعنی مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور بکثرت اللہ کی یاد کی اور بدلہ لیا بعد اِس کے کہ اُن پر ظلم ہوا۔ اور اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ (ترجمۂ رضویہ) |

اِس آیتِ کریمہ نے ارشاد فرمادیا کہ اشعار میں کفار و مشرکین کی مذمّت و ہجو کرنا اِس لیے کہ مسلمان ان کو سُن کر اُن کے عقائدِ کفریہ سے متنفر و بیزار ہو کر اپنے اسلام اپنی سُنّیت کو اُن کے دامِ مکر و فریب میں پھنسنے سے بچائیں۔ یہ بھی جہاد باللسان ہے۔ ہم نے یہ پانچوں احادیثِ مبارکہ بھی اسد السنۃ ضرغام الملّۃ وصّاف الحبیب حضرت مولانا مولوی حافظ قاری

مفتی شاہ ابوالظفر محب الرضا محمد محبوب علی خاں صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی خطیب جامع مسجد و مفتیٔ اعظم ریاست پٹیالہ (ادامھم اللہ بالفیض والفضل والجلاۃ ونصرہم دائماً علیٰ جمیع اہل الکفر والضلالۃ) کے فتوائے مبارکہ مسمّٰی بنامِ تاریخی ’’اربعین شدت‘‘ (۱۳۵۸ھ) سے نقل کی ہیں۔

اب بعون اللہ تعالیٰ وبعون حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حضرت امامِ ربّانی مجددِ الفِ ثانی علیہ الرضوان الصّمدانی کی اِن عباراتِ کریمہ کے فوائدِ عظیمہ ملاحظہ ہوں۔

**اولاً:** پانچویں چھٹی ساتویں عبارتوں میں فرمادیا کہ ہر مسلمان عاقل بالغ پر صوفی ہو یا کوئی اور سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ اپنے عقیدوں کو علمائے اہلِ سنّت و جماعت دامت برکاتہم کی تحقیقات کے مطابق درست کرے۔ بغیر اس کے علم وعمل وسلوک سب باطل ومردود ہے۔

**ثانیاً:۔** پانچویں ساتویں عبارتوں میں فرمادیا کہ ائمۂ دین وملّت وعلمائے اہلِ سنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تحقیقات کے خلاف جو شخص اپنی عقل سے قرآن وحدیث سے سمجھنا چاہے گا وہ بدمذہب وگمراہ ہوجائے گا بلکہ کتاب وسنّت کے مطالب کو حضرات علمائے اہلِ سنّت ہی کے معتقدات وتحقیقات کے مطابق اخذ کرنا فرض ہے۔

**ثالثاً:۔** تیسری ساتویں گیارہویں چودہویں عبارتوں میں فرمادیا کہ مسلمان کہلانے والے تمام فرقوں میں نجات کا مستحق صرف اہلِ سنّت و جماعت کا مقدس گروہ ہے۔

**رابعاً:۔** چودہویں عبارت میں فرمادیا کہ اہلِ سنّت و جماعت کے سوا مسلمان کہلانے والے جو بہتّر فرقے ہیں اُن سب کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حدیث شریف میں ناری وجہنّمی فرمایا ہے۔

**خامساً:۔** تیرہویں عبارت میں فرمادیا کہ مذہب اہلِ سنّت و جماعت کے خلاف جو عقیدہ ہو اُس کی خباثت ہمیشہ کی موت اور ابدی عذاب تک پہنچادیا کرتی ہے۔

**سادساً:۔** گیارہویں عبارت میں فرمادیا کہ اگر کوئی شخص مذہبِ اہلِ سنّت و جماعت

سے رائی کے دانے کے برابر بھی جُدا نظر آئے اُس کی صحبت کو سَمِّ قاتل اور اس کے پاس اُٹھنے بیٹھنے کو زہرِ افعیٰ سمجھو۔

**سابعاً:**۔ اُسی عبارت میں فرمادیا کہ ہر ایک بدمذہب فرقے کے مُلّا نے دین کے چور ہیں دین میں جس قدر فتنے فسادات ہو رہے ہیں سب کا سبب اُنھیں کی منحوسیت ہے، اُن کی صحبتوں سے پرہیز رکھنا ضروری ہے۔

**ثامناً:**۔ اُسی عبارت میں فرمادیا کہ بدمذہب فرقوں کے مُلّا نے ابلیسِ ملعون کے نائب ہیں جنھوں نے شیطانِ لعین کے کارِ تضلیل واغوا کا سارا بار خود اپنے اوپر لے کر ابلیس کو آرام و بے فکری کے ساتھ بٹھا دیا ہے۔

**تاسعاً:**۔ پندرہویں عبارت میں فرمادیا کہ اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے دشمنی رکھنے والوں کے مذہبی ونسبی وحسبی عیوب ونقائص نظم ونثر میں تصنیف کرنا اور مسلمانوں کے مجمع میں ممبر پر کھڑے ہوکر پڑھنا اور مسلمانوں کا اپنے مجمعوں بلکہ اپنی مسجدوں میں بیٹھ کر اُن کو سُننا اِس لیے کہ عوامِ اہلِ اسلام اُن کو سُن کر کفّار و مشرکین واعدائے دین کے عقائدِ کفریہ وافعالِ نامرضیہ سے متنفر و بیزار ہوں اور اپنے دین ومذہب کو ان کے مکر وفریب کے جال میں پھنسنے سے محفوظ رکھیں۔ یہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وحضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سُنّتِ جمیلہ ہے۔

**عاشراً:**۔ دوسری تیسری آٹھویں نویں دسویں عبارتوں میں فرمادیا کہ کشوف وکرامات ومواجید وحالات صرف وہی معتبر ہیں جو عقائدِ مذہبِ اہلِ سنّت واحکام ومسائل شریعت کے مطابق اور موافق ہوں۔ اور جو امور بظاہر کشف وکرامت ومواجید وحالات نظر آتے ہوں لیکن مذہبِ اہلِ سنّت کے خلاف یا شریعتِ مطہرہ کے مخالف ہوں وہ کشف وکرامات نہیں بلکہ خرابی وبربادی واِستدراج ہیں۔

**حادی عشر:**۔ پہلی چوتھی بارہویں عبارتوں میں صاف فرمادیا کہ جو کشف والہام شریعتِ مطہرہ کے خلاف ہو وہ مردود ہے، گمراہی وبے دینی ہے۔

**ثانی عشر:۔** بارہویں عبارت میں فرمادیا کہ سچّا صوفی احوال و افعال و اقوال و علوم و معارف میں کبھی شریعتِ مطہرہ کا مخالف ہو ہی نہیں سکتا۔

**ثالث عشر:۔** اُسی عبارت میں فرمایا کہ اگر کسی سچّے صوفی سے مشاہدۂ تجلّیٔ الٰہی میں اِستغراق کے وقت سُکر و بے خودی کے سبب ایسے کلمات صادر ہو جائیں جو بظاہر شریعتِ مطہرہ و مذہبِ اہلِ سنّت کے خلاف نظر آئیں تو اُن کے ظاہری معنی مُراد لینا حرام و ناجائز ہیں۔ بلکہ جب اس کی سچّی صوفیت ثابت ہے تو اُس کے اِس قسم کے کلمات کے ایسے معنی مراد لینا فرض ہیں جو اگرچہ بادی النظر میں اُن کلمات سے مفہوم نہ ہوتے ہوں۔ بلکہ بعدِ غور و فکر اُن کلمات سے سمجھ میں آتے ہوں۔ لیکن شریعتِ مطہرہ و مذہبِ اہلِ سنّت کے مخالف نہ ہوں۔

**رابع عشر:۔** نویں دسویں عبارتوں میں فرمادیا کہ سلوکِ طریقِ صوفیہ کا صرف یہی مقصود ہے کہ عقائدِ شرعیہ پر اور زائد یقین اور احکامِ فقہیہ کے بجالانے میں آسانی حاصل ہو جائے۔ اس کے سوا کچھ اور ہرگز مقصود نہیں۔

**خامس عشر:۔** چھٹی عبارت میں فرمادیا کہ صوفی جب تک عقائد میں سچّا پکّا سُنّی مسلمان نہ ہوگا علمِ دین اس کو مفید نہ ہوگا۔ اور جب تک احکامِ شریعت کا علم اُسے حاصل نہ ہوگا عمل اُسے نفع نہ دے گا۔ اور جب تک احکامِ شرعیہ پر عمل نہ کرے گا ریاضتوں مجاہدوں سے اُسے تصفیۂ قلب و تزکیۂ روح ہرگز حاصل نہ ہوگا۔

للہ الحمد کہ اِن عباراتِ شریفہ سے کالشّمس فی نصف النہار واضح و آشکار ہوگیا کہ پیر کہلانے والا مسلمانوں کے سامنے صُوفیت کے لباس میں آنے والا اگر مذہبِ اہلِ سنّت و جماعت کے خلاف اور شریعتِ مطہرہ کا مخالف ہو تو وہ ہرگز نہ تو صوفی ہے نہ پیر۔ وہ ولی اللہ نہیں بلکہ ولی الشیطان ہے۔ وہ مرشدِ مسلمین نہیں نہ ہادیٔ مومنین بلکہ وہ دُزدِ ایمان ہے اور رہزنِ دین، نائبِ ابلیسِ لعین ہے۔ اور مسلمانوں کے دین و ایمان کا عدوِ مبین۔ **وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔**

اِس مسئلے کہ تفصیلِ جلیل حضور پُرنور آقائے نعمت دریائے رحمت امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجددِ اعظم فاضل بریلوی مولانا مولوی حافظ قاری مفتی حاجی شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتوائے مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی ''مقالِ عرفا باعزازِ شرع وعلماء'' (۱۳۲۶ھ) میں ملاحظہ ہو۔

**سادس عشر:۔** گیارہویں عبارت میں اپنی تمام عمر شریف کے جملہ وعظوں کا خلاصہ اور اپنی ساری مبارک زندگی کی تمام نصیحتوں کا عطر یہ ارشاد فرمایا کہ

(۱) پابندِ شریعت دیندار لوگوں کے ساتھ میل جول رکھا جائے، الفت ومحبت رکھی جائے۔ (۲) پابندیٔ شریعت اور دینداری صرف مذہبِ اہلِ سنّت وجماعت کی پیروی ہی پر منحصر وموقوف ہے۔ (۳) عقلی ونقلی وکشفی دلائلِ قطعیہ سے یہ بات ثابت ہے کہ بغیر اتباعِ مذہبِ اہلِ سُنّت کے نجات مُحال اور کامیابی ناممکن ہے۔ (۴) جس شخص کے متعلق بھی معلوم ہوجائے کہ وہ ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عقائد اہلِ سنّت وجماعت سے مخالفت رکھتا ہے اُس کی صحبت کو قتل کرڈالنے والا زہر سمجھیں۔ اُس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کو سانپ کا زہر جانیں۔ (۵) سُنّی مسلمانوں کے مذہبی علماء کے سوا ہر ایک فرقے کے مُلّا نے دین کے چور ہیں۔ (۶) جملہ دینی فتنے تمام مذہبی فسادات اُنھیں بدمذہب مُلّا نوں کی نحوست کے سبب برپا ہورہے ہیں۔ (۷) انھوں نے دنیا کی حقیر وناچیز دولت کے لالچ میں بدمذہبی ولامذہبی یا صلحِ کلّیت اختیار کرلی ہے۔ (۸) وہ لوگ ابلیسِ ملعون کے نائب ہیں۔ (۹) جنھوں نے بہکانے اور گمراہ کرنے کے جملہ ابلیسی کارناموں کا بار اپنے اوپر لے کر اپنے پیشوا شیطانِ لعین کو فارغ البال اور بےفکر کردیا ہے۔ (۱۰) تمام بدمذہب مُلّا نوں سے خواہ وہ کسی فرقے کے ہوں دور رہنا اُن کی صحبت سے پرہیز رکھنا ضروری ہے۔

یہ تو حضرت امامِ ربّانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری مبارک زندگی کے جملہ وصایا کا خلاصہ تھا۔ اب حضرت امامِ اہلِ سنّت مجددِ اعظم مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی تمام عمر شریف

کے جمیع تحریری وتقریری مواعظ ونصائح کے عطر کی ایمان پرور خوشبوؤں سے بھی اپنے مشامِ جان وایمان کو معطّر کیجیے۔

رسالۂ مبارکہ ''وصایا شریف'' کے صفحہ ۳و۴و۵ پر ہے:

''پیارے بھائیو! لَا اَدْرِیْ مَا بقائی فِیْکُمْ مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنے دن تمہارے اندر ٹھہروں تین ہی وقت ہوتے ہیں۔ بچپن، جوانی، بڑھاپا۔ بچپن گیا جوانی آئی، جوانی گئی بڑھاپا آیا۔ اب کون سا چوتھا وقت آنے والا ہے جس کا انتظار کیا جائے۔ ایک موت ہی باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ ایسی ہزار مجلسیں عطا فرمائے۔ اور آپ سب لوگ ہوں۔ میں ہوں۔ اور میں آپ لوگوں کو سُناتا ہوں۔ مگر بظاہر اب اِس کی امید نہیں۔ اِس وقت میں دو وصیتیں آپ لوگوں کو کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو اللہ ورسول (جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کی اور دوسری خود میری۔ تم مصطفےٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بھولی بھیڑیں ہو۔ بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں، تمہیں فتنے میں ڈال دیں۔ تمہیں اپنے ساتھ جہنّم میں لے جائیں۔ اُن سے بچو اور دور بھاگو۔ دیوبندی ہوئے۔ رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے۔ غرض کتنے ہی فرقے ہوئے۔ جنھوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا۔ یہ سب بھیڑیے ہیں۔ تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں۔ ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ربُّ العزۃ جلّ جلالہٗ کے نور ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم روشن ہوئے۔ اُن سے تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ روشن ہوئے، اُن سے ائمۂ دین روشن ہوئے (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) اُن سے ہم روشن ہوئے۔ اب ہم تم سے کہتے ہیں کہ یہ نور ہم سے لو۔ ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو۔ وہ نور یہ ہے کہ اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سچّی محبت اُن کی تعظیم اور اُن کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور اُن کے دشمنوں سے سچّی عداوت۔ جس سے اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ

تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جُدا ہو جاؤ۔ جس کو بارگاہِ رسالت (علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ) میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہاری کیسا ہی بزرگ معظّم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اُسے دودھ کی مکھی کی طرح نکال پھینک دو۔

میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اِس وقت پھر یہی عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کے لیے کسی بندے کو کھڑا کردے گا۔ مگر نہیں معلوم میرے بعد جو آئے کیسا ہو۔ اور تمہیں کیا بتائے۔ اِس لیے ان باتوں کو خوب سُن لو۔ حُجّۃُ اللہ قائم ہوچکی۔ اب میں قبر سے اٹھ کر تمہارے پاس بتانے نہ آؤں گا۔ جس نے اِسے سُنا اور مانا قیامت کے دن اُس کے لیے نور ونجات ہے۔ اور جس نے نہ مانا اُس کے لیے ظلمت و ہلاک۔ یہ تو خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی وصیت ہے۔ جو یہاں موجود ہیں سُنیں اور مانیں اور جو یہاں موجود نہیں تو حاضرین پر فرض ہے کہ غائبین کو اِس سے آگاہ کریں۔ اور دوسری میری وصیت ہے آپ حضرات نے کبھی مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچنے دی۔ میرے کام آپ لوگوں نے خود کیے۔ مجھے نہ کرنے دیئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب صاحبوں کو جزائے خیر دے۔ مجھے آپ سب صاحبوں سے امید ہے کہ قبر میں بھی اپنی جانب سے کسی قسم کی تکلیف کے باعث نہ ہوں گے۔ میں نے تمام اہلِ سنّت سے اپنے حقوق لِوَجہِ اللہ تعالیٰ معاف کردیئے ہیں۔ آپ لوگوں سے دست بستہ عرض ہے کہ مجھ سے جو کچھ آپ کے حقوق میں فروگذاشت ہوئی ہے وہ سب معاف کردیں۔ اور حاضرین پر فرض ہے کہ جو حضرات یہاں موجود نہیں اُن سے میری معافی کرالیں۔"

یہ مبارک وصیتِ مقدسہ پچیس محرم الحرام ۱۳۴۰ھ کو اپنی دنیوی حیاتِ شریفہ میں اپنے مرشدِ برحق خاتم الاکابر حضور پُرنور سیّدنا شاہ آلِ رسول احمد قادری مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے سب سے پچھلے عرس سراپا قدس میں ارشاد فرمائی تھی۔ قُل شریف کے وقت کاشانہٗ مبارک سے مستورات کو دوسرے مکان میں بھجوا کر لوگوں کو اپنے حضور میں طلب فرمایا۔ یہ وعظ و

نصیحت کی آخری صحبت تھی اور رُشد و ارشاد کا پچھلا دور۔ جس کے پورے ایک مہینے کے بعد جمعہ مُبارکہ ۲۵ر صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو دو بج کر اڑتیس منٹ پر امامِ اہلِ سنّت مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِس دارِ فانی سے دارِ باقی کی طرف سفر فرمایا۔ اِن مبارک وصایا نے مجمع پر ایسا گہرا اثر ڈالا کہ حاضرین کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں، لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت میں لوگوں کا اس روز بِلک بِلک کر رونا عمر بھر یاد رہے گا۔ پھر مکتوبِ وصایا جو وصال شریف سے صرف دو گھنٹہ سترہ منٹ پیشتر قلمبند کرائے اور آخر میں حمد و درود شریف و دستخط خود اپنے دستِ اقدس سے تحریر فرمائے۔ اُن کے آخر میں ارشاد فرماتے ہیں:

''حتی الامکان اتباعِ شریعت نہ چھوڑو۔ اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ اللہ توفیق دے والسلام۔'' ۲۵ر صفر ۱۳۴۰ھ روز جمعۂ مبارکہ ۱۲ر بج کر ۲۱ر منٹ پر یہ وقتی وصایا قلمبند ہوئے۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ بقلمِ خود بحالتِ صحت حواس وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ وَلَهُ الْحَمْدُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ وَ اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَصَحْبِهِ الْمُكْرَمِيْنَ وَ ابْنِهٖ وَ حِزْبِهٖ اِلٰى اَبَدَ الْاٰبِدِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت مجددِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریراتِ مبارکہ میں یہ حمد پچھلی حمد اور یہ درود آخری درود اور یہ تحریر بھی آخری تحریر ہے کہ پھر کچھ نہ تحریر فرمایا۔ یہ ہے حضرت امامِ ربّانی مجدد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری مبارک زندگی کے جملہ نصائح کے خلاصے۔ اور حضرت امامِ اہلِ سنّت مجددِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام حیاتِ مبارکہ جمیع وصایا کے مُلخّص کا باہمی حُسنِ تطابق۔ مشاہدۂ اوّلین ہی میں محسوس ہوتا ہے کہ گویا حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ وصیتِ مبارکہ جس مضمون کا اجمالِ جمیل ہے۔ حضرت امام اہلِ سنّت مجددِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ وصیتِ مقدسہ اُسی کی مختصر تفصیلِ جلیل ہے۔ اللہ عزّوجل حضرت امامِ ربّانی مجدد الفِ ثانی وحضرت امامِ اہلِ سنّت مجددِ اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی انھیں مقدس وصیتوں پر ثابت و مستقیم رہنے کی ہم کو، ہمارے بھائیوں، ہماری بہنوں کو توفیق بخشے اور اِس راستے میں کسی کی بھی شہرتِ علمی و شخصیتِ ظاہری و نسبتِ نسبی و وجاہت عمومی وغیرہ کے پاس اور لحاظ کو ہمارے لیے سدِّ راہ نہ ہونے دے اور وہی ہمارا معین و کفیل ہے اور ناصر و وکیل۔ فَلَہُ الْحَمْدُ وَعَلٰی حَبِیْبِہٖ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَبْنِہٖ وَ حِزْبِہٖ وَ مجدد دِیْنِہٖ ومحی مِلَّتِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ وَعُلَمَاءِ شَرِیْعَتِہٖ وَعَلَیْنَا وَ عَلٰی سَائِرِ اَہْلِ سُنَّتِہٖ وَ جَمَاعَتِہٖ اتم الصّلٰوتِ وَ ادوم التَّسْلِیْمَات بِالتَّعْظِیْمِ وَالتَّبْجِیْل اٰمین۔

الحمد للہ رب العٰلمین! کہ ٹھیک دوپہر کے آفتابِ عالمتاب سے بھی زائد روشن طور پر ثابت ہوگیا کہ حق گو حضراتِ علمائے اہلِ سنّت کثر ہم اللہ تعالیٰ و نصرہم کا مسلک بالکل حق و درست و صحیح اور صلح کلّی پیر نما ٹھگوں کا ہر ایک مُغالطہ فضیح و قبیح ہے۔ اور جو لوگ ایسا بکتے ہیں وہ اِس شعر کے مصداق ہیں کہ ؎

اے بَسا ابلیس آدم روئے ہست　　　پس بہر دستے بناید داد دست

صلح کلّیوں کے اور دوسرے مکروں اور عذروں کا مفصّل رَدِّ قاہر حضور پُر نور امامِ اہلِ سنّت مجد دِ اعظم اعلیٰ حضرت قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک کتاب مسمّٰی بنامِ تاریخی ''تمہیدِ ایمان بآیات قرآن'' (۱۳۲۶ھ) میں ملاحظہ ہو۔ بھولے بھالے سیدھے سادے سُنّی مسلمانوں پر فرضِ عین ہے کہ اِن سب قسموں کے صلح کلّیوں سے دور و نفور رہیں تاکہ بفضلہٖ تعالیٰ و بکرمِ حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اُن کے دین و ایمان اِن کے حملوں سے بچیں۔ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ○

درحقیقت صلح کلّیت ہر بدمذہبی کی جڑ، ہر بے دینی کی بنیاد اور ہر فتنے کا دروازہ ہے۔ اِس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اپنے ماں باپ، اپنے بھائی بہن، اپنے بیوی بچوں کے دشمنوں اور اُن کو گالیاں دینے والوں سے نفرت و بیزاری رکھے، اُن سے بغض و عداوت برتے، اُن

کی گالیوں کے بدلے گالیاں بکے یہ سب تو جائز ہے۔ مگر اللہ ورسول جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رضا کے لیے جو شخص اُن کے دشمنوں کی شان میں گستاخیاں کرنے والوں سے بحکمِ شریعت علیٰحدگی ومجانبت بیزاری ونفرت ایسوں کے ساتھ شرعی بغض وعداوت رکھے، اُن کی ملعون گستاخیوں کا رد کرے وہ فتنہ گر ہے، جھگڑالو ہے، بدگو ہے، بے تہذیب ہے، اَن سِولائزڈ غیر مہذب اور ترقی نا یافتہ ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ کون سے سچّے ایماندار کو ایسی ناپاک ملعون صلح کلّیت کے کفر والحاد ہونے میں کوئی شبہ رہ سکتا ہے۔ وَالْعَيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی۔

ایمان وقرآن تو یہ بتاتا ہے کہ جو شخص تمہارا دشمن ہو، تمہارے ماں باپ کا عدو ہو، تمہارے کنبے قبیلے کے خون کا پیاسا ہو، تمہاری جان کا خواہاں ہو، تم کو بُرا کہتا ہو، تمہیں گالیاں دیتا ہو لیکن اللہ ورسول جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دشمن ومخالف نہ ہو اور ایماندار سُنّی مسلمان ہو تو اگرچہ اُس کی ناجائز دشمنیوں کا بروجہِ شرعی انتقام لینا جائز ہے پھر بھی اگر صبر کرو اور اس کو بخش دو اس کی عداوت کے بدلے میں تم اُس کے ساتھ محبت کرو اُس کی گالیوں کے بدلے میں تم اُسے دُعائیں دو تو یہ عند اللہ بہت بڑا مرتبہ ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص تمہارا کیسا ہی معظم ومحترم ہو، تمہیں کتنا ہی محبوب ومکرم ہو اگرچہ وہ تمہارا مولوی، تمہارا مفتی، تمہارا پیر، تمہارا واعظ، تمہارا اُستاد کہلاتا ہو، اگرچہ وہ تمہارا لیڈر، تمہارا اِسپیکر، تمہارا لیکچرار، تمہارا ریفارمر بن کر پلیٹ فارم پر آتا ہو، اگرچہ وہ تمہاری کیسی ہی ہمدردی ودل سوزی وامداد واعانت کے گیت گاتا ہو۔ اگرچہ وہ تم پر کیسے ہی اکرام واحسان وانعام کی بارش برساتا ہو، اگرچہ دنیوی رشتوں کے لحاظ سے درحقیقت بھی وہ تمہارا رشتہ دار یا بھائی یا بیٹا یا باپ ہی ہو لیکن اللہ ورسول جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان میں توہینیں اور گستاخیاں کرتا ہو، قرآنِ عظیم کی تکذیب، احکامِ اسلامیہ پر تمسخر کرتا ہو اُس کے ساتھ بغض بروجہِ شرعی رکھنا، اُس سے متنفر وبیزار رہنا، اُس کے کفر وارتداد کا پردہ چاک کرنا، اُس کے کافر مرتد ہونے کو علی الاعلان مسلمانوں پر پیش کر دینا، اُس کے احسان وانعام کو درحقیقت مکر وفریب کا

جاں سمجھنا، اس کی محبت کے بدلے میں اُس کے ساتھ شرعی عداوت رکھنا بقدرِ قدرت وحسبِ استطاعت تم پر فرض ہے۔ یہی احادیثِ مُصطفویہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصّلاۃ والتحیۃ کا ارشاد ہے۔ یہی صدہا آیاتِ قرآنیہ کا صریح واضح مفاد ہے۔

آہ! کہ اِن ظالم صلح کلّیوں نے اِس ضروری دینی قرآنی حکمِ شرعی کو بالکل پلٹ دیا۔ اِن بے ایمانوں نے یہ گڑھ لیا کہ اپنے دشمنوں سے تو دشمنی وعداوت، نفرت ومجانبت اُن پر رَد ان کی اہانت سب کچھ جائز وصحیح۔ نہ تہذیب کے خلاف، نہ اتفاق واتحاد کا مخالف۔ لیکن خداو رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ صلح واتحاد رکھنا، اُن سے محبت واُلفت برتنا سب کچھ فرض؟ اور غضب بالائے غضب یہ کہ اِن بے دین صلح کلّیوں کے مکلّبین ومبلّغین اِسی ناپاک کفر کو جا بجا ناواقف اور جاہل عوامِ مسلمین کے سامنے حکمِ اسلامی اور فرضِ قرآنی بتاتے پھرتے ہیں۔ بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدلًا ○ اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ○ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ○ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ○ اِنَّمَا یُؤَخِّرُھُمْ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْہِ الْاَبْصَار ○ وَالْعَیَاذُ بِاللّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ۔ گجراتی اخبار ’’اہلسنّت‘‘ احمد آباد میں اُس کے مُدیر حضرت حسامِ اہلسنّت ناصرِ سُنّیت کاسرِ لامذہبیت مولانا مولوی سیّد عبد القادر صاحب قادری برکاتی قاسمی دامت برکاتہم العالیہ ساکن صوبیدار گلی راندیر ضلع سورت نے اپنے متعدد ایمان افروز مقالے مفصل ومبسوط پے در پے قسط وار شائع فرمائے ہیں، جن میں صلح کلّیوں کی تجہیل وتحمیق اور ضروریاتِ دینِ اسلام وضروریاتِ مذہبِ اہلِ سنّت کی تفصیل وتحقیق بروجہِ انیق فرمائی ہے۔ ہمارے گجراتی خواں برادرانِ اہلِ سنّت ضرور اخبار ’’اہلسنّت‘‘ کے فائل سے فیض وبرکت حاصل کریں۔

صلح کلّیہ نابکار جو اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کھلی توہینیں صریح تکذیبیں کرنے والوں کے کفروارتداد کو چھپانے، ان کی تکفیرِ شرعی کو غلط باطل ٹھہرانے کے لیے اپنی صلح کلّیت بگھارتے ہیں یہ سب بحکمِ شریعتِ مطہرہ کفار ومرتدین ہیں۔

وَالْعَیَاذُ بِاللّٰہِ الْحَقِّ الْمُبِیْن۔

وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم جَلَّ جَلَالُہٗ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّم

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں

قادری برکاتی رضوی لکھنوی غفرلہ ولابویہ واہلہ واخوانہ واحبابہ ربہ المولیٰ العزیز القوی

محلہ بھورے خاں پیلی بھیت

✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲

# حضور بدرِ ملّت کا تصلّب فی الدین

۱۳۹۹ھ بہ مطابق ۱۹۷۹ء اٹوا بازار کے قریب مقام موضع پرسا میں وہاں کے مسلمانوں نے جلسے کا اہتمام کیا۔ اس جلسے میں بیان فرمانے کے لیے وہاں کے مسلمانوں نے اُستاذی الکریم حضور بدرِ ملّت علیہ الرحمۃ والرضوان صدر المدرسین مدرسہ غوثیہ، بڑھیا کو مدعو کیا۔ تاریخ معینہ پر حضور بدرِ ملت علیہ الرحمہ اپنے چند طلبہ کے ساتھ جلسے میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے۔

وہاں پہنچنے پر حضرت کو معلوم ہوا کہ منبرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر دو وہابی مولوی بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ وحشت ناک خبر پاتے ہی اراکین جلسہ کے سربراہ کو بلوایا اور ارشاد فرمایا کہ جب آپ لوگوں کو مرتد وہابی مولویوں کو بلوانا تھا تو بدر الدین احمد کو کیوں دعوت دی تھی؟ ایسے جلسے میں ہرگز ہرگز شریک نہیں ہو سکتا اور نا ہی کھا سکتا ہوں۔

یہ کہتے ہوئے اپنے شاگردوں کو ساتھ لے کر تقریباً ۱۴۔ ۱۵ ر کلومیٹر کا فاصلہ طے فرما کر بذریعہ سائیکل مدرسہ غوثیہ واپس ہو گئے۔

خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں سے دور و نفور رہنے کی تعلیم حضور بدرِ ملّت علیہ الرحمہ نے جو ہمیں دی ہے، آج صلح کلیت کے دور میں اس پر عمل کر کے دارین کی سرخ روئی حاصل کرنے کی رب کریم توفیق خیر عنایت فرمائے۔ آمین ثم آمین

# ضمیمہ

## از۔ مولانا عبد الصمد قادری رضوی نوری اورنگ آبادی

قارئین کرام! حضور مظہر اعلی حضرت کا مذکورہ بالا مدلل و مفصل فتوی آج سے تقریباً 84 / 85 سال قبل کا ہے۔ اس دور میں جن جن فتنوں کا زور تھا ان کی سرکوبی شرعی دلائل و براہین کی روشنی میں آپ نے جس انداز میں فرمائی ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ ان میں سے بعض تو مٹ گئے اور بعض فنا کے گھاٹ پہنچ گئے اور اکثر باقی ہیں۔ جن سے دورِ حاضر کے فتنوں کو تقویت پہنچ رہی ہے۔

ماضی قریب میں جن فتنوں کا زور ہے اور ہم اہل سنن جن سے دو چار ہیں ان فتنوں کا اگر ذکر نہ کیا جائے تو کتابِ ہٰذا ناقص سمجھی جائے گی۔

لہٰذا بخیر خواہیٔ مسلمین اللہ و رسول کے کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے چند فتنوں کا مختصر تذکرہ اور ان کا شرعی حکم بیان کیا جاتا ہے، تاکہ ہمارے سادہ لوح مسلمانوں کو ان صلح کلیوں کے خطرناک باریک داؤ پیچ اور مکر و فریب سمجھنے کی توفیق ملے اور ان کے جال میں پھنسنے سے محفوظ و مامون رہیں۔

## اہلِ بیت کے نام پر رافضیت کے فروغ کا فتنہ

چند سالوں سے اہل بیت کے نام پر تفضلیت اور رافضیت یعنی شیعیت کو اس ملک میں فروغ دیا جارہا ہے اور ہندو پاک میں اس فرقے کا زور بہت تیزی کے ساتھ بڑھتا چلا جارہا ہے۔ اجمیر شریف، ردولی شریف، سید سراواں اور مکن پور کے گمراہ پیروں کے ماننے والے کچھ مداری پکے رافضی و صلح کلی ہو چکے ہیں اور اپنی افکار فاسدہ کی اشاعت میں ہمہ تن کوشاں و مشغول ہیں۔ یہ لوگ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں گستاخی کرتے ہیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں انتہائی توہین آمیز کلمات بکتے ہیں۔ امام

اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت کو برا بھلا کہتے ہیں۔رضویوں اور بریلویوں کو یہ لوگ خارجی فرقہ بتاتے ہیں۔مسلک اعلیٰ حضرت سے انتہائی درجہ حسد اور بغض کا اظہار کرتے ہیں۔ان میں اجمیر شریف کے چند رافضی مجاوروں نے سالہا سال سے درگاہِ غریب نواز میں"سلامِ رضا" پر سخت پابندی عائد کر رکھی ہے۔۔۔۔۔۔اور اس سال چند ماہ پیشتر ماہ جمادی الآخرہ ۱۴۴۴ھ بمطابق جنوری ۲۰۲۳ء رجب کی چھٹی شریف عرس غریب نواز سے قبل ان نیم رافضی مجاوروں نے ایک نیا اور خطرناک فتنہ کھڑا کیا۔وہ یہ کہ جس طرح جابر وظالم نجدی وہابی حکومت نے عرب شریف میں وہابی تحریک کے خلاف اہل سنت و جماعت کے عقائد وافکار و نظریات کی نشر واشاعت کو قانوناً جرم قرار دیا ہے ٹھیک اسی ڈگر پر چلتے ہوئے اجمیر شریف کے کچھ جاہل مجاوروں نے یہاں کے حکومتی عملہ سے سہارا لے کر تعلیماتِ اعلیٰ حضرت جو عین قرآن وحدیث کے مطابق ہیں اور تعلیماتِ غریب نواز کے مجموعہ ہیں ان پر پابندی عائد کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔سالہا سال قبل ہی سے ان ناہنجاروں نے اعلیٰ حضرت کا ''کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن'' درگاہ کی مسجدوں سے نکلوا دیا ہے۔راقم نے تقریباً دس ماہ قبل اجمیر شریف کی حاضری پر شاہ جہانی مسجد میں ترجمۂ اعلیٰ حضرت قرآن شریف تلاش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر ناکام رہا اور اس سے قبل کی حاضریوں پر بھی یہی صورت حال رہی ہیں۔

ان معاندین کا اصل مقصد یہ ہے کہ ''مسلک اعلیٰ حضرت'' جو واقعتاً مذہب اہل سنت و جماعت کا دوسرا نام ہے اور اس دور میں مذہب حق اور اہل حق کی پہچان ہے۔ان کی منشا یہ ہے کہ اس پہچان کو مٹا دیا جائے تاکہ کھل کر رافضیت اور صلح کلیت عام ہو جائے اور سنی مسلمانوں کو بے دین اور بدعقیدہ بنا کر اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں۔

مسلمانو!غور سے سنو !!

اس پہچان کو جو مٹانا چاہتا ہے گویا وہ اسلام کی شناخت کو مٹانا چاہتا ہے۔اور یہ بدبخت لوگ اسلام وغیر اسلام،حق وباطل،نور وظلمت اور ایمان وکفر کو ایک کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

اب اس کے بعد ان کے عقائد اور ان پر شرعی حکم ملاحظہ فرمائیں۔۔۔

# رافضیوں کے عقائد اوران کا شرعی حکم

آج کل کے رافضی علی العموم کافرومرتد ہیں ان کا عام عقیدہ یہ ہے کہ یہ قرآن شریف جو بحمدہ تعالی ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے یہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد پورا نہ رہا،اس میں کچھ پارے یا سورتیں یا آیتیں صحابہ کرام نے معاذ اللہ کم کردیں اور یہ بھی ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت مولی علی و دیگر ائمہ اطہار کرّم اللہ تعالی وجوہم اگلے انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے افضل تھے اور یہ دونوں عقیدے خالص کفر ہیں ،جو شخص قرآن مجید سے ایک حرف ،ایک نقطہ کی نسبت ادنیٰ احتمال کے طور پر کہے کے شاید کسی نے گھٹا دیا، یا بڑھا دیا، یا بدل دیا تو کافر ہے اور قرآن عظیم کا منکر ہے۔ یونہی جو کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل بتائے وہ بھی کافر ہے۔(فتاویٰ عالمگیری بحوالہ فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۳۲۹)

امام نسفی بحر الکلام پھر تفسیر روح البیان میں ہے،رافضیوں کا ایک طائفہ کہتا ہے زمین نبی سے خالی نہیں ہوتی اور نبوت مولیٰ علی اور ان کی اولاد کے لیے میراث ہوگئی ہے،اور اہل سنت وجماعت نے فرمایا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں کہ اللہ تعالی فرماتا ہے: ہاں خدا کے رسول ہیں اور سب انبیاء میں پچھلے ،اور حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے بعد کوئی نبی نہیں ،تو جو حضور کے بعد کسی کو نبی مانے کافر ہے کہ قرآن عظیم اور نص صریح کا منکر ہے۔ یونہی جسے ختم نبوت میں کوئی شک ہو وہ بھی کافر ہے۔

(فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۱۵ ص ۷۲۷)

خلیفہ معتصم باللہ کے دور میں ۶۵۴ ھ میں مدینہ طیبہ پر رافضیوں کا قبضہ رہا حضرت علامہ سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب وفاء الوفا جلد اول ص ۴۲۹ پر تحریر فرماتے ہیں ”اس زمانہ میں مسجد نبوی شریف اور مدینہ طیبہ پر رافضیوں کا قبضہ تھا۔قاضی شہر اور مسجد نبوی کے امام وخطیب سب روافض ہی تھے یہاں تک کہ ابن فرحون کا بیان ہے کہ کوئی شخص مدینہ منورہ میں اہل سنت وجماعت کی کتابوں کو علانیہ نہیں پڑھ سکتا تھا۔۔۔۔ علامہ سمہودی علیہ الرحمۃ والرضوان اس

زمانے کا ایک دوسرا بھیانک اور عبرت انگیز واقعہ اسی کتاب وفاء الوفا جلد اول کے ص ۱۷۴ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حلب (ملک شام) کے رافضیوں کی ایک جماعت سے مدینہ کا حاکم مل گیا اور بہت سامال وزر رشوت لے کر ان لوگوں کو حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جسم مبارک کو نکال کر لے جانے کی اجازت دے دی۔ اور جب وہ لوگ زمین کھودنے کے لیے بہت سے ہتھیار اور ساز و سامان لے کر باب السلام سے مسجد نبوی شریف میں داخل ہوئے اور حجرہ شریف کی طرف چلے تو حضرت شیخ شمس الدین صواب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو سنی صحیح العقیدہ اور خادم حرمین نبوی کے افسر تھے وہ اس واقعہ کے راوی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: وَاللہ ماوَصلوا المنبرَ حتّٰی ابتلعتهم الارضُ جميعهم ماكَانَ مَعَهُم مِنَ الاٰلاٰتِ وَلَم يبقىٰ لهم اثرٌ یعنی خدا کی قسم وہ لوگ ابھی منبر شریف تک بھی نہ پہونچے تھے کہ اچانک ان کو اور ان کے سارے ساز و سامان کو زمین نگل گئی اور ان کا نام ونشان مٹ گیا۔ (بحوالہ فتاویٰ فیض الرسول جلد اول ص ۵۶/ اور خطبات محرم ص ۶۴/ مصنفہ حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ)

اس کے بعد انہیں شیخین کریمین کی بارگاہ میں گستاخی کرنے والے کا عبرتناک انجام صاحب روح البیان پارہ ۵/ ص ۸۴/ پر تحریر فرماتے ہیں ''حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک قافلہ کے ساتھ سفر کر رہا تھا، ہم نے ایک شخص کو امیر قافلہ منتخب کر کے اس کی ہدایت پر سفر کرتے رہے۔ چلتے چلتے ہم ایک جگہ رات گزارنے کے لیے اترے تو وہ بدبخت یعنی ہمارا امیر قافلہ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں دینے لگا ہم نے اسے ہر چند سمجھایا لیکن اس نے ہماری ایک نہ مانی۔ جب ہم صبح کو اٹھے اور وہاں سے چلنے کے لیے سامان سفر باندھا تو حسب دستور اس کے سفر کی تیاری کے آثار نظر نہ آئے۔ ہم چل کر اس کے یہاں پہونچے تاکہ معلوم کریں کہ کیا ماجرا ہے کہ آج وہ سفر کے لیے تیار نہ ہو رہا ہے۔ آکر دیکھا تو وہ جانور کی شکل میں تبدیل ہو چکا تھا اور لوگ اس کے پاؤں ایک بڑی چادر سے ڈھانکے ہوئے تھے، ہم نے اسے علیحدہ کیا، تو دیکھا کہ اس کے پاؤں خنزیر کی طرح ہو گئے تھے۔ ہم نے اس کا سامان سفر باندھا اور اسے پکڑ کر اس کی سواری پر بیٹھایا لیکن وہ سواری سے چھلانگ لگا کر نیچے اُترا اور خنزیر کی طرح تین آواز نکالا اور بھاگ کر

خنزیروں سے جاملا۔ پھر مکمل خنزیر کی شکل میں ہوگیا۔ اس کے بعد ہم میں سے کوئی اسے پہچان نہ سکا کہ ان خنزیروں میں ہمارا امیر قافلہ کونسا ہے۔ یعنی مکمل طور پر خنزیر ہی ہوگیا''۔

اسی طرح چشم و چراغ خاندان برکات نور العارفین، سرکار نوری میاں مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے خاندان میں یہ روایت مشہور ہے کہ حضرت مرشد المرشد اچھے میاں قدس سرہما میرے جدے امجد کے علاتی بھائی جما میاں کے تعزیہ کو جوانہوں نے خانقاہ میں بنایا تھا۔ خانقاہ سے نکال باہر کروایا حالانکہ آپ نے کبھی فقیری اور درویشی وغیرہ کسی بات کو دعویٰ کے ساتھ نہیں فرماتے تھے، لیکن اس وقت غصہ کی شدت میں اپنی داڑھی پر ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا اے جمّا! جس رافضی کو چاہو، اس کی قبر کھو کر دیکھ لو اگر وہ انسان کی بجائے سوّر نہ ہو تو فقیر کو فقیر نہ کہنا۔ (سراج العوارف ص ۱۷۷)

✲ ✲ ✲ ✲ ✲

# مسجد قیامت تک مسجد ہی رہتی ہے

حضور مفتی اعظم مسجد شہید گنج کے تناظر میں اپنے فتوے میں ارشاد فرماتے ہیں: ''وہ مسجد جیسے شہید ہونے سے پہلے مسجد تھی یوں ہی اب بھی مسجد ہے اور قیامت تک مسجد رہے گی، عیاذاً باللہ کافروں کے قبضہ میں مسجد آجانے سے کسی کے نزدیک اس کی مسجدیت نہیں جاتی، کعبہ برسہا برس قبضۂ کفار میں رہا، جس کے گرداگرد مشرکوں نے ۳۶۰ ربُت رکھے، ہر دن ایک نئے بُت کی پوجا کرتے۔ اس قبضہ سے کعبہ غیر کعبہ نہیں ہوگیا، وہاں بتوں کے نصب کرنے اور پوجا ہونے سے قبلہ بُت خانہ نہیں بن گیا۔'' (ص ۲۴۴-۲۴۵، فتاویٰ مصطفویہ، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

اسی طرح بابری مسجد کا بھی معاملہ اہلِ نظر سمجھ سکتے ہیں- فرقہ پرستوں کے ذریعے مسجد شہید کر دینے سے اس کی مسجدیت کا خاتمہ نہیں ہوسکتا... یا ارضِ مسجد پر مسکنِ شرک تعمیر کر لینے سے مسجد کا حکم ساکت نہیں ہوتا؛ تو جن لوگوں نے ظلماً مسجد شہید کی اور بزورِ قوت قبضہ جما کر موضع شرک قرار دے لیا تو ان کا یہ عمل ''بابری مسجد'' کو مسترد نہیں کرسکتا... بابری مسجد؛ مسجد ہی رہے گی گرچہ وہاں بظاہر کچھ ہو؛ ہم اپنی تاریخ محفوظ رکھیں گے اور سچ ظاہر کرتے رہیں گے۔

**غلام مصطفیٰ رضوی**، نوری مشن مالے گاؤں

# حضور محدث کبیر کا ایک اہم فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں (۱) کسی وہابی، دیوبندی یا رافضی باورچی کو سنّی حضرات اپنے مدرسے میں اس کی تنخواہ مقرر کر کے رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کے عقیدہ رافضیت یا وہابی کے عقیدۂ وہابیت یوں ہی دیوبندی کے عقیدۂ دیوبندیت پر مطلع ہو کر اس کو ملازم رکھنے والا اور اس سے کھانا پکوانے والا کیسا ہے؟ ایسے باورچیوں کے ہاتھ کے پکے ہوئے طعام کو کھانے میں شرعاً کوئی قباحت ہے یا نہیں۔ آج کل کے رافضیوں پر حکم کا فر اصلی ہے یا مرتد کا۔ مسئلہ مذکور میں زید اور بکر کے مختلف قول ہیں۔ زید کہتا ہے کہ تمام سامان مدرسے کا ہے تو صرف پکانے سے کیا ہوتا ہے۔ لیکن بکر کہتا ہے کہ چونکہ قول ربانی ہے: **فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظّٰلمین** جب کہ ان مذکورہ عقیدہ رکھنے والوں کا عقیدہ ظاہر ہو، اس لیے کسی صورت میں ایسے باورچیوں کو رکھنا، کھانا پکوانا جائز نہیں۔ کس کا قول صحیح ہے۔ شیعہ یعنی رافضی کو اچھا کہنے والا کیسا ہے؟

(۲) وہابیوں، دیوبندیوں کے یہاں کھانے والے اور ان کے بچوں کو اپنے مدرسے میں تعلیم دینے والے عالم کی امامت کا حکم کیا ہے؟ اور سنیوں کو ایسے عالم کو اپنے مدرسہ میں مدرس رکھنا ایسے عالم سے تعلیم حاصل کرنے کا کیا حکم ہے؟ شرعاً ایسا کرنے والا فاسق معلن ہوا کہ نہیں؟ اگر منع کرنے پر ایسا فعل بار ہا کرے تو کیا حکم ہے؟ **بینوا توجروا**

**المستفتی:** محمد شہادت اللہ القادری گورکھپوری
شمس العلوم گھوسی ضلع مئو
۵؍ صفر المظفر ۱۴۱۰ھ مطابق ۷؍ ستمبر ۱۹۹۰ء بروز جمعرات

۹۲/ ۸۶ء

**الجواب:** دور حاضر کے روافض پر قرآن عظیم کو ناقص اور تحریف شدہ ماننے کی بنا پر اور کئی ضروریات دین کے انکار کرنے کی بنا پر حکم کفر جاری ہو چکا ہے۔ سبّ صحابہ اور انکار خلافت شیخین وذی النورین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے وجہ سے بھی ان کی گمراہی کھلی ہوئی ہے۔ ان سے اور تمام بدمذہبوں سے مثل وہابیہ دیوبندیہ وغیرہم سے قطع تعلق لازم ہے۔ کھانا پکانے والے کو گوشت وغیرہ بھی پکانا ہوتا ہے اور بوقت طبّاخی اس کے قبضہ میں ہوتا ہے۔ اگر کسی مرتد یا کافر کے قبضہ میں گوشت گیا اور تھوڑی دیر کے لیے مسلمانوں کی نگاہ سے اوجھل ہوا تو اس کا حکم مثل مردار کے ہے۔ جہاں تک ممکن ہو بدمذہبوں کو کوئی ملازمت نہ دی جائے بلکہ ہرگز نہ دی جائے۔ بالخصوص رافضیوں کے بارے میں جب کے یہ مشہور ہے کہ وہ سنیوں کے مطعومات یعنی کھانے کی چیزوں میں گندگیاں ملا دیتے ہیں تو بدرجہ اولیٰ احتراز شدید لازم۔ اسی طرح بدمذہبوں کے یہاں دعوتیں کھانا بھی حرام ہے۔ جو لوگ اس قسم کی تدریس کرتے ہیں انہیں حکمت وموعظت پھر شدّت اور دباؤ نیز اثرات سے راستہ پر لایا جائے اور جب کسی طرح نہ مانیں تو ان سے مقاطعہ کیا جائے اور جب تک ثابت نہ ہوں انہیں منصب امامت سے سبکدوش رکھا جائے یا نہ ہٹیں تو ان کی اقتداء میں نماز نہ پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

**کتبہ:** ضیاالمصطفیٰ قادری
۵ر صفر المظفر ۱۴۱۰ھ

**الجواب صحیح واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ وسلم**

**کتبہ:** بدرالدین احمد القادری الرضوی
مدرسہ غوثیہ بڑھیا بستی۔ ۲۰ر صفر ۱۴۱۰ھ

امام اہلسنت مجدد دین وملت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **"رسالہ ردّ الرفضہ"** کے اخیر صفحہ پر رافضیوں کے متعلق جو احکام شرعی تحریر فرمایا ہے اسے سنی مسلمان بغور ملاحظہ

فرمائیں اور عملی جامہ پہنا کر اللہ و رسول کو راضی کریں۔

## ''بالجملہ ان رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکم یقینی قطعی اجماعی یہ ہے کہ علی العموم کفّار مرتدین ہیں''

ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے۔ ان کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے۔ معاذ اللہ مرد رافضی اور عورت مسلمان ہو تو یہ سخت قہر الٰہی ہے۔ اگر مرد سنی اور عورت ان خبیثوں میں کی ہو جب بھی ہرگز نکاح نہ ہوگا محض زنا ہوگا، اولاد ولد الزنا ہوگی، باپ کا ترکہ نہ پائے گی اگرچہ اولاد بھی سنی ہی ہو کہ شرعاً ولد الزنا کا باپ کوئی نہیں، عورت نہ ترکہ کی مستحق ہوگی نہ مہر کی کہ زانیہ کے لیے مہر نہیں۔ رافضی اپنے کسی قریب حتّٰی کہ باپ بیٹے ماں بیٹی کا بھی ترکہ نہیں پا سکتا۔ سنّی تو سنّی کسی مسلمان بلکہ کسی کافر کے بھی یہاں تک کہ خود اپنے مذہب رافضی کے ترکہ میں اس کا اصلاً حصہ نہیں، ان کے مرد عورت، عالم جاہل کسی سے میل جول، سلام کلام سب سخت کبیرہ گناہ اشد حرام، جو ان کے ان ملعون عقیدوں پر آگاہ ہو کر پھر بھی انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے۔ باجماع تمام ائمہ دین خود کافر بے دین ہے، اور اس کے لیے بھی یہی سب احکام ہیں جو ان کے لیے مذکور ہوئے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس فتویٰ کو بگوش سنیں اور اس پر عمل کر کے سچّے پکے مسلمان بنیں۔ و باللہ التوفیق و اللہ سبحٰنہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم

**کتبہ:** عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۱۴، ص ۲۶۸)

# تحریک منہاج القرآن اور طاہر الپادری کا فتنہ

حضرت مولانا محمد عبدالرحمٰن صاحب رضوی (جامعہ اشرفیہ مسعود العلوم، بہرائچ شریف، یوپی) رقم طراز ہیں:

## ڈاکٹر طاہر القادری (منہاجی) کا عقیدہ اوراس کا حکم

اس جماعت کا بانی ڈاکٹر طاہر القادری ہے۔ اس بہروپیے نے فقط اہلِ سنّت و جماعت کو گمراہ کرنے کے لیے اپنے نام کے آگے لفظ قادری جوڑا ہے۔ یہ شخص شہر جھنگ پاکستان کا رہنے والا ہے۔ ۲۰۰۶ء میں کینیڈا (Canada) چلا گیا۔ اب زیادہ وقت کینیڈا اور برطانیہ میں گزارتا ہے۔

اس نے لوگوں کو جوڑنے کے لیے ایک نئی تحریک بنائی، جس کا نام ’’منہاج القرآن‘‘ اور ’’منہاج القرآن انٹرنیشنل‘‘ رکھا، جس کا مقصد دین کے نام پر اپنی سیاست چمکانا اور اپنا قدم جمانا تھا۔

اس نے شروع میں اپنے آپ کو ایک مقرر (Speaker) کی حیثیت سے قوم کے سامنے پیش کیا۔ اس نے اپنی تقریروں کا انداز ایسا اپنایا کہ لوگوں کو محسوس ہوا کہ یہ اہلِ سنّت و جماعت کا عالم ہے، لیکن جب اس کو شہرت مل گئی اور کافی لوگ اس کی تحریک منہاج القرآن سے جڑ گئے اور اپنا اثر ورُسوخ قائم کرلیا تب اُس نے اپنی گمراہیت کا اظہار شروع کیا۔

اپنی شخصیت اور اپنے ادارہ منہاج القرآن کو مضبوط بنانے اور لوگوں کے جذبات سے کھلواڑ کرنے کے لیے ایک خواب گڑھا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ’’حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاکستان تشریف لائے لیکن وہاں کے علماء نے آپ کی کوئی قدر اور عزت نہ کی، تو آپ ناراض ہوکر واپس جانے لگے تو میں (طاہر القادری) حضور کے قدموں پر گر پڑا اور معافی مانگی کہ حضور معاف فرمادیں۔

کافی منت سماجت کے بعد حضور مان گئے اور فرمایا کہ تمہارے کہنے پر میں رک جاتا

ہوں لیکن میری ایک شرط ہے، وہ یہ کہ جب تک میں پاکستان میں رہوں، اس کا تمام انتظام تمہارے ذمہ ہے۔ کہیں بھی آنا جانا ہو، اس کا کرایہ بھی تمہارے ذمہ ہے اور جب میں مدینہ واپس جانے لگوں تو فلائٹ کا ٹکٹ بھی تمہیں ہی کرانا ہوگا، اور تم ادارہ منہاج القرآن کھولو۔ میں اس اِدارے میں خود آؤں گا۔ میں نے یہ تمام شرطیں قبول کرلیں، تب جا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ہفتہ کے لیے پاکستان رُک گئے۔''

(خلاصہ آڈیو کلپ: www.tahirulqadri.com)

اپنی شخصیت منوانے اور مقبولیت بڑھانے کا اس سے اچھا بھلا اور کیا حربہ (ہتھیار) ہوسکتا تھا۔ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت رکھنے والے عوام اہلِ سنّت اس کا یہ خواب سُن کر، اس کی چکنی چپڑی باتوں میں آ گئے۔ انھوں نے یہ سمجھا کہ بھلا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کون جھوٹ بول سکتا ہے۔ اس سبب سے لوگ دھوکہ کھا کر اس سے متاثر ہو گئے۔

پھر جب اس نے ''تعلیماتِ اسلام ایک مختصر تعارف'' نامی کتاب لکھی، جس میں اس نے اہلِ سنّت و جماعت کے خلاف اپنا الگ نظریہ تحریر کیا کہ ''اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے اجتماعات میں وہابی، دیوبندی، رافضی، اہلِ حدیث... ہر مکتبۂ فکر کے لوگ شریک ہوتے ہیں، اور ہم کسی بھی فرقے کے خلاف اپنی زبان نہیں کھولتے بلکہ ان کے یہاں ان کی حیثیت ایک مذہبی رہنما ہونے کی وجہ سے ان کا احترام کرتے ہیں۔''

(خلاصہ تعلیماتِ اسلام ایک مختصر تعارف)

پھر جب اس کی گمراہی سے بھری ہوئی دوسری کتاب ''فرقہ پرستی کا خاتمہ کیوں کر ممکن ہے؟'' شائع ہوئی تب لوگوں کے ہوش اُڑ گئے کہ یہ تو اپنی جماعت کا ہے ہی نہیں اور حقیقت میں اس نے اپنے نام کے آگے لفظ ''قادری'' فقط لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے لگا رکھا ہے۔

اہلِ سنّت و جماعت کے عقیدے کے خلاف طاہر القادری کے چند باطل اور ایمان سوز نظریات قارئین کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ آپ اسے پڑھیں اور خود فیصلہ کریں کہ یہ کیسا

شخص ہے؟

(۱) طاہر القادری کے نزدیک یہود و نصاریٰ کافر نہیں بلکہ مسلمان ہیں۔ اپنے ایک بیان میں کہتا ہے کہ ”پوری دنیا میں جب تقسیم کی جاتی ہے تو بی لیورز (Believers) اور نان بی لیورز (Non Believers) کی تقسیم آتی ہے۔

نان بی لیورز کو کفّار کہتے ہیں علمی اصطلاح میں، اور بی لیورز اُن کو کہتے ہیں جو اللہ کی بھیجی ہوئی وحی پر، آسمانی کتابوں پر، پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں، مذہب ان کا کوئی بھی ہو۔ تو جب بی لیورز اور نان بی لیورز کی تقسیم ہوتی ہے تو یہودی عقیدے کے ماننے والے لوگ اور مسیحی برادران (عیسائی) اور مسلمان یہ تین مذاہب بی لیورز میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ کفّار میں شمار نہیں ہوتے۔ (ماخوذ از آڈیو کلپ طاہر القادری)

(۲) طاہر القادری کے نزدیک بنام کلمہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے۔ ان میں کسی کو کافر و مرتد کہنا جائز و درست نہیں۔ اپنی رُسوائے زمانہ کتاب ”فرقہ پرستی کا خاتمہ کیوں کر ممکن ہے؟“ میں لکھتا ہے: ”بحمد اللہ! مسلمانوں کے تمام مسالک اور مکاتب فکر میں عقائد کے بارے میں کوئی بنیادی اختلاف موجود نہیں، البتہ فروعی اختلافات صرف جزئیات اور تفصیلات کی حد تک ہیں، جن کی نوعیت تعبیری اور تشریحی ہے۔

اس لیے تبلیغی اُمور میں بنیادی عقائد کو چھوڑ کر محض فروعیات و جزئیات میں اُلجھ جانا اور اس کی بنیاد پر دوسرے مسلک کو تنقید و تفسیق کا نشانہ بنانا کسی طرح دانش مندی اور قرین انصاف نہیں۔“ (فرقہ پرستی کا خاتمہ کیوں کر ممکن ہے؟ ص ۶۵)

”یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ خدا اور رسول نے کسی بھی فرقے اور مسلک کے نام پر جنت کا پروانہ جاری نہیں کیا۔ اگر کوئی اس زعم میں مبتلا ہو کہ وہ محض فلاں مسلک سے متعلق ہونے کی بنا پر جنت کا حقدار ہے، تو یہ اُس کی خام خیالی اور خود فریبی ہے۔“
(فرقہ پرستی کا خاتمہ کیوں کر ممکن ہے؟ ص ۲۴)

”کسی کا یہ دعویٰ کرنا کہ فلاں کلمہ گو ’منافق‘ اور کافر ہے، اپنے آپ کو خدا اور رسول

کے مسند پر بٹھانے کے مترادف نہیں تو اور کیا ہے۔'' (ایضاً،ص ۴۳)

''کسی واعظ اور مبلغ کو منبر پر کھڑے ہو کر یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی پر اپنا مسلک اور نقطۂ نظر زبردستی مسلط کرے اور اختلافِ رائے رکھنے والے کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیتا پھرے۔'' (ایضاً،ص ۵۴)

(۳) ''شیعہ اور وہابی فرقے کے لوگ طاہر القادری کے نزدیک مسلمان اور امامت کے قابل ہیں۔ اپنے ایک رسالہ میں لکھتا ہے: ''میں شیعہ، وہابی علماء کے پیچھے نماز پڑھنا صرف پسند ہی نہیں بلکہ جب موقع ملے ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں۔''

(رسالہ دید و شنید، لاہور،ص ۴ تا ۹)

''امام خمینی تاریخ اسلام کے ان شجاع اور جری مردانِ حق میں سے ہیں، جن کا جینا علی اور مرنا حسین کی طرح ہے۔ ہمیں فرعونیت کا بُت پاش پاش کرنے کے لیے ''حسین'' بن کر معرکۂ کربلا برپا کر دینا چاہیے۔ خمینی سے محبت کا تقاضا ہے کہ ہر بچہ خمینی بن جائے۔''

(روزنامہ نوائے وقت، لاہور، ۸ر جون ۱۹۸۹ء)

اب میں یہاں ڈاکٹر طاہر القادری کے مذکورہ بالا اور اس کے علاوہ دوسرے عقائد و نظریات اور اس پر شرعی حکم پر مشتمل موجودہ دور میں اہلِ سنّت و جماعت کی سب سے اہم دو ایسی شخصیتوں کے ارشادات کو پیش کرتا ہوں کہ جن کے تفقہ فی الدین کی اس وقت مثال نہیں، یعنی وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم ہند شیخ الاسلام والمسلمین حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری علیہ الرحمۃ الرضوان قاضی القضاۃ فی الہند، اور وارثِ علوم حضور صدر الشریعہ ممتاز الفقہاء والمحدثین، حضور محدثِ کبیر حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد ضیاء المصطفیٰ قادری، نائب قاضی القضاۃ فی الہند۔

# حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان قاضی القضاۃ فی الہند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

طاہر القادری کو میں آج سے نہیں بلکہ بہت لمبے عرصے سے جانتا ہوں، جب طاہر القادری کی پاکستان میں بحیثیت مقرر کے اس کی اِبتدا ہوئی، میں نے اس کے بعض بیانات بھی سُنے۔علمائے اہلِ سنّت و جماعت نے شروع شروع میں جس طرح پاکستان میں ایک شخص تھا اسرار الحق اس کو آگے بڑھایا تھا، بعد میں اُس نے اپنا رنگ دکھایا اور وہ بدمذہب نکلا، اس نے اپنی بدمذہبی ظاہر کی۔یہی کچھ حال طاہر القادری کا ہوا۔

سن ۱۹۸۵ء سے پہلے کراچی میں مَیں نے اس کے بعض بیانات سنے۔اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کی تعریف میں اس نے ایک جلسے میں بہت اچھی تقریر کی، لیکن اعلیٰ حضرت کا نام لینا یا اُن کی تعریف کردینا یہ سنّیت کا مدار نہیں۔حدیث میں آیا ہے: ”اللہ تبارک وتعالیٰ کبھی اس دین کی تائید کافر کے ذریعے بھی فرماتا ہے۔“

تو وہ اہلِ سنّت و جماعت کے ساتھ رہا اور علمائے اہلِ سنّت و جماعت کا دَم بھرتا رہا، اعلیٰ حضرت کا دَم بھرتا رہا۔یہ سب کچھ اس کی طرف سے آپ یہ سمجھ لیجیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہلِ حق اور دینِ حق کی تائید میں کچھ وہ بُلوا دیا جو آج اس کے خلاف حجت (دلیل) ہے اور اس کے بعد ۱۹۸۵ء میں مجھے اُس نے دعوت دی لاہور میں اپنا اِدارہ منہاج القرآن دیکھنے کے لیے۔میں نے دعوت قبول کرلی۔گاڑی میری ابھی لاہور پہنچی نہیں تھی کہ مجھے ”فرقہ پرستی کا خاتمہ کیوں کر ممکن ہے“ طاہر القادری کی کتاب دکھائی گئی۔اس کا میں نے جب سرسری مطالعہ کیا تو اس کے اندر شروع ہی میں اس نے یہ لکھا کہ ”بریلویت، دیوبندیت، شیعیت ان میں کوئی بڑا اختلاف نہیں، تعبیری تشریحی اختلاف ہے اور سبھی ایک ہیں۔پوری کتاب اسی مضمون سے بھری ہوئی تھی۔وہ دن اور آج کا دن، میں نے کبھی طاہر

القادری کے کسی جلسے میں شرکت نہیں کی اور مجھ سے بہت اس کے ہم نوا اصرار کرتے رہے کہ اس کی دعوت پر میں جاؤں۔ میں نے کہا کہ پہلے یہ معاملہ صاف ہوگا، اس کے بعد پھر بات آگے بڑھے گی۔

پھر ساؤتھ افریقہ میں جب کچھ عاقبت نا اندیشوں نے اس کو بلایا، ہم لوگوں نے اپنی برأت ذمہ کے لیے اس کی گمراہی اور اس کے کفریات سے ان لوگوں کو آگاہ کیا کہ اس کو بلانے سے باز آئیں، وہ بلاکے رہے اور دھوکے سے ہم کو بلایا۔ اس موقع پر میں اسٹیفورڈ جو ڈربن کی جامع مسجد ہے، وہاں پر علمائے اہلِ سنّت جن میں محدثِ کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری رضوی امجدی مدظلہ العالی قابلِ ذکر ہیں، وہ اور میں اور دوسرے مقامی علماء وہاں پر حاضر ہوئے اور اس کو مناظرے کی دعوت دی۔ وہ مناظرہ نہ کرسکا، میدان چھوڑ کر بھاگا اور اس جلسے میں خلفشار کروادیا۔ اس کے بعد سے آج تک اس کا حال بد سے بدتر ہے۔ پہلے تو سنّی وہابی، سنّی دیوبندی، سنّی شیعہ ان سب کو ایک کرنے کی مہم چلائی اور اب یہودی، عیسائی اور مسلمان سب اس کے نزدیک بلیورز ہیں، یعنی یہودی اور عیسائی اس کے نزدیک اہلِ ایمان ہیں اور اس کی کلپ میں نے خود سُنی۔ اور یہ میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ اس نے کہا کہ ہماری مسجد یہودیوں کے لیے، عیسائیوں کے لیے کھلی ہوئی ہیں۔ اور ان سے کہا کہ آپ اپنے طور پر ہماری مسجد میں عبادت کرسکتے ہیں۔

یہ سب اس کے کھلے کفریات ہیں، جن کی رُو سے وہ صرف بدمذہب اور گمراہ نہیں بلکہ اس کا اسلام سے نام کا بھی رشتہ نہیں ہے۔ وہ طاہر القادری نہیں ہے بلکہ طاہر الپادری ہے۔ ہم لوگوں کو خصوصاً علمائے اہلِ سنّت و جماعت کو یہ لازم ہے کہ اپنے اپنے حلقے میں اس کی گمراہی سے، اس کی بدمذہبی سے بلکہ اس کے کفر و اِرتداد سے لوگوں کو آگاہ کریں۔

(ماخوذ از: تحفظ مسلکِ اعلیٰ حضرت، ص ۱۰۹)

## (۲) حضور محدثِ کبیر علامہ ضیاء المصطفےٰ قادری، نائب قاضی القضاۃ فی الہند

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم۔ امّا بعد!

مجھ سے یہ پوچھا گیا ہے کہ طاہر القادری کے بارے میں کیا باتیں سنی جاتی ہیں اور ثابت ہیں اور اس پر حکم شرعی کیا عائد ہوتا ہے؟ تو اس کے جواب میں مجھے عرض کرنا ہے کہ طاہر القادری دراصل شروع ہی سے غلط روی کا شکار تھا اور اس کے دماغ میں بڑا بننے اور مشہور ہونے کا خبط سوار تھا۔ اس بنا پر اس نے اہلِ سنّت و جماعت کے موقف سے ہٹ کر بہت ساری باتیں کہنی شروع کیں۔

آہستہ آہستہ اس کے اس کام میں یعنی غلط روی میں ترقی ہوتی رہی۔ پھر اس نے یہاں تک کیا کہ جتنے فرقے اسلام کے نام پر اس وقت موجود ہیں، جن میں وہابی، دیوبندی، غیر مقلدین، جماعت اسلامی اور رافضی شیعہ اپنے تمام اقسام کے ساتھ، ان تمام فرقوں کو اس نے مسلمان قرار دیا اور یہ کہا کہ اِن فرقوں میں جو کچھ بھی باہمی اختلاف ہیں وہ سب فروعی ہیں، بنیادی عقیدوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ حالاں کہ یہ بات اپنی جگہ پر طے ہے کہ اِن فرقوں سے ہمارا اختلاف بنیادی ہے اور کچھ بنیادی کے قریب ہے۔

مثلاً ہمارا دیوبندیوں سے جو اختلاف ہے وہ یہ ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انھوں نے توہین کی ہے اور اس پر حرمین طیبین کے اکابر علماء نے جو اعلیٰ حضرت کے زمانے کے تھے، انھوں نے ان پر کفر کا فتویٰ دیا اور بعد میں بھی شام اور عراق اور ہند و سندھ کے اور مختلف علاقوں کے لوگوں نے جن میں حل وحرم کے علمائے ربّانیین نے ان کی تکفیر کا فتویٰ دیا، اسی طرح شیعہ جو کئی ضروریاتِ دین کے منکر ہیں، مثلاً وہ لوگ قرآن کو یا تو ناقص کہتے ہیں یا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گڑھا ہوا بتاتے ہیں اور یہ دونوں بالکل کفرِ صریح ہیں اور آدمی اس باطل عقیدے کو رکھنے کے بعد کافر محض مرتد ہو جاتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر وہ تہمت لگاتے ہیں اور یہ بھی قرآنِ مجید کی

تکذیب ہے۔ اسی طرح خلفائے راشدین میں تین بزرگ خلفاء کو یہ کافر کہتے ہیں۔ تو اِن وجوہ کی بنا پر شیعوں پر کفر عائد ہوتا ہے۔ اور یہ غیر مقلدین تقلید کے منکر ہیں اور کافروں کو کافر کہنے کے بھی منکر ہیں۔ اس بنا پر ان پر بھی تکفیر ہوتی ہے یا کم سے کم گمراہی کا حکم ہوتا ہے اور گمراہی بھی یہ بنیادی اختلافوں کے بالکل قریب آجاتا ہے۔

اس بنا پر انھوں نے (طاہر القادری نے) جو یہ کہا کہ میں اِن شیعوں اور دیوبندیوں اور اہلِ حدیث کے پیچھے نماز پڑھنا نہ صرف جائز سمجھتا ہوں بلکہ جب موقع ملتا ہے، پڑھ لیتا ہوں۔ تو پاکستان کے علمائے کرام نے ان وجوہ کی بنا پر اس کی تکفیر کی۔ تقریباً پندرہ بیس سال پہلے پاکستان کے علماء نے اتفاق کر کے تکفیر کی، جن میں اکابر علمائے اہلِ سنّت جو وہاں کے تھے وہ سب شریک تھے۔

اس کے علاوہ اب اس نے ایک اور ترقی یہ کی کہ اس نے شیعوں سے اتحاد کیا اور شیعوں کے موافق تقریر کی خمینی کی تائید میں۔ اسی طرح خمینی کے مرنے پر اس کی تعزیت میں تقریر کرتے کرتے کہا کہ خمینی بالکل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح تھے اور ان کا راستہ صحیح راستہ تھا۔ تو یہ خمینی جس نے خلفائے راشدین کی شان میں گستاخیاں کیں اور قرآنِ مجید کو اس نے ناقص مانا وغیرہ وغیرہ، اس بنا پر اس پر کفر عائد ہوتا ہے۔

اور پھر اس کے بعد انھوں نے مزید ترقی کر کے ایک فورم قائم کیا یعنی ایک کمیٹی بنائی جس کا نام رکھا ''مسلم کرسچین ڈائیلاگ فورم'' اس میں تقریر کرتے ہوئے اس نے یہ کہا کہ (یہ تقریر اس کے رسالہ منہاج القرآن، فروری ۲۰۰۸ء میں شائع ہوئی) ''آدمی کتنا ہی حج کرے یا نماز پڑھے، روزہ رکھے، زکوٰۃ دے، صدقات و خیرات کرے، کتنی ہی نیکیاں کرے لیکن اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرتا ہے تو وہ کافر ہے اور اسے اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ تو آج ہم مسلمان عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے قائل ہیں اور یہ لوگ جو کرسچین ہیں اور پادری لوگ ہیں، یہ لوگ بھی ہمارے بھائی ہیں کہ جیسے وہ مانتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا نبی، ہم بھی مانتے ہیں اور ان کو کافر کہنا غلط ہے۔

بی لیورز (Believers) اور نان بی لیورز (Non Believers) میں پوری دنیا بٹی ہوئی ہے۔ بی لیورز (Believers) میں مسلمان اور یہ کرسچین اور یہودی آتے ہیں، اور باقی نان بی لیورز (Non Believers) ہیں۔ اس نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ تقریر کی، مگر سرکارِ دوعالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا جو قائل نہ ہو، اس کے بارے میں کوئی بات نہیں کی، تاکہ کرسچنوں کے کفر کا راستہ نہ کھلے۔ بلکہ یہ کہا کہ ان کو (یہود و نصاریٰ) کفّار میں شمار کرنا، یہ قرآن کی تعلیمات اور قرآن کے احکام کے خلاف ہے اور ان کو کافر نہیں کہنا چاہیے۔ حالاں کہ جو کافر کو کافر نہ کہے، وہ خود کافر ہے کہ یہ ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ یہ ایک الگ اس کی وجۂ تکفیر ہوئی۔

پھر تیسری بات یہ اس نے آج کل پیدا کی کہ اس نے انگلینڈ میں ایک کانفرنس کی اور اس میں مدعو کیا مسلمانوں کو، بدھسٹ کو، ہندوؤں کو، جینیوں کو، یہودیوں کو اور عیسائیوں کو۔ اور اس میں کہا کہ جتنے بھی مذہب کے ماننے والے لوگ ہیں، دنیا میں وہ سب خدا کو مانتے ہیں۔ کوئی اس کو اللہ کہتا ہے، کوئی کرشنا کہتا ہے، کوئی گاڈ (God) کہتا ہے، تو سب خدا کے ماننے والے ہیں۔ لہٰذا سب خدا تک پہنچے ہوئے ہیں۔ بیچ میں کوئی ان کو خدا تک پہنچنے سے روک نہیں سکتا۔ اس لیے اگرچہ وہ لوگ اپنے اپنے طور پر اللہ کا ذکر کرتے ہیں، وہ اپنی اپنی زبانوں اور اپنے اپنے طریقوں پر وہ سب صحیح ہیں اور سب حق پر ہیں۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ میں بھی اپنے خدا کا ذکر کروں گا اور آپ لوگ بھی جس جس طرح سے اپنے یہاں ذکر کرتے ہیں، میرے بعد ذکر کریں گے۔ پھر لا الہ الّا اللہ، لا الہ الّا اللہ، لا اِلٰہ الّا اللہ کا ذکر کیا، جسے مسلمانوں نے پڑھا اور کسی نے نہ پڑھا۔ پھر اس نے ہندوؤں سے کہا: آپ لوگ جیسے ذکر کرتے ہیں ویسے کیجیے۔ تو ان لوگوں نے ہرے کرشنا، ہرے کرشنا پڑھا۔ تو ان کے ساتھ اس (طاہر) نے بھی پڑھا اور پھر بدھسٹ نے، جینیوں نے، یہودیوں نے، نصاریٰ نے جس طرح سے ذکر کیا، اس نے بھی اسی طرح ذکر کیا۔

اور اس نے جس وقت کرسمس ڈے منایا تو اس میں کرسچنوں کا وہ ترانہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہ کے بارے میں پڑھا جاتا ہے، وہ خود بھی پڑھا اور اس کے ساتھ جتنے اس کی کمیٹی کے لوگ تھے، سب نے کرسچنوں کے ساتھ مل کر پڑھا۔ جس میں کئی جملے کفر کے بھی بھرے ہوئے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور مریم رضی اللہ عنہا کو ایک خدا کا پیدا کرنے والا، یہ سب کہا ہے۔

تو اب ان بنیادوں پر اس کے کافر ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ یہ حکم شرع ہے، اس لیے مسلمانوں کو اس سے اجتناب (پرہیز کرنا) فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے شر سے بچائے، اس کے فتنوں سے مسلمانوں کو بچائے۔

اور مسلمانوں پر اس کے بیانات سننے اور اس کے بیانات پڑھنے اور اس کی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ صرف اس شخص کو جائز ہے جو کہ اس سے مناظرہ کرنا چاہتا ہو، یا اس کے عیوب دنیا میں ظاہر کرنا چاہتا ہو کہ اس میں دینی خامیاں کیا کیا ہیں؟ ظاہر کرنا چاہتا ہو، وہی پڑھ سکتا ہے اور دوسرے لوگ نہیں پڑھ سکتے۔۔۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان پر سلامتی اور استقامت عطا فرمائے اور ایمان کے ساتھ دنیا سے اُٹھائے۔ آمین ۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین، وصلی اللہ علی النبی الکریم واٰلہ واصحابہ اجمعین۔

(ماخوذ از: تحفظ مسلکِ اعلیٰ حضرت، صفحہ ۱۱۲)

(بشکریہ: باطل فرقوں کے عقیدے، ص ۱۰۵ تا ۱۱۴)

✲ ✲ ✲ ✲ ✲

# مزید طاہر القادری کے متعلق تاج الشریعہ کا فتویٰ

سوال:- کیا طاہر القادری کی بد مذہبی حدِ کفر کو پہنچ چکی ہے یا نہیں؟

جواب:- طاہر القادری کے مختلف بیانات اور اس کی کتاب ''فرقہ پرستی کا خاتمہ کیوں کر ممکن ہے'' اس میں بہت سارے مقالات اور کلمات اور عبارتیں کفریہ موجود ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کے نزدیک سرکار علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے بہتّر یا تہتّر فرقے میں کسی کو نجات کا پیمانہ نہیں دیا۔ اس طور پر اس کے قول سے یہ لازم آیا کہ نہ اہلِ سنّت ناجی ہیں اور دوسرے بھی ناجی نہیں ہیں، اور یہ کہتا ہے کہ جتنے فرقے ہیں سنّی اور غیر سنّی ان سب میں تعبیری اور تشریحی اختلاف ہے اور باقی سب ایک ہیں۔ اور اس کے علاوہ بہت سارے اس کے کفریات ہیں۔ ''دید وشنید'' میں شائع اس کے انٹرویو اور اس کی دوسری کتابوں میں اور انٹرنیٹ پر اب تو اس کے اقوال اور اس کے ایکشن اور اس کے کلمات وغیرہ سب دستیاب ہیں، وہاں سے آپ جا کر ان کی معلومات کر سکتے ہیں۔

لہٰذا اس کی بد مذہبی حدِ کفر تک پہنچنے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

(فقہی مجالس، حصّہ اوّل، ص ۱۳۳، از حضور تاج الشریعہ، وارِدِ حال مدینہ منورہ۔ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۵/ اگست ۲۰۱۰ء)

برادرانِ اسلام! حضور تاج الشریعہ کے اس فتویٰ کی روشنی میں طاہر القادری کے جو احوال ہیں، اسی طرح کا ایک فتویٰ سرکار اعلیٰ حضرت کا بھی ملاحظہ کریں:-

سوال:- بکر اپنے آپ کو سنّی کہتا ہے اور فرقۂ وہابیہ، غیر مقلدوں کے معاملے میں کہتا ہے کہ یہ سب قرآن وحدیث کے ماننے والے ہیں، جھگڑے کی بات نہیں نکالنا چاہیے۔ سب حق پر ہیں۔ ایسی صورت میں بکر کو سنّی کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا**

جواب:- بکر کافر و مرتد محض ہے۔ **واللہ تعالیٰ اعلم** (فتاویٰ رضویہ قدیم، ج ۶، ص ۸۰)

لہٰذا مسلمانوں سے عاجزانہ گزارش ہے کہ اس دورِ پُرفتن و پُر آشوب میں فتنۂ طاہریہ

منہاجیہ، صلح کلّیہ اور اس کی تحریک منہاج القرآن جس کا نیا نام ''پیغامِ اسلام'' رکھ کر اس کے ذریعے تعلیمات منہاج القرآن کو عام کرنے کی پوری کوشش خاص طور پر ٹاٹا نگر جمشید پور (جھارکھنڈ) اور دیگر مقامات پر آج کئی سالوں سے جاری ہے۔

ایسے حالات میں خوش عقیدہ سنّی مسلمانوں سے عاجزانہ گزارش ہے صلح کلیوں کے دھوکے اور فریب سے بچیں اور اپنے دین و ایمان کے قیمتی سرمایہ کی ہر طرح سے حفاظت کریں۔ اور یہ بات خوب اچھی طرح یاد رکھیں کہ ''درحقیقت صلح کلیت ہی ہر بدمذہبی کی جڑ اور ہر بے دینی کی بنیاد اور ہر فتنے کا دروازہ ہے۔''

ہمارے پیر و مرشد، تاجدارِ اہلِ سنّت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ العزیز فتاویٰ مفتی اعظم، جلد ہفتم، ص ۱۵۴ / پر تحریر فرماتے ہیں: ''مسلمان کے گھر میں پیدا ہونا، اسلامی نام ہونا، اسلامی وضع، اسلامی صورت ہونا، سچا مسلمان ہونے کے لیے کب کافی ہے؟ یہ لوگ اللہ سے بے خوف ہیں، سچا مسلمان اللہ سے ڈرتا ہے (دشمنانِ خدا و رسول سے دور و نفور رہتا ہے) اللہ کے دشمنوں کو اپنا دوست گردانتے والا نام ہی نام کا مسلمان ہے۔'' ایسے موقع کے لیے یہ شعر ہے ؎

یہ شہادت گہہ اُلفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

✵ ✵ ✵ ✵ ✵

# طاہر کی گمرہی

از: الحاج محمد عرفان رضا قادری

مقام و پوسٹ نوادہ، مشرکھ ضلع چھپرہ (بہار) 8340285154

ہر سو ہے اب تو شہرہ طاہر کی گمرہی کا
فتنوں میں ایک فتنہ آیا ہے پادری کا
بد بخت، بے حیا ہے، حق سے ہی پھر گیا ہے
دور و نفور رہنا، فتنہ ہے طاہری کا
گمراہ ہوگیا ہے، گمراہ کر رہا ہے
طاہر ہے نام اس کا دھوکا ہے ''قادری'' کا
طاہر سے دور رہنا ،شاطر سے دور رہنا
فتویٰ بھی آگیا ہے سرکار ازہری کا
وہ کیا حساب دے گا، وہ کیا جواب دے گا
اس سے سوال ہوگا جب اس کی رہبری کا
فتنوں کا سلسلہ ہے ،شیطان خوش ہوا ہے
دشمن بنا ہوا ہے ایماں کی روشنی کا
اے خالق زمانہ! دین حسن بچانا
دیتا ہوں واسطہ میں سرکار کی گلی کا
شمس و قمر، ستارے سب کہہ رہے ہیں عرفاں!
نام و نشاں مٹا ہے ہر ایک دوزخی کا
جو ہیں نبی کے دشمن، جو ہیں ولی کے دشمن
رشتہ نہیں ہے ان سے عرفاںؔ قادری کا

# سید سراواں کے ابو میاں کے متعلق شرعی فتویٰ

## از حضرت علامہ مفتی محمد عاشق الرحمٰن صاحب قادری حبیبی علیہ الرحمہ

سابق صدر المدرسین جامعہ حبیبیہ، الہٰ آباد، یو پی

محترم المقام جناب مفتی صاحب قبلہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعدہٗ گذارش یہ ہے کہ سید سراواں ضلع کوشامبی الہ آباد کے ایک پیر صاحب شاہ احسان اللہ محمدی صفوی ابو سعید نام کے پچھلے کئی سالوں سے مڑگاؤں، گوا آتے ہیں، وہ سامعین کو کچھ ایسے مسائل بتاتے ہیں جو مسائل حنفیہ اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل خلاف معلوم ہوتے ہیں۔ ان تفصیلی مسائل کا زیراکس اور مرکزی دارالافتاء بریلی شریف سے آئے ہوئے جواب کا زیراکس آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ آپ بھی مسلمانانِ مڑگاؤں، گوا کی رہنمائی فرمائیں۔ بڑی مہربانی ہوگی۔ فقط والسلام

المستفتی: جملہ مسلمانانِ مڑگاؤں، گوا

From: K. Fatima Jewellers, Shop No. G.B.
Ground Floor, Beef Complex, M. G. Market,
Madgaon - 403601. Goa

کریم الخلقت، رفیع الدراجات جناب حضرت مفتی صاحب قبلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین ان مسئلوں کے بارے میں کہ سیّد سراواں، کوشامبی الہٰ آباد، یو پی کے ایک پیر صاحب شاہ احسان اللہ محمدی صفوی ابو سعید نام کے پچھلے سالوں سے مڑگاؤں، گوا آتے ہیں، وہ سامعین کو کچھ ایسے مسائل بتاتے ہیں جو مسائل حنفیہ اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل خلاف معلوم ہوتے ہیں:

(۱) انھوں نے ایک مشت داڑھی کے متعلق کہا یہ کچھ ضروری نہیں ہے بلکہ داڑھی وہی ہے جو دور سے دکھائی دے۔ (۲) چلتی ٹرین پر نماز پڑھ لینے کو کافی سمجھتے ہیں اور بعد میں

دوہراتے بھی نہیں۔ جب انھیں کہا گیا کہ آپ کا مسئلہ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے خلاف ہے تو انھوں نے کہا کہ ہمارے اوران کے زمانے میں بڑا فرق ہے۔(۳) کھانا کھانے سے پہلے اور کھانا کھانے کے بعد میٹھا کھانا سنّت بتاتے ہیں، جبکہ اوّل وآخر نمک کھانا سنّت ہے۔ (۴) اقامت کھڑے ہوکر سنتے ہیں۔(۵) کعبہ شریف کے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز جانتے ہیں۔ جب اُن سے کہا گیا کہ ہمارے علمائے اہلِ سنّت تو اس امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں۔تو انھوں نے کہا کہ یہ صرف ہندوستانی علمائے کرام ہیں، پاکستانی علمائے اہلِ سنّت تو اس امام کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ چونکہ کعبہ شریف کے امام کا وہابی ہونا ثابت نہیں۔(٦) دارالعلوم غریب نواز، الہٰ آباد یوپی کے مقتدر علمائے کرام کہتے ہیں کہ ان پیر صاحب کی خانقاہ میں اگر کوئی وہابی مولوی پہنچ جائے تو اس کو امامت کے لیے آگے بڑھا دیتے ہیں۔(۷) ایک مرتبہ پیر صاحب نے کہا کہ فقہ کی ساری کتابوں مثلاً نورالایضاح میں بھی باب الطہارۃ کو مقدم کیا ہے۔ جسے بچّے پڑھ کر وقت سے پہلے بالغ ہوجاتے ہیں۔(۸) ماہ نامہ جامِ نور از دلّی ستمبر ۲۰۰۷ء کے شمارہ ۳،ص ۲۱، مضمون ''الی الاسلام من جدید'' میں مولانا ذیشان احمد مصباحی نے بھی اس پیر صاحب کی کچھ باتیں بطور حوالہ پیش کی ہیں، وہ یہ ہیں:- یہاں بے ساختہ شیخ احسان اللہ چشتی الہ آبادی دام ظلہ کی بات نقل کرنے کو جی چاہتا ہے کہ تفقہ فی الدین والی آیت میں فہم دین کے لیے سفر کرنے کی بات کی گئی ہے، نہ کہ فہم مسائل دین کے لیے۔ افسوس ہے کہ علمائے ربانیین اور علمائے وارثین سے لوگوں نے علمائے حیض ونفاس کو سمجھ لیا ہے، جبکہ اصل دین کا شعور ہے۔اسی لیے آیت کے اگلے حصے میں ہے کہ اپنی قوم کے پاس واپس آکر انھیں غضب الٰہی سے ڈرائیں، یہ نہیں کہ وہ دین کے مسائل بتائیں۔ ہاں! شعور دین کے بعد اگر مسائلِ دین سے آگاہی ہوجائے تو یہ سونے پر سہاگہ۔ پوچھنا یہ ہے کہ کیا دین سے، مسائلِ دین الگ ہیں؟ جس کی وجہ سے حیض ونفاس کے مسائل بتانے والے علماء کو علمائے حیض ونفاس کہا اور دین سمجھانے والے علماء کو علمائے وارثین وعلمائے ربانیین کہا۔کیا اس طرح علمائے کرام کو علمائے حیض ونفاس کہنا دُرست ہے؟ (۹) اس پیر صاحب نے ایک کتاب ''نغمات الاسرار فی مقامات الابرار'' لکھی ہے، جس کے

چند اشعار یہ ہیں:-

غور سے سمجھ اے بے یقیں — بے تصوف دین و ملت کچھ بھی نہیں
جو تصوف میں مبرّا ہوگیا — زندقہ میں وہ کھو گیا
خاتمہ بالخیر ہے اس کا محال — مردِ حق ہرگز نہیں وہ مردِ ضال
ہر کہ غافل شد ز مولیٰ یک نفس — درحقیقت کافر است و بوالہوس
اس حقیقت کو سمجھ اے بے یقیں — مولوی صوفی نہیں تو کچھ نہیں
مولوی صوفی نہ تو باخدا — فاسق و گمراہ ہے سرتاپا
مدرسہ میں کیا دھرا ہے اے پسر — جز خبر وہ بھی نہیں ہے معتبر
فقہ و استدلال و منطق و اُصول — بے تصوف سب خرافات و فضول

(صفحہ ۴۵۔۴۶)

مذکورہ عبارتوں اور اشعار کے احکام الگ الگ اور نمبروار بالتفصیل بیان فرمائیں۔اس پیر صاحب کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا ان سے پیری مریدی جائز ہے؟ کیا اس کتاب کو پڑھ سکتے ہیں؟ اس کتاب پر تقریظ و تقدیم لکھنے والوں کا کیا حکم ہے؟ اس پیر صاحب کو امام طریقت، واصل عین شریعت، قطب عصر، عارف باللہ لکھنا کیسا ہے؟ الٰہ آباد کے مشہور اِداروں کے ذمے دار مفتیان سے اس پیر صاحب کے متعلق پوچھا تو سب حضرات نے ان کو گمراہ اور گمراہ گر ہی فرمایا۔ جب ان سے لکھنے کی بات کی گئی تو ان حضرات نے کہا کہ ان کے مریدین غنڈے اور بدمعاش ہیں، وہ ہماری جان مروا دیں گے، ہمارا اِدارہ بند ہوجائے گا، وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا اس پیر صاحب کے نام سے فتویٰ آنا بہت ضروری ہے۔ چونکہ ان کے مریدین کہتے ہیں کہ زید، عمرو بکر کہہ کر فتویٰ مت منگاؤ۔ اگر ہمت ہے تو ہمارے پیر کے نام سے فتویٰ منگا کر دکھاؤ اور تم لوگ ہرگز ایسا نہیں کر سکتے، کیوں کہ ہمارے پیر صاحب کی تعظیم ہر خانقاہ اور مدرسہ کے علماء کرتے ہیں۔ ان کے مریدین کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ اب ایسی نازک حالت میں ہم مسلمانانِ مڑگاؤں کی رہنمائی فرمائیں۔

المستفتی: سُنّی مسلمانانِ مڑگاؤں، گوا
محمد رفیق وغیرہ

**الجواب:**

کسی کے نام ونسب سے کچھ تعلق نہیں، حکمِ شرع عام ہے، سب کے لیے برابر خواہ عالم ہو یا فقیہ، پیر یا عوام الناس۔ لہٰذا اس پیر نے جتنے مسائل بتائے ہیں، وہ شریعت سے متعلق نہیں، وہ اس کے اپنے ہیں۔ اسی سے ظاہر وباہر ہے کہ وہ کتنا ذی علم اور کتنا بڑا صلح کلّی ہے۔ خود اس کی باتوں سے اس کا عقیدہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ وہ آزاد خیال اور محض دنیا دار جسے علمِ شریعت سے کچھ علاقہ نہیں۔ ایسے کو پیر بنانا یا اس سے مرید ہونا جائز نہیں۔ اس کا جواب ''جامِ نور'' کے ایڈیٹر، مدیر اور مضمون نگار سے ہی طلب کرلیا جائے کہ آخر اس نے ایسا لکھا اور چھاپا ہے۔ دلیل تو وہ دے، حکم اوپر جاری کردیا گیا۔ سوال کے سچا ہونے کی صورت میں۔ **واللہ تعالیٰ اعلم۔**

کتبہٗ فقیر قادری سید کفیل احمد غفرلہٗ

دارالافتاء منظر اسلام، بریلی شریف

۴ / ربیع الآخر ۱۴۳۲ھ

الجواب: **واللہ تعالیٰ ھو الملھم للصواب۔**

عقیدۂ وہابیہ کفریہ رکھنے والے وہابی کے ایسے عقیدے کو جانتے ہوئے نماز کی امامت کے لیے اُسے آگے بڑھانا ارتکابِ کفر ہے۔ مسائلِ دینیہ کی تصدیقات کے بغیر دین کے شعور کی بات کرنا جہالت کی بات ہے۔ قول ''علمائے ربانیین اور علمائے وارثین سے لوگوں نے علمائے حیض ونفاس کو سمجھ لیا ہے'' علمائے دین کا استخفاف ہے اور یہ ان کے علمائے دین ہونے کی حیثیت سے ان کا استخفاف ہے اور یہ کفر ہے۔ مجمع الانہر میں ہے: ''**الاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر**''۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے مرج البحرین میں یہ نقل فرمایا ہے کہ ''**من تصوف ولم یتفقه فقد تزندق ومن تفقه ولم یتصوف فقد تفسق ومن جمع بینهما فقد تحقق**''۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جو علمِ فقہ کے بغیر نظری تصوف کو حاصل کرے گا، زندیق ہوجائے گا اور جو عملی تصوف کے بغیر فقیہ بنے گا، فاسق ہوجائے گا اور جو اِن دونوں کا جامع ہوگا وہ متحقق ہوگا۔ رسالۂ

قشیریہ شریفہ ایسی اُصولِ تصوف کی مستند کتاب میں عقائد صحیحہ رکھنے کو ضروری قرار دیا گیا ہے، جس کے لیے علم ضروری ہے۔ اشعار مذکورہ کی تاویلات صحیحہ اگر نہ کی جائیں تو وہ خود زندقہ پر مشتمل ہیں۔ مثال کے طور پر ایک شعر میں یہ بتایا گیا ہے کہ ''جو تصوف سے مبرّا ہو گیا زندقہ میں وہ کھو گیا''۔ جب کہ مرج البحرین میں اسے منصوص کیا گیا ہے کہ جو علم فقہ کو نہیں حاصل کرتا ہے اور تصوف اختیار کرتا ہے، وہ زندیق ہو جاتا ہے۔ اس زمانے میں مسجد حرام کا امام نجدی وہابی ہوتا ہے۔ یہ کہنا کہ ''اس کا وہابی ہونا ثابت نہیں'' جہالت پر مبنی ہے۔ اسی طرح استفتاء ہٰذا میں جن اقوال وافعال کا ذکر کیا گیا ہے، وہ کفر زندقہ یا جہالت پر مبنی ہیں۔ اگر واقعی کسی شخص سے اقوال وافعالِ مذکورہ صادر ہیں تو وہ مرتکب کفر وزندقہ و جہالت ہے۔ اگر واقعی کوئی شخص ان اُمور کا مرتکب ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ توبہ کرے، تجدیدِ ایمان کرے، جو رور کھنے کی صورت میں تجدیدِ نکاح کرے، بیعت کی بقا چاہتا ہو تو تجدیدِ بیعت کرے۔ جب تک وہ ایسا نہ کرے اگر وہ بیعت لیتا ہو تو اس کے ہاتھ پر بیعت نہ کی جائے۔ جس کتاب میں فقہ و حقیقی تصوف کے خلاف باتیں ہوں، اس کو پڑھنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ فقہا کے طور پر محض صراحت و تبیّن کی وجہ سے جب کفر کا حکم کیا جائے اور تعین نہ ہو، اگر تاویل صحیح پیش کی جائے تو اسے قبول کیا جائے گا لیکن یہ کام خود مرتکب کا ہے۔ فقیہ محض تبین کے پانے پر بھی کفر کا حکم کر دے گا اور اگر تعین پایا جائے اور حضراتِ متکلمین کے طور پر کفر کا حکم کیا جائے تو کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہ رہ جائے گی۔ نسیم الریاض شرح شفاء میں ہے: ''التاویل فی لفظ صراح لا یقبل'' مثلاً اگر توہین رسول کرنے والے کفر صریح کلامی متعین التزامی کے مرتکب وہابی، دیوبندی کی توہین رسول کو جانتے ہوئے کوئی ایسے کو نماز میں امامت کو بڑھائے تو وہ حضرات متکلمین کے طور پر مرتکب کفر قرار پائے گا۔ ایسی صورت میں کتاب کے کفریات پر مشتمل ہونے کو جان کر التزامی طور پر اسے صحیح مان کر اس پر تقریظ و تقدیم لکھنے والے کا بھی وہی حکم ہوگا۔ ایسی صورت میں کفر و زندقہ کو جان کر کفر و زندقہ کے مرتکب کو عارف باللہ، واصل عین شریعت، قطب عصر وغیرہ کہنے کا بھی وہی حکم ہوگا۔ حکم کا مدار اس پر ہے کہ مذکورہ اقوال وافعال واقعی کسی شخص سے صادر ہیں یا نہیں۔ اگر واقعی صادر ہیں تو حکم حسبِ بالا ہے، اس سے کوئی تعلق نہیں کہ وہ شخص کون ہے

اور اس کی آئیڈنٹیٹی کیا ہے؟ جامعہ حبیبیہ کو چلانے والی رجسٹرڈ کمیٹی انجمن جامعہ حبیبیہ کے اہم اراکین سے مشورہ کرنے کے بعد بانیٔ جامعہ حبیبیہ حضور مجاہد ملت قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کو خدائے قادر وموفّق ومعین کی جانب وسیلہ بناتے ہوئے استفتاء ہٰذا کے اس جواب کو تحریر کیا جا رہا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

رقمہٗ **محمد ابوبکر**

۱۹ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح

رقمہٗ الفقیر **محمد عاشق الرحمٰن** القادری الحبیبی غفرلہٗ

(فتاویٰ الحبیبیہ، قسط دوم، ص ۶۴ تا ۶۹)

نوٹ: مذکورہ بالا فتویٰ کی روشنی میں سید سراواں کے پیر اور اس کی خانقاہ وغیرہ سے دور ونفور رہ کر صحیح العقیدہ سُنّی مسلمان اپنا دین وایمان بچائیں اور مسلکِ اعلیٰ حضرت پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں

حق پہ رہو ثابت قدم باطل کا شیدائی نہ ہو
تاکہ دنیا، آخرت میں تجھ کو رُسوائی نہ ہو

مزید سید سراواں والے کے افکار ونظریات پر جناب ڈاکٹر غلام مصطفٰے صاحب نجم القادری مدظلہ العالی موضع رُدولی، ضلع سیتا مڑھی (بہار) نے (۱) لباسِ خضر (۲) سعادت یا شقاوت نام سے دو کتابیں تحریر کی ہیں۔ جن میں ان کی گمراہیت کو طشت از بام کیا ہے۔ ان دونوں کتابوں کے مرتب ان کے فرزند ارجمند مولانا طارق رضا نجمی ہیں۔ قارئین حضرات ڈاکٹر صاحب کے موبائل نمبر 9199461447 سے رابطہ قائم کر کے کتاب فیس بُک پر ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

۲۰۱۴ء میں ڈاکٹر صاحب موصوف کی تحریک پر سید سراواں کے افکار ونظریات پر مقام جالیسر، صوبہ اُڑیسہ میں مناظرہ بھی ہوا تھا۔ جس میں بحیثیت مناظر خلیفہ تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی اختر حسین صاحب قبلہ قادری رضوی علیمی مدظلہ العالی تشریف لائے

تھے۔اور حضرت مولانا مفتی خوشنود صاحب الہ آباد، حضرت مولانا عبد الستار صاحب جالیسر اور مولانا رحمت اللہ صدیقی وغیرہ علمائے کرام شریک مناظرہ تھے۔

OOOOOO

# اِرتِداد (یعنی مسلمانوں کا اسلام سے پھر جانے، کافر، مُشرِک بن جانے) کے اسباب

(1) کم علمی اور جہالت، دین کا صحیح علم نہ ہونا۔

(2) دین سے دوری، باصلاحیت اور بااثر سنی صحیح العقیدہ علماء ومشائخ سے بالکل رابطہ نہ رکھنا۔

(3) گھروں میں دینی ماحول کا نہ ہونا۔

(4) غیر مسلموں کے رسم و رواج، طور طریقے اور ان کی تہذیب وتمدن کا تیزی سے مسلم معاشرے میں آنا۔

(5) بلا جھجک غیر مسلموں سے اِختلاط (میل جول)، ان سے غیر ضروری تعلق، ان کے ساتھ اپنی باتیں شیئر کرنا، ان کا بِلا روک ٹوک گھروں میں آنا جانا، کافر اور مُشرِک بننے کے یہ اہم اسباب ہیں

(6) گھروں میں ٹی وی، ویڈیو اور موبائل کا تیزی سے رواج پانا، مختلف قسم کی عریانیت (ننگا پن) اور فواحش (برائی) کے مناظر دیکھنا۔

(7) بھائی چارہ کے نام پر غیر مسلموں کی طرح کُفرِیہ اور شرکیہ افعال واقوال کو انجام دینا اور اس طرح بہت سی باتوں کا معاشرے میں رواج پانا قوم کے لئے خطرناک اور مہلک ہیں۔

(8) بے پردہ لڑکیوں، عورتوں کا تنہا گھروں سے نکلنا اور نوکری کرنا

(9) غیر مسلموں کے اسکول، کالج وغیرہ میں جانا اور ان سے پڑھنا

(10) والدین کا اپنے بچوں، بچیوں کو کفار ومشرکین کے کُفرِیہ شرکیہ افعال واقوال سے نفرت نہ دلانا۔

**مرتد ہونے والو! ہوش میں آؤ۔**

**ایمان والے یقیناً جنتی ہیں اور مرتد ہونے والے یقیناً جہنمی ہیں۔**

# بمبئی کے علماء کونسل کا فتنہ

بابری مسجد کی شہادت کے بعد بمبئی میں ہندو مسلم فساد برپا ہوا اور مسلمانوں کا جانی مالی کافی نقصان ہوا۔ جب فساد کی آگ ٹھنڈی ہوئی تو کلمہ گو فرقہائے باطلہ جیسے وہابی، دیو بندی، غیر مقلد، نیچری، شیعہ، بوہرہ، خوجہ وغیرہم کے گرو گھنٹالوں نے مل کر ندوۃ العلماء کی طرز پر ایک چکڑی بنائی، جس کا نام علماء کونسل رکھا۔ شروع شروع اس گروہ میں کچھ سنی علماء بھی جڑ گئے۔ لیکن جب اس کے خطرناک دفعات کی روشنی میں مفتیان کرام نے حکم شرعی سنایا تو اکثر حضرات اس ٹولی سے بالکلیہ الگ ہو گئے مگر مولوی ظہیر الدین امام اسمٰعیل حبیب مسجد بمبئی، عبدالقدوس کشمیری سابق امام ہانڈی والی مسجد بمبئی، سید حامد اشرف صاحب سابق امام زکریا مسجد بمبئی یہ تینوں حضرات علمائے حق کی بار بار یاد دہانی کے باوجود اس کونسل سے علاحدہ نہیں ہوئے بلکہ اخیر وقت تک اس سے وابستہ رہے۔ جن میں اخیر کے دو حضرات دنیا سے رخصت ہو گئے۔ لیکن مولوی ظہیر الدین آج بھی اس کونسل سے رشتہ جوڑے ہوئے ہیں اور اس کونسل کے روح رواں یعنی صدر کے عہدے پر براجمان ہیں۔

علماء کونسل مولوی ظہیر الدین اور امیر سنی دعوت اسلامی شاکر علی نوری کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے سابق قاضی القضاۃ فی الہند حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اور ان کے بعد محدثِ کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ کے تقریباً سولہ سترہ سال قبل کے چند منٹ کے بیان کو تحریری شکل میں ملاحظہ کریں۔

کسی سائل نے حضرت علامہ ازہری میاں صاحب قدس سرہ العزیز سے سوال کیا کہ آپ نے امیر سنی دعوت اسلامی شاکر علی نوری سے خلافت واپس لے لی ہے؟

اس پر حضرت نے جواباً ارشاد فرمایا: ہاں! میں نے انہیں خلافت دی تھی اور ان کو کئی مرتبہ سمجھایا۔ آخر میں انہوں نے علماء کونسل کے جو اس وقت روحِ رواں ہیں ظہیر الدین، ان

کے بارے میں ان سے کئی مرتبہ گفتگو ہوئی اور خود ظہیر الدین اور علماء کونسل کے جو ذمہ دار حضرات اس وقت موجود تھے، غالباً دس پندرہ برس کا عرصہ گزر گیا۔

پھر اس سلسلے میں ناگپور کے ایک جلسے میں انہوں نے ان سے بیزاری اور سنی دعوت اسلامی کے سر پرستی سے علماء کونسل کے ذمہ داروں کو برطرف کرنے کا اعلان کیا تھا اور اس کے بعد جب بمبئی آئے تو پھر ان سے جڑے رہے، فاروق درویش کے یہاں میٹینگ ہوئی میں نے ان سے کچھ سوالات کیے جن کا آج تک انہوں نے جواب نہیں دیا، پھر آخری مرحلہ یہ ہوا کہ خود فاروق درویش میرے پاس شاکر نوری کو لے کر آئے اور اس کو بھی تین یا چار سال ہو گئے یا زیادہ عرصہ ہو گیا انہوں نے کہا کہ علماء کونسل کے ذمہ دار ظہیر الدین کو ہم سمجھائیں گے اور ہمارا کوئی علماء کونسل سے لینا دینا نہیں ہے ہمارا کوئی تعلق اس سے نہیں ہے اور ہم ان کو سمجھائیں گے اگر وہ مان گئے تو ٹھیک ہے، چھ مہینے کی مدت مانگی، ورنہ ہم ان کو چھوڑ دیں گے اور اس سلسلے میں ایک تحریر بھی انہوں نے دی، وہ تحریر آج بھی میرے بریف کیس میں محفوظ ہوگی اور مجھ سے یہ کہا کہ اس تحریر کو چھاپا نہ جائے (لہٰذا چھاپا نہیں گیا) لیکن اس کے باوجود آج بھی آزاد میدان میں جو اجتماع ہوتا ہے اس میں علماء کونسل کے ذمہ دار ظہیر الدین آتے ہیں اور وہ اپنی اسی روش پر قائم ہیں، وہابی، دیوبندی، رافضی سب کو ایک کیے ہوئے ہیں اور ان کے علماء کونسل کا دستور یہ ہے جس کے بارے میں خود شاکر صاحب نے مجھے مطلع کیا تھا، علماء کونسل کے دستور کا اہم دفعہ یہ ہے کہ تمام کلمہ گو فرقوں میں اتحاد پیدا کرنا اور یگانگت پیدا کرنا شریعت کے دائرے میں۔ یعنی وہابی، دیوبندی، رافضی یہ سب کلمہ گو ہیں، اور ان کا سب سے بڑا مطلب یہ ہے کہ اتحاد اور یگانگت اور ان سب کو ایک کرنا شریعت کے دائرے میں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ مرتدوں کے ساتھ اتحاد و یگانگت قائم کیا جائے اور اسلام بھی باقی رہے۔

دوسرا دستور یہ تھا کہ ہر اس کام سے بچنا جس سے منافرت پھیلے۔ اور ابھی حال ہی میں یعنی نومبر ۲۰۰۷ء آزاد میدان بمبئی کے سنی دعوت اسلامی کے اجتماع میں ظہیر الدین

صاحب نے یہ کہا ہے کہ قبر میں مسلک نہیں پوچھا جائے گا، جو بولی وہابی بولتے تھے وہ بولی آزاد میدان کے اجتماع میں ظہیر الدین صاحب نے بولی پھر بھی شاکر صاحب کو توفیق نہیں ہوئی کہ ظہیر الدین کو چھوڑ دے اور اپنا وعدہ نبھائے، لہٰذا ان کی خلافت خلاف ہے اور وہ جو میرا نام استعمال کرتے ہیں تو ان کو میرا نام استعمال کرنے کا حق نہیں ہے۔

(khulasa audio clip)

بمبئی کے مسلمانوں نے مولوی ظہیر الدین کے خلافِ شرع بولی پر ۲۷/ دسمبر ۲۰۰۷ء کو شہر بمبئی میں تردیدی جلسے کا اہتمام و انتظام کیا، جس میں محدثِ کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب امجدی مدظلہ العالی کے بیان کو تحریری شکل میں ملاحظہ کریں۔

حضرت سیدی علامہ ازہری صاحب مدظلہ العالی سے امیر سنّی دعوتِ اسلامی شاکر علی نوری مرید بھی ہیں اور ان سے خلافت بھی ملی ہوئی ہے۔ اور وہ ایک مرتبہ حضرت کے پاس حاضر ہوئے اور یہ کہا کہ حضرت ہمارے یہاں اجتماع ہے، ہماری کانفرنس میں آپ تشریف لائیے۔ تو حضور تاج الشریعہ نے جواب دیا کہ اے بھائی! تم ظہیر الدین کے پیچھے نماز پڑھتے ہو اور ظہیر الدین کا تعلق ہر فرقے سے دوستانہ ہے۔ تو فقہائے کرام کے حکم کے مطابق بلکہ احادیث کے مطابق بھی ان کے پیچھے نماز نہیں، تو اس لیے میں کیسے شریک ہو سکتا ہوں؟ اس پر شاکر علی نوری نے کہا کہ حضور! میں توبہ کرتا ہوں۔ تو اس پر تاج الشریعہ نے فرمایا: چلیے! یہ لکھ کر ایک پرچے پر دے دیجیے کہ میں توبہ کرتا ہوں۔ اب اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھوں گا۔

حضرت تشریف لے گئے، پھر وہی طریقہ اپنائے رکھا، یعنی ظہیر الدین کے پیچھے نماز پڑھتے رہے۔ اس کے بعد ایک موقع پر پھر دوبارہ حضرت کو دعوت دینے کے لیے آئے، تو حضرت نے فرمایا کہ تم اسی طریقے پر قائم ہو، تو کیسے دعوت قبول کروں۔ اس پر شاکر علی نے حضرت سے عرض کیا کہ پریشانی میں مجھ سے غلطی ہو گئی۔ حضور میں اب پکی توبہ کرتا ہوں۔ اس کے بعد پھر وہی طریقہ۔ اب تیسری بار آئے تو حضرت نے فرمایا: میں نہیں جاؤں گا۔ دو

مرتبہ تم نے دھوکہ دیا۔۔۔تو اس نے بڑے اصرار کے ساتھ عرض کیا کہ حضور! مجھے چھ مہینے کی مہلت دیجیے۔ چھ مہینے میں اگر وہ علماء کونسل سے الگ ہو گئے تب تو میرا سارا قصور دُھل جائے گا اور اگر وہ نہیں الگ ہوئے تو میں ان کو چھوڑ دوں گا، کچھ بھی ہو جائے۔ اس پر حضرت نے فرمایا: لکھ کر دو۔ لکھ کے دے دیا۔ اب لکھ کر دینے کے چھ مہینے بعد پھر چھ مہینے، پھر چھ مہینے، پھر چھ مہینے اور پتہ نہیں کتنے چھ مہینے گزر گئے مگر اب تک نہ یہ بدلا، نہ وہ بدلے۔

اب حضرت کے پاس چوتھی مرتبہ آیا اور پھر دعوت دی، تو حضرت نے فرمایا: اب حجت تمام ہو گئی، اب میں نہیں جاتا۔

اس کے بعد شاکر علی نوری کے اجتماع میں مولوی ظہیر الدین نے تقریر میں کہا کہ قبر میں تین سوالات ہوں گے: من ربك، ما دينك اور ما تقول فی هذا الرجل۔ ان تین سوالات میں مسلک کا سوال کہاں ہے؟ مسلک کا سوال تو قبر میں ہوتا ہی نہیں ہے، اس لیے مسلک کی لڑائی بے سود ہے۔

اب بمبئی میں ایک بھونچال مچا۔ وہاں کے سنّی صحیح العقیدہ مسلمانوں نے بمبئی میں تردیدی جلسے کا پروگرام ۷۲؍دسمبر ۲۰۰۷ء کو رکھا۔ اس جلسے میں بیان کے لیے حضرت علامہ ازہری صاحب اور مجھے ان لوگوں نے مدعو کیا۔ لہٰذا وقت مقررہ سے میں پندرہ گھنٹے پہلے پہنچ گیا اور بانیانِ جلسہ سے میں نے کہا کہ قبل از وقت میں اس لیے آیا ہوں تاکہ میں ظہیر الدین کی تقریر کی سی ڈی سُن سکوں۔ اس لیے آپ حضرات مجھے اس کی سی ڈی دیجیے۔ لہٰذا اُن لوگوں سے سی ڈی لے کر تقریر سننا شروع کیا۔ تو ظہیر الدین نے اپنی تقریر میں یہ بھی کہا کہ نامعلوم کب سے یہ رسمِ بد پیدا ہو گئی ہے کہ لوگوں سے کہنا، لوگوں کو جلسے میں کہا جاتا ہے کہ درود شریف پڑھو۔ یہ کب سے رسمِ بد پیدا ہو گئی۔ معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ فرمایا ہے: یاایّها الذین اٰمنوا صلی علیه وسلمو تسلیما۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جب اللہ حکم دے رہا ہے تو پھر اس کے حکم کی اطاعت میں ہم کیوں نہیں حکم دیں گے۔ درود پڑھو: اللهم صل علی سیدنا و مولانا محمد معدن الجودِ والکرم و اله واصحابه وبارك وسلم۔

تو میں نے دو گھنٹے میں ان کی پوری تقریر کو سجا کر رکھ دیا اور یہ سب کیا۔ پھر حضرت علامہ ازہری صاحب نے پندرہ، بیس منٹ تک تقریر کی۔ الحاصل یہ کہ ان دونوں پارٹیوں (یعنی دعوت اسلامی و سنّی دعوتِ اسلامی ) نے بہت بڑا برائی کا جال پھیلا دیا ہے کہ بدمذہبوں کا رَدکرنے سے یہ کتراتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ یہ لوگ بدمذہبوں کے رَد کے جلسوں میں بھی نہیں جاتے۔ نمبر تین یہ کہ اگر ان کی طاقت یا ان کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اور کوئی خلاف بول دے تو مار پیٹ کر ڈالتے ہیں اور اس سلسلے میں مجھے کئی سُنّی مولانا کے بارے میں اطلاع ہے کہ انھوں نے کچھ کہا تو ان کی بھی پٹائی کر دی۔

اب یہ علامہ ازہری کے خلاف یا اور کسی بھی عالم کے خلاف بولتے ہوں تو کیا اب جواب میں اس کی بھی پٹائی کرنا ضروری ہے؟ میں تو اس چیز کو پسند نہیں کرتا مگر دروازہ کیوں ایسا کھولا۔۔۔۔

مگر ایسا دروازہ کھولا ہی کیوں جاتا ہے۔ نمبر تین یہ کہ ٹی وی کو بھی دین پھیلانے کا ایک بہانہ بنایا ہے۔ اصل مقصود شہرت ہے۔ اصل مقصود ناموری ہے، مگر اس کو بہانہ بنا کر پیش کردیا جبکہ ایک سیمنار میں سوال کھڑا ہوا تو اس سوال کے اوپر میں نے صاف طور سے تمام سیمنار کے شریک علما سے یہ کہا کہ بھئی جو لوگ ٹی وی پر تقریر کو جائز سمجھتے ہوں وہ لوگ اپنی دلیل پیش کر دیں۔ تب سات آٹھ علمانے کہا کہ ہم اس کو جائز سمجھتے ہیں۔ تو میں نے کہا کس بنیاد پر؟ تو ان لوگوں نے جواب دیا: اس کے ذریعے سے دین کی اشاعت ہوتی ہے۔ میں نے کہا اور کوئی دلیل؟ کہا بس یہی! میں نے کہا: اس کے ذریعے سے کیسے دین کی اشاعت ہوتی ہے؟ دنیا کے کونے کونے میں خبر پہنچی، انٹرنیٹ کے ذریعے سے پہنچ سکتی ہے۔ ٹی وی کے ذریعے سے پہنچ سکتی ہے۔ میں نے کہا کہ بہت سارے جوابات دینے کی مجھ کو ضرورت نہیں۔ میں ایک سوال صرف آپ سے کرتا ہوں کہ دین کی اشاعت ویڈیو پر ہو یا ٹی وی پر ہو یا انٹرنیٹ پر ہو، آواز سے ہوئی یا یہ کھوپڑے شریف سے ہوتی ہے؟ یہ بتاؤ کس چیز سے ہوتی

ہے؟ آواز سے ہوتی ہے۔تو اس میں اپنا فوٹو گھماتے جائیے، بس گونگے بیٹھ جائیے، کیوں کہ یہی مبلغ اعظم ہے نا! یہ میں نے کہا: سن لیجیے! اس کا جواب تو آپ لوگوں کے اوپر ہے، کیا جواب دیں گے۔ مگر ایک بات آپ کو سن لینا چاہیے کہ ایک چینل کھولنے کے لیے کتنے چینلوں کی زیارت ہوجاتی ہے، اور دین جو ہے اپنے پھیلنے میں حرام راستوں کا محتاج نہیں۔ حق غالب رہے گا، یہاں تک کہ ہمارے علما نے لکھا ہے کہ دنیا سے اگر سارے علما اُٹھ جائیں اور ایک ہی حق پسند، حق پرست سنّی موجود ہے۔۔۔تو دین پھیلتا رہے گا، بس بس بس چلیے! اب میں نے سوال علمائے کرام سے کیا۔ میں نے کہا کہ جو بات کہیں ہے آواز سے دین کی اشاعت ہوتی ہے کہ چہرے کے فوٹو سے؟ اس کا جواب آپ لوگ دیں تو ان لوگوں نے کہا نہیں صحیح تو یہی ہے کہ آواز سے اشاعتِ دین ہوتی ہے۔تو میں نے کہا پھر الحمدللہ! تو فتویٰ کیا ہونا چاہیے؟ کیا اب تو بات واضح ہوگئی۔سب نے اس بات پر پورے سیمینار میں اتفاق کیا کہ یہ عذر کہ یہ اشاعتِ اسلام کا ذریعہ ہے اور اشاعت کے لیے یہ ممد و معاون ہے، یہ عذر بالکل غلط ہے۔ اور اس میں سب نے دستخط کیے۔تمام علما جو سیمینار میں تھے۔آٹھ نو آدمیوں نے تو پہلے جائز کی بات کہی مگر پھر انھوں نے بھی رجوع کیا۔

مجھے بڑی خوشی ہے کہ اب بھی ایسے علما موجود ہیں کہ جب حق اُن پر واضح ہوجاتا ہے تو اپنی بات کو واپس لے لیتے ہیں۔ اور حق کو قبول کر لیتے ہیں۔ ایسے علما موجود ہیں۔۔۔

مگر جو قبول نہ کریں، واپس نہ آئیں، اللہ انھیں صحیح سمجھ عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

(آڈیو کلپ کا خلاصہ)

مذکورہ بالا تاج الشریعہ و محدثِ کبیر کے بیانات سے علماء کونسل اور مولوی ظہیر الدین کی حقیقت آشکارا ہوجاتی ہے۔ پھر یہ ندوۃ العلماء کی طرح صلح کلیوں کی ایک تنظیم ہے۔اس کا تال میل وہابیوں، دیوبندیوں، رافضیوں، خارجیوں، غیر مقلدوں، خوجہ اور بوہرہ وغیرہم تمام فرقہائے باطلہ سے ہے۔اس گروہ سے مسلمانوں کو وابستہ رہنا، ان کے دین وایمان کے

حق میں زہر قاتل ہے۔

اس ایمان سوز احوال سے بار بار آگاہی کے باوجود سنی دعوتِ اسلامی کے امیر جناب شاکر علی نوری کو ظہیر الدین جیسے مولوی کو مقتدیٰ و امام بنائے رہنا، اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرنا ہے۔

ایسے ہی موقع کے لیے شیخ سعدی شیرازی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں ؎

مبادا دل آں فرومایا شاد

کہ از بہر دنیا بیجد دیں باباد

یعنی اللہ تعالیٰ اس کمینے کا دل کبھی خوش نہ رکھے، جس نے دنیا کی خاطر دین کو برباد کر دیا۔

مولیٰ تبارک وتعالیٰ انھیں اور ہم تمامی اہلِ سنن خوش عقیدہ مسلمانوں کو حق بولنے، حق سننے، حق سمجھنے، حق قبول کرنے، حق کی حمایت کرنے اور حق پر قائم رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

نوٹ:- محدثِ کبیر کے مذکورہ بالا بیان سے یہ بھی واضح ہوا کہ دعوتِ اسلامی اور سنّی دعوتِ اسلامی یعنی اِن دونوں تحریکوں سے صلح کلّیت کو کافی تقویت پہنچی اور پہنچ رہی ہے اور سنیما بینی، ٹی وی، ویڈیو اور تصویر کشی جیسے گناہِ کبیرہ میں خوش عقیدہ مسلمان زیادہ مبتلا ہوئے اور ہوتے جا رہے ہیں۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ مسلمانوں کو حق سمجھنے اور حق پر قائم رہنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

ان تحریکوں کے احوال و کوائف سے آگاہی کے لیے راقم الحروف کی ۸۰ / صفحہ کی کتاب ''تحریکِ دعوتِ اسلامی: مفید یا غیر مفید'' نیز علامہ عبدالستّار ہمدانی صاحب مدظلہ العالی کی تازہ ترین ۳۴۶ / صفحے کی کتاب ''دعوتِ اسلامی ایک المیہ'' کا ضرور مطالعہ کریں۔

✲ ✲ ✲ ✲ ✲

# اس دورِ کفر و الحاد و بے دینی میں
# فتنۂ اِرتداد

آج سے تقریباً سو سال قبل کفّار و مشرکین نے اس ملک میں شُدّھی تحریک کا آغاز کیا تھا۔اس سلسلے میں حضرت مولانا محمد توفیق احمد نعیمی، اُستاذ دار العلوم عالیہ نعمانیہ، شیش گڑھ، ضلع بریلی شریف یوپی تحریر فرماتے ہیں:

''تحریک شدّھی دراصل آریہ سماج کی ایک ذیلی تنظیم ہے، جس نے ۱۹۱۱ء میں جنم لیا۔ یوں تو روزِ اوّل ہی سے اس تنظیم کا مقصد مسلمانوں کو زک پہنچانا اور سیکڑوں برس پہلے مسلمان ہونے والے راجپوتوں کو دوبارہ ہندو دھرم قبول کرنے پر مجبور کرنا تھا۔اس سلسلے میں ہر طرح کی کوششیں بھی کی گئیں، تاہم کامیابی نہ مل سکی۔مگر جب ۱۹۲۱ء میں تحریکِ خلافت اور تحریکِ موالات کے زمانے میں ہندو مسلم اتحاد کی آندھی چلی اور اسلام کا جامہ پہننے والے لیڈر اور ان کے ہم نوا بے راہ روی کے شکار ہوئے۔ ماتھے پر قشقے لگوائے، رام رام ست ہے کہ نعرے لگائے، رام لیلاؤں کا انتظام سنبھالا، ارتھیوں کو کاندھے دیئے، مسجدوں میں تعزیتی جلسے کیے گئے، فاتحہ خوانی کی گئی، ہندوؤں کو مسجد میں لایا گیا، منبرِ رسول پر انھیں بٹھایا گیا، ان سے لیکچر دلوائے گئے۔

پناہ بخدا اِن ناعاقبت اندیش مسلمان کہلانے والے لیڈروں کا جنون:

(۱) کوئی قرآن وسنّت کی اشاعت میں گزرنے والی زندگی کو بُت پرستی پر نثار کررہا تھا۔

(۲) کوئی کہہ رہا تھا کہ اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو مسٹر گاندھی مستحق نبوت ہوتے۔العیاذ باللہ تعالیٰ۔اور نہ جانے کیا کیا بے ہودہ حرکتیں اور بکواسیں کی گئیں۔نتیجتاً آریوں کو ایک سنہرا موقع مل گیا اور انھیں اپنا برسوں کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوتا دکھائی دیا۔لہٰذا فوراً وہ اپنے مشن کی جانب دوڑ پڑے اور ۱۹۲۳ء میں پورے زور وشور کے ساتھ مسلم راجپوتوں کو دوبارہ ہندو بنانے کی مہم چھیڑ دی۔

یوں تو ہندوستان کی دھرتی پر مسلمانوں کو مرتد بنانے والی بہت سی تحریکوں نے جنم لیا مگر ''تحریک شدّھی'' جس کا نام ہے یہ اپنی نوعیت کی ایک جداگانہ تحریک تھی۔ جس کے پاس نہ صرف یہ کہ بھرپور طاقت تھی بلکہ بے پناہ دولت بھی تھی، لہٰذا کمزور راجپوتوں کے خلاف طاقت کا استعمال کیا گیا، اور غریبوں کو دولت کا لالچ دیا گیا۔ اس پر مستزاد مسلم لیڈروں کی بے راہ روی کا حوالہ دے کر بھی مسلم راجپوتوں کے ایمان پر حملہ کیا گیا۔ آریوں کا کہنا تھا کہ اے مسلم راجپوتو! اگر ہندو دھرم بُرا ہوتا تو اس کے ساتھ بڑے بڑے مسلم لیڈروں کا برتاؤ ایسا نہ ہوتا۔

اس کا شکوہ سرکار حضور مفتی اعظم ہند نے کتاب ''طرق الہدیٰ والارشاد'' کے پیش لفظ میں تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔ قارئین ''فتاویٰ مصطفویہ'' مکمل کے صفحہ ۵۶۹ پر ملاحظہ کریں۔

الغرض جیسے ہی حضور مفتی اعظم ہند، تاجدارِ اہلِ سنّت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو آریوں کی کارروائیوں کا علم ہوا اور ملک میں یہ خبر گونجی کہ ساڑھے چار لاکھ مسلم راجپوت جو آگرہ، میرٹھ اور دہلی کے اضلاع میں رہتے ہیں، اس پر تیار ہیں کہ پھر سے ہندو دھرم اختیار کرلیں۔ یہ وحشت ناک خبر سنتے ہی سرکار حضور مفتی اعظم ہند بے چین ہوگئے اور فوراً اس فتنے کی سرکوبی کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اولاً ۷ رجُمادی الاخرہ ۱۳۴۲ھ کو رام پور ''دبدبۂ سکندری'' اخبار کے دفتر پہنچے اور اخبار کے ذریعے ذمّےدار مسلمانوں کو اس فتنے کے تعلق سے متنبہ کرایا۔ بعدہٗ بریلی شریف میں ''جماعت رضائے مصطفےٰ'' کی میٹنگ لی اور کیسے کیا کرنا ہے؟ سب کچھ طے کرنے کے بعد آپ نہایت بے سروسامانی کے عالم میں علمائے حق کے دس افراد کے قافلے کے ساتھ اپنی منزل کی جانب روانہ ہوگئے۔ میرٹھ سے اپنے دورہ کا آغاز فرمایا۔ آگرہ کو ''جماعت رضائے مصطفےٰ'' کا مرکز بنایا۔ اور تحریک شدّھی کے زد میں جتنے بھی علاقے تھے، مثلاً آگرہ، متھرا، میرٹھ، بلند شہر، ایٹہ، گوڑگاؤں، اٹاوہ، اُدے پور، میواڑ اور جے پور وغیرہ وغیرہ سب میں ہی سرکار حضور مفتی اعظم کی سرپرستی میں اراکین جماعت رضائے مصطفےٰ و دیگر مبلغین نے آریہ سماجیوں کا پُرزور مقابلہ کیا اور اپنے مسلم بھائیوں کے

ایمان بچانے کی خدمت انجام دی۔ مگر حضور مفتیٔ اعظم نے ایسا کبھی نہیں کیا کہ خود پیر پھیلائے آگرہ میں آرام فرماتے اور مبلغین کو دوسرے مقامات پر بھیجتے رہے بلکہ آپ بھی کسی وفد کے ہمراہ رہتے۔ اللہ اکبر! سرکار حضور مفتی اعظم کی جفاکشی، دور دراز کے مقامات کا سفر کرتے۔ شہر سے دور موضعات میں جہاں نہ پختہ سڑکیں تھیں، نہ سواری کا انتظام، وہاں پا پیادہ تشریف لے جاتے۔ یہی وجہ ہے کہ پاؤں میں چھالے پڑے، بیمار ہوئے مگر واہ رے دینی شغف فکر ہے تو صرف مسلم بھائیوں کے ایمان کی۔ نہ چھالوں کی پرواہ کی اور نہ بیماری کی۔ ساری پریشانیاں برداشت کرتے رہے اور تبلیغ اسلام انجام دیتے رہے اور اس وقت تک گھر کی سُدھ نہیں لی جب تک فتنۂ ارتداد کو کچل نہ دیا بلکہ پلٹ وار بھی کیا اور ہندوؤں میں تبلیغ کرکے بہت سارے ہندوؤں کو داخلِ اسلام فرمایا۔ تفصیل اور توضیح کے لیے اُس دور کے دبدبۂ سکندری کے مختلف شمارے یا پھر ''حیاتِ مفتیٔ اعظم'' مصنفہ مرزا عبدالوحید دیکھیے۔

(تلخیص جہانِ مفتیٔ اعظم، ص ۸۹۵ تا ۸۹۷، مطبوعہ رضا اکیڈمی، بمبئی)

حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نے اسی کتاب ''جہانِ مفتیٔ اعظم'' کے ص ۷۳۳ پر ایک ایمان افروز واقعہ تحریر فرمایا ہے، جس کا یہاں ذکر کرنا مناسب ہی نہیں انسب سمجھتا ہوں۔

آپ تحریر کرتے ہیں:

اس موقع پر صرف ایک واقعہ سُن لیں: اطلاع ملی کہ آگرہ سے بیس میل یعنی ۳۲ رکلومیٹر کے فاصلہ پر فلاں گاؤں میں فتنہ پرور (شردھانند) کا پاؤں جم گیا ہے اور وہاں کے مسلمان کچھ لالچ اور کچھ خوف کی وجہ سے مرتد ہونے کے لیے آمادہ ہو رہے ہیں۔ اطلاع ملتے ہی حضرت شیر بیشۂ اہلِ سنّت مولانا حشمت علی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ایک اور رفیق کو لے کر آگرہ سے چلے۔ جہاں تک ریل تھی، ریل سے گئے۔ اسٹیشن سے پانچ میل یعنی ۸ رکلومیٹر دور وہ گاؤں تھا اور کوئی سواری نہیں تھی۔ یہ لوگ تیزی سے پیدل پہنچے۔ جا کر دیکھا کہ ایک مجمع اکٹھا ہے، آگ جل رہی ہے، گانا دھوم سے ہو رہا ہے۔ متعدد حلوائی کڑھائیوں میں پوریاں

چھان رہے ہیں۔ اور کئی نائی اُسترہ اور قینچی لیے بیٹھے ہیں۔ ایک تخت پر فتنہ پرداز بیٹھا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ مجمع ان سب مسلمانوں کا ہے جو مرتد ہونے پر راضی ہیں اور انھیں ہندو بنانے کے لیے یہ جشن ہو رہا ہے۔

یہ لوگ کسی خطرے کی پرواہ کیے بغیر مجمع کو چیرتے پھاڑتے ہوئے اس فتنہ پرور کے پاس پہنچے۔ اس سے کہا کہ آؤ مناظرہ کرلو۔ اُس نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ یہ لوگ ہندو ہونے پر راضی ہیں۔ اب مناظرے کی ضرورت نہیں۔ اس پر حضور شیر بیشۂ اہلِ سنّت نے مجمع کے سامنے اسلام کی حقانیت اور بُت پرستی کی تردید میں تقریر کی، مگر مجمع پر کوئی اثر نہ ہوا۔

سرکار حضور مفتی اعظم کی غیرتِ ملّی جوش میں آ گئی۔ شیر بیشۂ اہلِ سنّت سے فرمایا: مجمع والوں سے کہیے کہ یہ پنڈت مناظرے پر آمادہ نہیں اور تم لوگ ہماری بات نہیں مانتے، تو تم سب لوگ اس پنڈت سے کہو کہ میرے ساتھ اپنی اس جلائی ہوئی آگ میں کودے۔ جو آگ سے زندہ بچ کر نکل آئے تم لوگ اُس کا دین قبول کرلو۔ حضرت شیر بیشۂ اہلِ سنّت نے پوری گھن گرج کے ساتھ حضرت مفتیٔ اعظم کے اس ارشاد کو ان دیہاتیوں تک پہنچا دیا۔ اس کے بعد ایک جوش سرمستی کے ساتھ حضرت مفتی اعظم بڑھ کر اس لیڈر کے تخت پر چڑھ گئے، اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: چل! ہم دونوں اس آگ میں کود یں۔ ہیبتِ حق سے وہ تھر تھر کانپنے لگا اور مبہوت دم بخود رہ گیا۔

حضرت مفتی اعظم نے جوش میں آ کر اسے گھسیٹنا شروع کیا، مگر وہ بہت موٹا تھا، ٹس سے مس نہ ہوا۔ کچھ دیر تک یہی ہوتا رہا۔ گانے والے گانا بھول گئے۔ حلوائیوں نے پوریاں چھاننی چھوڑ دیں۔ سارا مجمع ساکت وجامد دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس مجمع کا جو مکھیا وغیرہ قسم کے لوگ تھے، تخت کے قریب آئے اور کہا: -مولوی جی! اسے چھوڑ دو۔ اب ہماری سمجھ میں آ گیا کہ تمہارا مذہب حق ہے اور اس کا دھرم باطل ہے۔ ورنہ یہ آگ میں جانے سے نہ ڈرتا۔ اس کے بعد سرکار حضور مفتی اعظم کے ہاتھوں پر سب نے توبہ کی، کلمہ پڑھا اور سچے پکے مسلمان ہو گئے۔ اور حضرت شیر بیشۂ اہلِ سنّت نے وہیں اپنے انداز میں خطبہ پڑھا، نعت

شریف پڑھی اور تقریر فرمائی۔ (جہانِ مفتی اعظم، ص ۳۳۸)

اس کے بعد ایک دوسرے موقع کا تذکرہ حضور شیر بیشۂ اہلِ سنّت اس طرح فرماتے ہیں:

''بفضلہٖ تعالیٰ ایک ٹولی کفّار و مشرکین سے جدا ہو کر اسلامی احکام کے آگے سر خمیدہ ہو گئی یعنی آدھا گاؤں شدّھیوں سے جدا ہو گیا۔ ہم نے ان کی چوٹیاں کاٹیں، انھیں تجدید اسلام کرائی، ابتدائی تعلیم کا مدرسہ کھول دیا اور اب انھیں نماز، روزہ کی تعلیم دی جائے گی۔''

اور اسی جماعت رضائے مصطفےٰ کے دوسرے رُکن مولانا ابوالبرکات سیّد احمد علیہ الرحمہ یوں منظر کشی فرماتے ہیں:

''الحمدللہ! عجیب منظر تھا کہ مسجد میں خدا کے بندے اس کی یاد کے طریقے سیکھ رہے تھے اور ان کو نماز کی تلقین کی جا رہی تھی۔ اس سلسلے میں موضع اکرن کا ایک نوجوان جس نے اوّل شرماتے ہوئے لہجے میں انکار کیا، لیکن آخر میں وہ بھی ہمارے ساتھ اتنا مانوس ہوا کہ اس نے خود اپنی چوٹی کاٹی، غسل کیا اور نماز پڑھی۔ وہ واپسی پر ہمارے ساتھ آیا اور نہایت شوق سے نماز سیکھتا رہا۔ اس کو ہندی رسم خط کی نماز کی کتاب دی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ملّت حقّہ پر مضبوطی کے ساتھ قائم رکھے۔ آمین''

(بحوالہ جہانِ حجۃ الاسلام، ص ۴۱۲۔ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف)

شارح بخاری مفتی شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:-

''اُس وقت مسلمانوں کی ساری تنظیمیں خاموش تھیں۔ تمام خانقاہوں پر جمود طاری تھا۔ سارے مسلمان کے مقتدا بننے والے چپ سادھے تھے۔ مگر مجددِ اعظم کے وارثِ علم و فضل سرکار حضور مفتی اعظم سے رہا نہ گیا۔ تن بہ تقدیر یکّا و تنہا چند اپنے رُفقا کو لے کر اس طوفان کا مقابلہ کرنے کے لیے نکل پڑے۔ چونکہ اس فتنے کا زور نواحِ آگرہ میں بہت تھا۔ اس لیے آگرہ کو مرکز بنا کر دیہاتوں کا پیادہ دورہ شروع کر دیا۔ جب اطلاع ملتی وہ لیڈر فلاں جگہ گیا ہے، وہیں پہنچ جاتے۔ جگہ جگہ اُس کا پیچھا کرتے اور ساتھ ہی ساتھ بطور حفظ ما تقدّم ان دیہاتوں میں بھی تشریف لے جاتے جہاں ابھی تک اس کا گزر نہیں ہوا تھا۔ ایک دو دن نہیں

برسہا برس اس میں مصروف رہے۔ گرمی ہو یا جاڑا ہو یا برسات ہو، کسی کی پرواہ نہیں کی۔ ناز و نعمت میں پلا ہوا ایک رئیس شہزادہ جو کبھی چند قدم پیدل نہ چلا ہو، میلوں پیدل چل رہا ہے۔ جاڑوں کی برفیلی ہوائیں، گرمیوں کی لو کے جھکّڑ سب کچھ سہتا ہے۔ بے پڑھے لکھے، سیدھے سادے مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کے لیے جہدِ مسلسل میں مصروف ہے۔ پھولوں کی سیج پر سونے والا شہزادہ زمین کے فرش پر سو رہا ہے۔ نہ کھانے کی پرواہ، نہ آرام کا خیال۔ دُھن ہے تو یہ ہے کہ جس طرح ہو، مسلمانوں کا ایمان بچایا جائے۔ کیا اس قسم کے جہادِ مسلسل کی اس دَور میں کوئی مثال پیش کی جا سکتی ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ سرکار حضور مفتی اعظم کا اس ہول ناک فتنۂ ارتداد کے مقابلے کا کارنامہ تاریخ اسلام کا وہ زرّیں باب ہے جو ہمیشہ درخشاں رہے گا۔ افسوس یہ ہے کہ اس کی تفاصیل آج مل نہیں سکتیں ورنہ دنیا انگشت بدنداں رہ جاتی۔'' (جہانِ مفتی اعظم، ص ۳۳۷)

اس موقع پر جماعت رضائے مصطفےٰ کے سرخیل حضور شیر بیشۂ اہلِ سنّت کا ایک اہم کارنامہ:

''اسی تبلیغی بحرانی دورے کے درمیان ۱۳۴۲ھ میں آپ نے صرف ۲۳ ر سال کی عمر میں مذہب اسلام کی حقانیت اور کفر و شرک کے بطلان پر ایک ایسی مختصر مگر جامع اور لا جواب کتاب تحریر فرمائی، جس کا نام ''تقریر منیر قلب ۱۳۴۲ھ'' ہے۔ جس میں چھ قرآنی، حقّانی اور فولادی دلائلِ قاہرہ پیش فرما کر پنڈت دیانند کے ویدوں اور اس کے ماننے والے کفّار و مشرکین کو ہمیشہ کے لیے دہن دوزی فرمادی ہے۔ اور مذہب اسلام کی سچائی اور حقانیت کا جھنڈا عالم میں ہمیشہ کے لیے لہرا دیا ہے۔

راقم الحروف نے تقریباً ۱۶ ر سال قبل اس کتاب کو شائع کروا کر دور، دور مقامات تک پھیلانے کی سعی کی تھی۔ اب کتاب کے نسخے ختم کے قریب پہنچنے پر اسے نیٹ پر ڈلوا دیا ہوں۔ خواہش مند حضرات اس نمبر پر رابطہ کر کے اپنے واٹس اپ پر ملاحظہ کر سکتے ہیں:

عرفان رضا قادری۔۔ موبائل:۔ 6204351217

دورِ حاضر میں ہمارے ملک کے جو حالات ہیں ایسے ماحول میں یہاں کے رہنے والے ہر

مسلمان کے گھر میں اس کتاب کو پہچانے کی ضرورت ہے، تاکہ مسلمان اپنے مذہب، دھرم کی قدر و منزلت کو سمجھ کر ایمان بچانے کی فکر کریں۔ اہلِ ثروت حضرات اس امر اہم کی جانب توجہ مبذول کریں اور اپنے اپنے صوبے میں اس پتلی سی کتاب کو اردو زبان کے علاوہ ہندی، انگریزی، گجراتی، مراٹھی، تیلگو، بنگلہ، اُڑیہ اور آسامی زبان میں شائع کروا کر عام سے عام تر کریں۔

الغرض شہزادگانِ اعلیٰ حضرت نیز مجددِ اعظم کے مخصوص خلفاء و تلامذہ سب متفق و متحد ہو کر اس سنگین فتنے کا جم کر مقابلہ فرمایا اور اس کے تمام خفیہ داؤ پیچ سے آشکارا فرما کر زبردست انداز میں تبلیغاً، تقریراً اور تحریراً ہر طرح سے تردید فرما کر اس فتنے کا سر کچل دیا تھا۔

مگر آج پھر مسلمانوں کی دینی تعلیم سے دوری اور ہندی، انگریزی تعلیم سے قرب، عقائدِ حقہ اور عقائدِ باطلہ کے امتیاز سے لاپرواہی، کفّار و مشرکین نیز فرقہائے باطلہ بدگویوں، بے دینوں سے مخالطت و مصاحبت اور رشتے داری، مسلمان عورتوں اور لڑکیوں کی بے حیائی اور بے پردگی کا مظاہرہ، تصویر کشی اور ویڈیو گرامی کا زور، شرعی احکام اور مسائلِ ضروریہ سے عدم واقفیت، مغربی تہذیب و تمدّن کا مسلم گھرانے میں رواج، مغرب زدہ بے راہ روی کے طوفان کا مسلم گھرانوں میں دستک، ٹی وی، وڈیو اور موبائل کے ذریعے فحش سینما بینی کا وبالِ عام، مالدار طبقوں کی دین سے بے رغبتی اور دُنیا طلبی کا انہاک، ہمارے اکثر رہنما کہلانے والے بے حس علماء، خطباء، ائمہ اور خانقاہوں کے شُیوخ و سجّادگان کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے لاپرواہی اور احقاقِ حق و ابطالِ باطل سے خاموشی اور دوری وغیرہ وغیرہ اسباب و علل کے نتیجے میں پھر یہ خطرناک فتنہ نے حکومتی سطح پر سر اُٹھایا ہے۔ اور آئے دن مسلمانوں کے دین و ایمان، جان و مال، عزت و آبرو، زمین و جائیداد وغیرہ پر حملہ آور ہے۔ خاص کر دینی تعلیم سے نابلد اسکول کالج میں پڑھنے والی اور ملازمت و نوکری کرنے والی مسلم لڑکیاں کفّار و مشرکین کے لڑکوں سے ناجائز دوستی اور تعلق قائم کر کے اس فتنۂ ارتداد کی بھینٹ چڑھتی چلی جارہی ہیں۔۔۔

اسلام دشمن ہندو سنگھٹنوں نے متحد و متّفق ہو کر نیز حکومتِ وقت کا سہارا لے کر اس مہم کو

سر کرنے میں ہمہ تن کوشاں اور مصروف ہیں اور اس راستے میں اپنے مال وزر، روپیہ پیسہ اور خزانہ کو پانی کی طرح بہا رہے ہیں۔ اور ان کا نظریہ ہے کہ اب عن قریب اسلام اور مسلمانوں کو ختم کر دیں گے۔۔۔ مگر سارے جہاں کا خالق و مالک اللہ تبارک و تعالیٰ ہمارا پاک پروردگار قرآنِ مقدس کی سورۂ نساء کی آیت ۱۴۱ پر ارشاد فرماتا ہے:

وَلَنْ يَّجْعَلَ اللهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا۔

یعنی: اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر کوئی راہ نہ دے گا۔

اس آیۂ کریمہ کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ (صرف ہندوستان ہی کہ نہیں) بلکہ دنیا کے تمام کافر و منافق متفق و متحد ہو کر اسلام اور مسلمان کو نہیں مٹا سکتے۔ مسلمان جہاں کہیں نقصان اُٹھاتے ہیں اپنی غدّاری یعنی بدعقیدگی اور بداعمالی کی وجہ سے اٹھاتے ہیں۔'' (حاشیہ نور العرفان، ص ۱۲۲)

ایسے مخمصہ کے عالم میں مسلمانوں پر لازم و ضروری ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی شانِ قہاری و جبّاری کو دھیان میں رکھتے ہوئے بھیگی آنکھ اور دُکھے دل کے ساتھ اپنے جملہ گناہوں سے سچی توبہ کریں اور سنیوں کے سچے مذہب ''اہلِ سنّت و جماعت'' جس کی تعبیر اس زمانے میں ''مسلکِ اعلیٰ حضرت'' سے کی جاتی ہے، اس پر مضبوطی سے قائم رہنے کا پختہ عہد و اقرار کریں اور دشمنانِ اسلام کفّار و مشرکین، یہود و نصاریٰ نیز مرتدین زمانہ نجدیہ، وہابیہ، دیوبندیہ، نیچریہ، تبلیغیہ، مودودیہ، ندویہ، رافضیہ، خارجیہ، شمع نیازیہ، قادیانیہ اور صلح کلیہ وغیرہم سے حکمِ شرع کے مطابق تنکا توڑ جُدا رہیں۔ اور اپنے گھروں میں اسلامی طور طریقہ اور ماحول پیدا کریں۔ موبائل کے ذریعے سنیما بینی، گانا باجا اور تصویر کشی جیسے گناہِ کبیرہ سے دور رہیں۔ مسلم گھروں میں عریاں کپڑے پہننے والی بہو، بیٹی، بہن اور بیوی جو مغرب زدہ دیوی بنی پھرتی ہیں، ان کا مغربی لباس اُتروا کر اسلامی لباس پہنائیں۔ انھیں مؤمنہ عورت بنائیں۔ مسلمان نمازی بن کر اپنی مسجد آباد کریں۔ چہرے پر اسلامی داڑھی رکھیں۔ داڑھی

منڈا کر یا ایک مشت سے کم کروا کر اسلام کی دیوار نہ ڈھائیں اور اس طرح دشمنانِ اسلام کا حوصلہ نہ بڑھائیں۔شریعت کی خلاف ورزی اور سرکشی کر کے قہرِ ربّانی کو دعوت نہ دیں۔اللہ و رسول کی رضا کی خاطر حقوق العباد کا تصفیہ کریں۔گستاخانِ خدا و رسول سے بے زار رہتے ہوئے اللہ و رسول کو راضی کریں۔پھر تائیدِ ربّانی پر عمل کرنے سے کل بھی کامیابی و کامرانی قدم چومتی رہی اور اگر ان پر آج بھی عمل کیا جائے تو دونوں جہاں کی کامیابی و کامرانی تمہارے قدموں کو بوسہ دے گی۔

پروردگارِ عالم تو اپنے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اور طفیل مسلمانوں کو ان ارشاداتِ عالیہ کو سمجھنے، قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔آمین ثم آمین بجاہِ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہ اجمعین۔

سرکار اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں ؎

اُترتے چاند ، ڈھلتی چاندنی جو ہو سکے کر لے
اندھیرا پاکھ آتا ہے، یہ دو دن کی اُجالی ہے
اندھیرا گھر، اکیلی جان، دم گھٹتا ، دل اُکتاتا
خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے

# وہابی، دیوبندی، رافضی وغیرہم کے متعلق احکام شرعیہ

۱۔ وہابی، دیوبندی، نیچری، قادیانی اپنے کفری عقائد کی بنا پر کافر و مرتد ہیں۔ جو ان کے کفریات پر مطلع ہونے کے باوجود انہیں کافر نہ مانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (حسام الحرمین، ص ر ۳۲، ۵۰)

۲۔ وہابیوں، دیوبندیوں سے دوستی کرنا حرام ہے اور ان سے دلی دوستی و قلبی محبت کفر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ششم، ص ر ۹۱، ۹۲، تمہید ایمان، ص ر ۹)

۳۔ جو شخص ان لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اس پر اندیشۂ کفر ہے۔ ایسے شخص کو مرتے وقت کلمہ نصیب ہونا دشوار ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد نہم، ص ر ۳۱۱، رضا اکیڈمی)

۴۔ وہابی ہو یا دیوبندی، رافضی ہو یا قادیانی کوئی بھی بدمذہب جو عقائد کفریہ قطعیہ رکھتا ہو اس سے نکاح نہیں ہوتا ہے۔ عورت سنی ہو اور مرد کافر بے دین ہو جب بھی نکاح نہیں ہوگا۔ یا مرد سنی ہو اور عورت کافرہ بے دین ہو۔ جب بھی نکاح نہیں ہوگا۔ دونوں صورتوں میں نکاح باطل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم، ص ر ۲۴۲)

۵۔ دیوبندی عقیدے والوں کے پیچھے نماز بالکل باطل ہے۔ نماز ہوگی ہی نہیں فرض سر پر رہے گا۔ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا سخت گناہ بھی سر پر آئے گا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ر ۲۳۵) اور بغیر عذر شرعی ان کے ساتھ نماز پڑھنا بھی حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ر ۹۱، ۵۳۱، سوم، ص ر ۲۲۴)

۶۔ جسے یہ معلوم ہو کہ دیوبندیوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کی ہے پھر بھی ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے تو اسے مسلمان نہ کہا جائے گا۔ کیونکہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا اس کی ظاہر دلیل ہے کہ ان لوگوں کو مسلمان سمجھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کو مسلمان سمجھنا کفر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ششم، ص ر ۷۶، ۱۰۹)

۷۔ وہابی، دیوبندی، مولویوں سے یا کسی بھی بے دین سے علم دین سیکھنا اوران کو اپنا استاد بنانا ہرگز جائز نہیں ہے۔اسی طرح ان سے دینی مسئلہ پوچھنا بھی ناجائز وحرام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ سوم،ص ۲۴۶، ۲۴۷وجلد پنجم ۳۳۳،فتاویٰ امجدیہ سوم،ص ۲۵۱)

۸۔ وہابیوں دیوبندیوں کو اور ہر کافر بے دین کو سلام کرنا یا ان کے سلام کا جواب دینا دونوں باتیں ناجائز ہیں۔(فتاویٰ رضویہ دہم نصف آخر،ص ۳۹۔۴۷)

۹۔ وہابیوں اور دیوبندیوں کو دعوت کھلانا یا ان کی دعوت کھانا دونوں باتیں ناجائز ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ دہم نصف آخر،ص ۳۹)

۱۰۔ وہابیوں دیوبندیوں کا ذبح کیا ہوا جانور مُردار ہے اور سوئر کے مانند ہے۔(فتاویٰ رضویہ ہشتم،ص ۳۲۹، ۳۳۲) قربانی یا عقیقہ کا جانور ہے تو حرام بھی ہو جائے گا اور قربانی نہ ہوگی نہ عقیقہ ہوگا۔

۱۱۔ وہابیوں، دیوبندیوں، رافضیوں، نیچریوں وغیرہم کی نماز جنازہ پڑھنا اور پڑھانا یا ان کے لیے ایصال ثواب و دعائے مغفرت کرنا کفر ہے۔اگر ان کو مسلمان سمجھ کر کیا جب بھی کفر ہے اور کافر سمجھ کر کیا جب بھی کفر ہے۔ان بے دینوں کو مٹی دینا بھی حرام ہے۔اور ان کی قبر پر کھڑا ہونا بھی ناجائز ہے۔(فتاویٰ رضویہ ششم،ص ۱۹۵)(احکام شرعیہ برعقائد وہابیہ،ص ۱۶ تا ۱۸)

(از مفتی غلام محی الدین رضوی علیہ الرحمہ بانی دارالعلوم اہل سنت غوثیہ بدرالعلوم و بدرالقرآن بہرائچ شریف، یوپی، الہند)

۱۲۔ کافر مشرک، وہابی، رافضی، قادیانی وغیرہ کو زکوٰۃ دینا حرام ہے اور ان کو دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۴،ص ۴۹۱، بدمذہبوں سے میل جول،ص ۸۹)(از مفتی محمد ابوالحسن صاحب قبلہ قادری بانی جامعہ تاج الشریعہ نمنہا رانواب گنج ضلع بہرائچ شریف، یوپی)

۱۳۔ وہابیوں، دیوبندیوں، رافضیوں وغیرہم کے جلسوں میں جانا حرام، ان کی تقریر سننا حرام ،عوام کو ان کی تحریر دیکھنا حرام۔(مُلَخَّصًا فتاویٰ حشمتیہ جلد اول،ص ۲۳۰)

۱۴۔ بے دینوں، بدمذہبوں پر رَدُّ وطَرْ دْ سے اپنی ناراضی ظاہر کرنے والا صُلحِ کُلّی ہے۔(ملخصًا فتاویٰ حشمتیہ جلد اوّل،ص/۴۹۱)(از حضور شیر بیشۂ اہل سنّت علیہ الرحمہ پیلی بھیت شریف)

۱۵۔ بدمذہبوں کا رد کرنا فرض اعظم ہے۔(فتاویٰ رضویہ مترجم جلد/۲۱،ص/۲۵۶)

۱۶۔ بدمذہبوں کا رد کرنے سے روکنے والا اخبیث اور اشد غضب ولعنتِ اکبر کا مستحق ہوگا۔

(فتاویٰ رضویہ مترجم جلد/۲۱،ص/۲۵۷)

۱۷۔ بدمذہب کا رد نہ کرنے والا تارکِ فرضِ اعظم ہے۔(دعوت اسلامی ایک المیہ،ص/۲۷)

۱۸۔ بدمذہب کا رد کرنے سے روکنے والا اخبیث ہے۔(ایضاً،ص/۲۷)

(از علامہ عبدالستّار صاحب قبلہ ہمدانی،نوری مدظلہ العالی بانی مرکز اہل سنّت برکات رضا امام احمد رضا روڈ، پوربندر، گجرات)

۱۹۔ بدمذہب کا رد قرآن مجید کی روشن آیات اور درخشاں احادیث کریمہ سے ظاہر،عیاں اور آشکارا ہے۔قرآن مجید میں یہاں تک ارشاد ہے کہ بدمذہب سے نفرت اور تردید کرنے والا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی کا حقدار ہے۔دیکھو قرآن مجید پارہ/۲۸،سورہ مجادلہ آیت نمبر/۲۲(ایضاً ص/۲۹۷)

۲۰۔ **اعمال پر ایمان مقدم ہے:**- ایمان اور عقائد کے معاملے میں گڑبڑی کی وجہ سے عمل کی درستگی اور سنت کی پابندی کا کوئی فائدہ نہیں۔تمام اعمال صالحہ سے مقدم ایمان ہے۔ایک لمحہ بھر کے لیے ایمان میں پیدا شدہ خرابی سالہا سال کی عبادت کو اکارت وبرباد کردیتی ہے۔ اگر آپ کے کرتے کی جیب کی سلائی ٹوٹ گئی اور آپ جیب میں سونے چاندی کے سکے ڈالتے رہے تو سکّے محفوظ ہو کر جیب میں جمع نہیں ہوں گے بلکہ پھٹی جیب سے نکل کر ضائع اکارت اور برباد ہو جائیں گے۔

لہٰذا اشد ضروری ہے کہ سب سے پہلے پھٹی ہوئی جیب کو درست کیا جائے بعد میں اس کے اندر مال وزر رکھا جائے۔اسی طرح سب سے پہلے مذہب عقیدہ مستحکم بنایا جائے اس کے بعد اتباع سنت واعمال صالحہ کی طرف متوجہ ہوں۔توہینِ رسول کرنے والوں کے ساتھ

کیے جانے والے سلوک کے تعلق سے تذبذب ختم کر کے تصلّب اختیار کریں۔ دوغلی اور دورنگی پالیسی ترک کر کے یک رنگی یعنی ٹناٹن سنی بن کر اہل سنت و جماعت کے مطابق عقیدہ پختہ بنائیں اس کے بعد نیک اعمال کی جانب راغب ہوں۔ عقیدہ درست ہے تو عمل درست ہے۔ عمل کو قابل قبول بنانے کے لیے عقیدے کی پختگی نہایت لازمی اور اشد ضروری ہے۔

(ایضاً ص ر ۲۵۷)

۲۱۔ **مسلک رضویت کا نچوڑ:-** مسلکِ اعلیٰ حضرت کا لب لباب یہی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب اعظم واکرم حضور اقدس جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سچی محبت کرنا۔ آپ کی سچی محبت کا تقاضہ یہی ہے کہ آپ کے چاہنے والوں سے دلی محبت کرنا اور آپ کی شان میں بے ادبی، گستاخی اور توہین کرنے والوں سے سخت قلبی نفرت و عداوت رکھنا۔ گستاخِ رسول کو کسی بھی قسم کی دینی و دنیوی تعظیم وتوقیر، عزت و وقعت اور تکریم نہ دینا۔ (ایضاً ص ر ۳۰۵)

۲۲۔ دور حاضر میں امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت کا نام حق و باطل کے درمیان خط امتیاز کی حیثیت رکھتا ہے اور اعلیٰ حضرت کا نام سکۂ رائج الوقت کے طور پر تمام اہل سنت و جماعت کے سلاسل علما وعوام میں چلتا ہے۔ (ایضاً، ص ر ۳۰۸)

۲۳۔ اصلاح عقیدہ کہ جس پر ایمان کا دار و مدار اور اعمال صالحہ کی مقبولیت کا انحصار ہے۔ (ایضاً، ص ر ۳۰۹)

۲۴۔ اصلاح اعمال پر مقدم اصلاح عقیدہ ہے۔ (ایضاً، ص ر ۳۲۰)

✲ ✲ ✲ ✲ ✲

# تصویر کشی اور ویڈیو گرافی کو جائز سمجھنے والے افراد پر شرعی حکم

محترم المقام حضرت مولانا مفتی محمد ابوالحسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدمت عالی میں تصویر کشی وغیرہ سے متعلق ضروری سوالات حاضر کر رہا ہوں۔ کرم فرماتے ہوئے ان سوالوں کے جواب فقہی حوالوں سے مزین فرماتے ہوئے عنایت فرمانے کی زحمت فرمائیں۔ نیز یادگارِ سلف حضور محدث کبیر دامت برکاتہم القدسیہ کی تصدیق کرانے کے بعد روانہ کریں۔ آپ کا عین کرم اور خاص مہربانی ہوگی۔

(۱) جو مولانا یا امام جائز سمجھتے ہوئے تصویر کھینچتا یا کھینچواتا ہو، ایسے امام کی اقتدا میں نماز پڑھنی کیسی ہے؟

(۲) جو مولانا یہ کہے کہ اس مسئلے میں علماء کا اختلاف ہے، اس لیے زیادہ کریدنے کی ضرورت نہیں، نماز پڑھ لینی چاہیے۔ کیا اختلاف کی وجہ سے تصویر کشی اور ویڈیو گرافی جائز ہو جائے گی؟

(۳) ایک مولانا جو مفتی بھی کہے جاتے ہیں، انھوں نے اپنی تقریر کے دوران کہا کہ بہت سے لوگ یوٹیوب پر ویڈیو دیکھتے ہیں اور وہ لوگ تصویر بھی کھینچتے اور کھینچواتے ہیں۔ تو اگر نعت خواں، مقرر اور مسائلِ شرعیہ بتانے والے کی ویڈیو بنالی تو اس نے کیا غلط کیا؟ مفتی صاحب کا ایسا کہنا از روئے شرع کیسا ہے؟

(۴) زید ایسے امام کے پیچھے نماز پنج وقتہ نہیں ادا کرتا مگر نمازِ جمعہ کے لیے مجبوراً اقتدا کرنی پڑتی ہے۔ ایسی صورت میں نمازِ جمعہ کے بعد زید کو نمازِ ظہر پڑھنی پڑے گی یا نہیں؟

بینوا توجروا۔

المستفتی: محمد جاوید اختر رضوی

مقام و پوسٹ: پوچرا، ضلع لاتیہار، جھارکھنڈ

۲۸ ربیع الغوث ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۳ نومبر ۲۰۲۳ء یوم وہابیت کش دوشنبہ مبارکہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب (۱): بلاضرورت شرعیہ ملجئہ ہر جاندار کی تصویر کھینچنا، کھینچوانا حرام اشد حرام ہے۔ قرآن و احادیث مبارکہ میں انھیں سخت وعید و عذاب کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا۔

یعنی اللہ و رسول کو ایذا دینے والوں پر اللہ کی لعنت ہے اور اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھا ہے ان کے لیے دنیا و آخرت میں رُسوائی کا عذاب۔ (سورۂ احزاب: ۵۷)

الزواجر عن اقتراف الکبائر میں ہے: قال عکرمة هم الذین یصنعون الصور۔ حضرت عکرمہ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ لوگ تصویر بنانے والے ہیں جو اس وعید کے مستحق ہیں۔ (ج ۲، ص ۲۵، باب الولیمة الکبیرة الثامنة والستون بعد المأتین)

بخاری و مسلم میں ہے: ان اشد النّاس عذابا عند الله المصورون۔ اسی میں ہے: ان الذین یصنعون هذه الصور یعذبون یوم القیامة یقال لهم احیوا ما خلقتم۔ (ج ۲، باب عذاب المصورین یوم القیامة) اس کے تحت علامہ نووی فرماتے ہیں: قال اصحابنا وغیرهم من العلما تصویر صورة الحیوان حرام شدید التحریم وهو من الکبائر لانه متوعد علیه بهذا الوعید الشدید المذکور فی الاحادیث و سواء صنعه بما یمتهن او بغیره فصنعته حرام بکل حال لان فیه مضاهاة لخلق الله تعالیٰ و سواء ما کان فی ثوب او بساط او درهم او دینار او فلس او اناء او حائط او غیرها واما تصویر صورة الشجر و رحال الابل وغیر ذالك مما لیس فیه

صورة حیوان فلیس بحرام هذا حکم نفس التصویر۔ (ج۲،علی ھامش مسلم، ص۱۹۹) شامی میں ہے: وظاهر کلام النووی فی شرح مسلم الاجماع علی تحریم تصویر الحیوان... فعل التصویر غیر جائز مطلقا لانه مضاهاة لخلق الله تعالیٰ۔ (ج۲،ص۴۱۶) فتاویٰ رضویہ میں ہے: ''کسی جاندار کی تصویر بنانا بغیر کسی قید اور شرط کے حرام ہے، خواہ سایہ دار ہو یا بے سایہ، خواہ ہاتھ کی بنی ہوئی ہو یا محض عکس ہو۔ لہٰذا تصویر کی تمام اقسام ممانعت میں داخل ہیں۔'' (ج۲۴،ص۵۶۲) وقار الفتاویٰ میں ہے: ''جاندار کی تصویر کھینچنا اور کھنچوانا حرام ہے۔ کوئی عالم کھینچوائے یا غیر عالم، سب کے لیے ایک ہی حکم ہے۔'' اسی میں ہے: ''فوٹوگرافی گناہِ کبیرہ ہے۔ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلسے، جلوس اور اس جیسی دیگر دینی مجالس ومحافل کی ویڈیو فلمیں بنانا بھی ناجائز ہے۔'' (ج۲، ص۵۱۷) اور تصویر کو حلال سمجھنے والا گمراہ ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں حدیث پاک کے حوالے سے ہے کہ ایک صحابی رسول نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے مدینہ کے تمام بُتوں اور قبروں کو برابر اور تصویروں کو مٹا کر حاضر خدمت اقدس ہوئے۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من عاد لصنعة شیء من هٰذا فقد کفر بما انزل علی محمد۔ اب جو یہ سب چیزیں بنائے گا، وہ کفر وانکار کرے گا، اس چیز کے ساتھ جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔'' (ج۲۴،ص۴۳۳) اسی میں ہے: ''اور بے سایہ تصویر کو جائز قرار دینا صرف بعض روافض کا مذہب ہے۔'' (ج۲۴،ص۵۶۲) فتاویٰ تاج الشریعہ میں ہے، جب حضور ازہری میاں سے سوال ہوا کہ تصویر کو حلال سمجھنا کیسا ہے؟ اور حلال سمجھنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''گمراہی ہے اور حلال سمجھنے والا گمراہ ہے۔'' (ج۱۰، ص۳۵) اور اجمل العلماء حضرت علامہ مفتی اجمل حسین علیہ الرحمہ سنبھلی جاندار کی تصویروں کی حرمت پر احادیث پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں: احادیث میں تصویر ذی روح کی ممانعت عام ہے۔ اب چاہے دستی ہو یا عکسی، کوئی اس سے مستثنیٰ نہیں اور بے استثنا دعویٰ جواز حکمِ شرع سے عدول اور دین کی مخالفت ہے اور احادیث شریفہ اور کتب فقہ سے صاف انکار

ہے اور مجوزین کی جرأت و دلیری اور بے دینی اور گمراہی کی بین دلیل ہے۔

(فتاویٰ اجملیہ، ج ۴، ص ۱۳، کتاب الحظر والاباحۃ)

مذکورہ تمام عبارتوں سے واضح ہو گیا کہ جاندار کی تصویر بنانا، بنوانا، کھینچنا، کھینچوانا مطلقاً ناجائز و حرام اور حلال سمجھنا گمرہی ہے۔ لہٰذا امام مذکور کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز و گناہ، پڑھی گئی نماز کا اعادہ لازم ہے۔ وقار الفتاویٰ میں ہے: ''بخوشی فوٹو کھینچوانے والے امام کی اقتدا مکروہِ تحریمی ہے اور اس کے پیچھے پڑھی جانے والی نماز واجب الاعادہ ہے۔''

(ج ۲، ص ۲۰۱، بزم وقار الدین، کراچی) **واللہ اعلم**۔

(۲) ہرگز جائز نہیں۔ فقہائے کرام کا اس پر اجماع ہے کہ ہر جاندار کی تصویر مطلقاً حرام ہے۔ نفس تصویر کی حرمت میں کسی کا اختلاف نہیں، البتہ عصرِ حاضر کے کچھ علما اسکرین پر آنے والی صورت کو تصویر نہیں مانتے، مگر اکثر اکابر علما کی تحقیق یہ ہے کہ اسکرین پر نظر آنے والی صورت تصویر ہی ہے۔ اس پر تصویر ہی کا حکم ہے کہ کبھی کبھی مفاسد کو دور کرنا منافع حاصل کرنے سے بہتر ہوتا ہے۔ اشباہ میں ہے: **اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام**۔ (ج ۱، ص ۳۰۱، قاعدہ ثانیہ) اس قاعدہ کے تحت حرمت کو غلبہ حاصل ہے، لہٰذا وہ تصویر بھی حرام ہے۔ **واللہ اعلم**

(۳) مفتیٔ موصوف کا ایسا کہنا شرعاً ناجائز و گناہ اور حرام کاری کا راستہ ہموار کرنا ہے اور لوگوں کو ابتلائے حرام سے حرام حلال نہیں ہو جاتا اور تصویر کو حلال سمجھنا گمراہی ہے، کیوں کہ اس میں تخلیق الٰہی سے مشابہت ہوتی ہے۔ علامہ نووی فرماتے ہیں: **ھی فیمن قصد المعنیٰ الذی فی الحدیث من مضاھاۃ خلق اللہ تعالیٰ و اعتقد ذٰلک فھذا کافر لہ من اشد العذاب ما للکفار و یزید عذاب بزیادۃ قبیح کفرہ**۔ (علی ھامش مسلم، ج ۲، ص ۲۰۲) اگرچہ اسکرین پر نظر آنے والی تصویر میں اختلاف ہے لیکن **درء المفاسد اھم من جلب المصالح** اور **واذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام** کے تحت حرمت کو ترجیح دی گئی ہے، لہٰذا مفتیٔ موصوف کو توبہ کرنی چاہیے اور

آئندہ ایسے الفاظ سے اجتناب کرنا چاہیے۔**واللہ اعلم۔**

(۴) ایسے گمراہ امام کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے کہ گناہ ہے۔ہاں! اگر اس شہر میں کوئی اور سنّی صحیح العقیدہ امام میسر نہ ہو تو بوجہِ مجبوری جمعہ و عیدین اسی امام کے پیچھے پڑھ لیے جائیں۔سرکارِ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ تصریح فرماتے ہیں: مگر جہاں جمعہ و عیدین ایک ہی جگہ ہوتے ہوں اور ان کا امام بدعتی یا فاسق معلن ہے اور دسرا امام نہ مل سکتا ہو، وہاں ان کے پیچھے جمعہ و عیدین پڑھ لیے جائیں۔(فتاویٰ رضویہ، مترجم، جلد ۶، صفحہ ۶۲۵، کتاب الامامۃ)

آج کے زمانے میں فتنہ بہت بڑھ گیا ہے لہٰذا گمراہ امام کی اقتدا سے احتراز ہی بہتر ہے۔ **واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: محمد ابوالحسن قادری غفرلہٗ

۱۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۸/ نومبر ۲۰۲۳ء

جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی، مئو (یوپی)

**الجواب صحیح، واللہ اعلم۔** فقیر ضیاء المصطفیٰ قادری غفرلہٗ

۲۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۵ھ

لقد اصاب من اجاب المجیب مُصیبٌ و مثابٌ

**ابوالجیلانی محمد حفیظ اللہ نعیمی** غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ، پچپڑوا، ضلع بلرام پور (یوپی)

۱۳/ جُمادی الآخرہ ۱۴۴۵

# مسجد میں سی سی ٹی وی کیمرہ لگانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے تعلق سے،
جناب مفتی صاحب قبلہ

بعد سلام عرض یہ ہے کہ ہماری مسجد میں سی سی ٹی وی کیمرہ لگوایا گیا ہے۔ دیگر کیمروں کے علاوہ ایک کیمرہ مسجد کے اندر جہاں پر جماعت ہوتی ہے دوسرا کیمرہ مسجد کے صحن میں یہاں بھی لوگ جماعت کے بعد نماز پڑھتے ہیں۔ایک اور کیمرہ مدرسہ میں جہاں پر محلے کے بچے بچیاں پڑھنے آتے ہیں لگایا گیا ہے آپ سے عرض یہ ہے کہ کیمرہ لگانا درست ہے؟

اور جماعت اور نماز میں کچھ کمی واقع تو نہیں ہو رہی ہے کیونکہ تصویر اور ویڈیو بنانا شرعاً حرام ہے اور حالت نماز میں مسجد کے اندر یہ فعل ہو رہا ہے تو کیا حرام نہیں ہوگا اور جن حضرات کی طرف سے یہ کیمرے لگائے ہوئے ہیں ان پر شرعاً کیا حکم ہے؟

آپ سے عرض یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عطا کریں۔

آپ کی نوازش ہوگی

المستفتی: مولانا محمد یوسف رضا امام مسجد قادر جھنڈا کامٹی۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک العزیز العلام۔صورت مسئولہ میں برصدق سائل وصحت سوال اگر سی سی ٹی وی کیمرے مسجد کے اندر اور صحن مسجد میں آویزاں کیے گئے ہیں۔

تو یہ شرعاً ناجائز وحرام اشد حرام ہیں کیوں کہ محققین فقہائے ذوالافہام کے نزدیک سی سی ٹی وی کیمرے کے توسط سے جو اشیاء قید کی جاتی ہیں وتصاویر ہی ہیں اور تصاویر کی حرمت پر احادیث کریمہ بحد تواتر منصوص ہیں کما قال الامام احمد الرضا البریلوی قدس سرہ فی الفتاوی الرضویہ المجلد التاسع ص، ۴۳

اور امام نووی علیہ رحمۃ الباری مسلم شریف ج ۱، ص ۱۹۹ پر رقم فرماتے ہیں:

"الاجماع علی تحریم تصویر الحیوان۔"

یعنی جاندار کی تصویر کے حرام ہونے پر اجماع ہے اور وہ بھی خانۂ خدا کے اندر اور صحن مسجد میں جہاں اہم العبادات نمازیں ادا کی جاتی ہیں۔

اللہ اللہ! یہ کتنا بڑا شرعی جرم ہے، کاش مسلمان غور کیے ہوتے تو ہرگز اس فعل بد کے مرتکب نہ ہوتے بلکہ شریعت مطہرہ کے خلاف جرأت و بیباکی پر شرمسار ہوتے۔

حضرت ملّا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جزءِ ثامن ص ۳۲۳ پر تحریر فرماتے ہیں: قال اصحابنا وغیرھم من العلماء تصویر صورۃ الحیوان حرام شدید التحریم و ھو من الکبائر لانہ مستوعد علیہ بھذا الوعید المذکور فی الاحادیث۔

یعنی ہمارے اصحاب اور ان کے علاوہ بیشمار علمائے کرام نے فرمایا کہ جاندار کی صورت کی تصویر حرام سخت حرام اور گناہ کبیرہ میں سے ہے اس لیے کہ احادیث کریمہ میں اس ذکر کردہ وعید کے ساتھ وعید آئی ہے لہٰذا جن لوگوں نے اس کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا ہے ان لوگوں پر واجب ہے کہ مسجد اور صحن مسجد میں بلاضرورت داعیہ وحاجت شدیدہ ہونے کی وجہ سے اور مدرسہ سے بھی سی سی ٹی وی کیمرہ کو علیحدہ کریں اور نمازیوں کی نماز کو خلل و اضطراب میں پڑنے سے بچائیں اور بصدق دل توبہ نصوحہ کر کے آئندہ ایسے افعال قبیحہ رذیلہ شنیعہ سے اجتناب لازم اشد لازم جانیں

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت کلمنا ناگپور

مورخہ ۲۰ / ذوالقعدہ ۱۴۴۰ ہجریہ نبویہ علیہا التحیۃ

# حق گوئی اور بے باکی پر لاکھوں ریاضتیں قربان

سرکار اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین وملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:
امام ابن حجر مکّی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے: ایک عالم صاحب کی وفات ہوئی، اُن کو کسی نے خواب میں دیکھا، پوچھا: آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا: جنت عطا کی گئی، نہ علم کے سبب بلکہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ساتھ اُس نسبت کے سبب جو کتّے کو راعی کے ساتھ ہوتی ہے کہ ہر وقت بھونک بھونک کر بھیڑوں کو بھیڑیئے سے ہوشیار کرتا رہتا ہے۔ مانیں یا نہ مانیں یہ اُن کا کام۔ سرکار نے فرمایا کہ بھونکے جاؤ! بس اس قدر نسبت کافی ہے۔ لاکھ ریاضتیں، لاکھ مجاہدے اس نسبت پر قربان۔ جس کو یہ نسبت حاصل ہے اُس کو کسی مجاہدے، کسی ریاضت کی ضرورت نہیں۔ (پھر فرمایا) اور اسی میں ریاضت کیا تھوڑی ہے؟ جو شخص عزلت نشین ہوگیا، نہ اس کے قلب کو کوئی تکلیف پہنچ سکتی ہے، نہ اس کی آنکھوں کو، نہ اُس کے کانوں کو۔ اس سے کہیے جس نے اوکھلی میں سر دیا ہے اور چاروں طرف سے موسل کی مار پڑ رہی ہے۔

کئی ہزار کی تعداد میں وہ لوگ ہوں گے جنھوں نے نہ مجھ کو کبھی دیکھا، نہ میں نے کبھی اُن کو دیکھا۔ اور روزانہ صبح اُٹھ کر پہلے مجھے کوستے ہوں گے، پھر کام کرتے ہوں گے اور بحمدہٖ تعالیٰ! لاکھوں کی تعداد میں وہ لوگ بھی نکلیں گے، جنھوں نے نہ مجھ کو دیکھا اور نہ میں نے اُن کو دیکھا اور روزانہ صبح اُٹھ کر نماز کے بعد میرے لیے دُعا کرتے ہوں گے۔

(پھر سرکار اعلیٰ حضرت نے فرمایا:) گالیاں جو چھاپتے ہیں اخباروں میں اور اشتہاروں میں، وہ اخبار واشتہار تو ردّی میں جل کر خاکستر ہوجاتے ہیں لیکن وہ چٹکیاں جوان کے دلوں میں لی گئی ہیں، وہ قبروں میں ساتھ جائیں گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ حشر میں رُسوا کریں گی۔ سرکار سیدنا صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے وصال کو تیرہ سو برس سے زائد ہوئے،

اس وقت تک تبرّ ے سے انھیں نجات نہیں۔ یہ کیوں؟ اس لیے کہ غاشیہ اُٹھایا حق کا اپنے کندھوں پر اور دور مٹایا اہلِ باطل کا رَحِمَ اللّٰہُ عُمَرَ تَرَکَہُ الْحَقُّ مَا لَہٗ مِنْ صَدِیْقٍ ط اللہ رحمت کرے عمر پر کہ حق گوئی نے اسے ایسا کر دیا کہ اس کا کوئی دوست نہ رہا۔

(الملفوظ شریف، حصہ سوم، ص ۳۵،۳۶، مطبوعہ رضا اکیڈمی، بمبئی)

✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲

## حضور مجاہد ملت رئیسِ اُڑیسہ کا تصلّب فی الدین

ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۹۷۹ء میں حج و زیارت کے مبارک سفر کے دوران مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی شریف میں الگ جماعت کرنے کی پاداش میں نمازِ عشاء کے وقت نمازِ وتر پڑھنے کے بعد جب نجدی وہابی سپاہیوں نے حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کو گرفتار کیا اور بہت اذیت پہنچانے کے بعد آپ کو وہاں کی جیل میں پہنچایا اور وہاں بیٹھایا تو اُسی وقت ایک نجدی سپاہی آپ کے لیے چائے لے کر آیا۔ آپ علیہ الرحمہ نے اُس سپاہی سے عربی زبان میں فرمایا: میں چائے پیوں گا بھی نہیں اور انکار بھی نہیں کروں گا۔ اس پر سپاہی اور قریب میں بیٹھے ہوئے دوسرے سپاہیوں نے عرض کیا کہ آپ کی باتیں سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں کہ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟ اس کی صاف صاف وضاحت فرمائیں۔

اس پر حضرت نے بلاخوف وخطر ارشاد فرمایا کہ پیوں گا نہیں، اس لیے کہ یہ چائے گستاخِ رسول نجدی سپاہی کے ہاتھ سے میرے پاس آئی ہے۔ اور انکار اس لیے نہیں کروں گا کہ یہ چائے مدینہ شریف کے پانی سے بنی ہوئی ہے۔

# نعت شریف

## از۔امام المناظرین حضور شیرِ بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خاں صاحب

علیہ الرحمۃ والرضوان

امام المناظرین مظہر اعلیٰ حضرت حضور شیر بیشۂ اہل سُنت حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ محمد حشمت علی خاں قادری رضوی لکھنوی ثم پیلی بھیتی قدس سرہ شاعری بھی فرماتے تھے مگر بہت کم۔رنگون کے دوسرے سَفر کے دوران ایک دن جناب شمس الحق صاحب قادری رضوی حشمتی آئے اور عرض کی کہ حضرت کل ایک نعتیہ مشاعرہ ہے آپ نے عذر فرمایا تو انہوں نے عرض کی حضور اس نعتیہ طرحی مشاعرہ کے لیے نعت شریف ہی لکھ دیں۔مصرع طرح ہے

ع "دیکھے تیرا جلوہ تو تڑپ جائے نظر بھی"

حضرت نے وعدہ فرمالیا اور دوسرے روز صبح مندرجہ ذیل نعت شریف ان کو لکھ کر عنایت فرمائی۔

اللہ بھی طالب ہے ترا جن و بشر بھی
ہے عرش ترا خلد بھی اللہ کا گھر بھی

جس وقت گواہی کی ہوئی ان کو ضرورت
بت بول اٹھے پڑھنے لگے کلمہ شجر بھی

چہرہ ہے ترا آئینۂ حُسن الٰہی
دیکھے ترا جلوہ تو تڑپ جائے نظر بھی

جس وقت ہوئی بزم جہاں میں تری آمد
سجدے کو ترے جھک گیا اللہ کا گھر بھی

کیا وصف ترے چہرۂ انور کا ادا ہو
تلوے ہیں تیرے غیرتِ خُور رشکِ قمر بھی

حق نے تمہیں قادر کیا اور غیب کا عالم
بندوں کی مدد کرتے ہو رکھتے ہو خبر بھی

ہے تیرا تصور تو مسلمانوں کا ایماں
اور قلب میں نجدی کے بسا گاؤ بھی خر بھی

بجتے ہیں ترے ڈنکے فلک عرشِ بریں پر
معمور ترے ذکر سے ہے بحر بھی بر بھی

سرداروں کے سَر خم ہیں درِ پاک پہ تیرے
ساجد تری سرکار میں ہے دل بھی جگر بھی

ذرّہ ترے کوچے کا اگر جلوہ نما ہو
ٹل جائے گا سورج بھی مقابل سے قمر بھی

مملوک خدا کا ہے خدائی کا ہے مالک
قبضہ میں ترے ارض وسما خشک بھی تر بھی

بھر دے مری جھولی کو نواسوں کا تصدّق
سگ ہوں ترا محتاج ترا دست نگر بھی

سگ ہوں میں عُبیدِؔ رضوی غوث ورضا کا
آگے سے مرے بھاگتے ہیں شیر ببر بھی

OOOO

# منقبت غوثیہ برائے استغاثہ
# در بارگاہِ سیدنا سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

## از: حضرت علامہ حکیم ابوالبرکات مفتی محمد نعیم الدین صاحب قبلہ صدیقی قادری برکاتی رضوی قدس سرہٗ

سابق شیخ الحدیث دار العلوم فیض الرسول، براؤں شریف، ضلع بستی

شور طوفاں ہے شہ بغداد آجانا ذرا
ساحل پُر کیف پر کشتی لگا جانا ذرا

چشم پُرنم ہوں ترستی ہیں یہ آنکھیں دید کو
میرے آقا صورتِ زیبا دِکھا جانا ذرا

غوثِ اعظم شاہِ دیں ہیں عرض اے ماہِ مبیں
نزع کا جب وقت ہو تشریف لے آنا ذرا

صاحبِ لطف و کرم ہو دافع رنج و بلا
مجھ ضعیف ناتواں پہ لطف فرمانا ذرا

موجِ طوفاں نے میری کشتی بھنور میں کر دیا
ناخدائی کے لیے یا غوث آجانا ذرا

ہو رسولِ ہاشمی نورِ خدا کے نور عین
نورِ حق سے ظلمت باطل مٹا جانا ذرا

ہو جناب مرتضیٰ مولیٰ علی کے دل کے چین
چین و راحت کا مرے سامان فرمانا ذرا

ہو عَزُوْمٌ قَاتِلٌ اور ہر طرف اعدا کا شور
ذُوالفقار حیدری کی شان دکھلانا ذرا

غوثِ اعظم کا تمہیں حق نے دیا اعلیٰ خطاب
المدد یا شاہِ دیں امداد فرمانا ذرا

روزِ محشر جب صدائے اَلْعَطَش کا شور ہو
جامِ کوثر سے مجھے سیراب فرمانا ذرا

جب نعیمؔ قادری کو دفن کردیں اقربا
میری تربت میں میرے سرکار آجانا ذرا

عرض کرتا ہے نعیم قادری باصد ادب
روزِ محشر مجھ کو حق سے بخشوا جانا ذرا

# منقبت در شانِ سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز

از: حاجی قاسم بن یوسف کھتری، پوربندر، گجرات

اہلِ سُنن کی شان ہے احمد رضا کی ذات
ہم سنیوں کی جان ہے احمد رضا کی ذات

قدموں نے جس کے، ہند کو گلزار کر دیا
وہ نوری گلستاں ہے احمد رضا کی ذات

شیطاں سے سنّیت کا گلستاں بچا لیا
واللہ کامران ہے احمد رضا کی ذات

بجلی سی گر پڑی ہے وہابی خبیث پر
شمشیر بے نیام ہے احمد رضا کی ذات

جس کے کلام سُن کے زمانہ یہ کہہ اُٹھا
اس دور کا حسّان ہے احمد رضا کی ذات

قرآں، حدیث و فقہ کے ماہر کہیں یہی
اس دور کا نعمان ہے احمد رضا کی ذات

کتنی عظیم ذات ہے، کتنی بڑی ہے شان
برکاتیہ فیضان ہے احمد رضا کی ذات

خلد بریں میں قاسم خستہ کو لے گئی
اپنوں پہ مہرباں ہے احمد رضا کی ذات

OOOO

باسمہ تعالیٰ و تقدس

# کتاب ''ردِّ صلح کلّیہ'' خنجرِ خوں خوار برق بار

آج ہندوستان ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں صلح کلیت کا خطرناک اور مہلک فتنہ بہت تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ یہ ناپاک ونجس فتنہ مسلمانوں کے دین وایمان پر حملہ آور ہے۔ اسی لیے ہمارے اکابرین وپیشوایانِ دین صلح کلیوں کے اس فتنے کی سرکوبی کرتے رہے۔ یہ صلح کلی دین کے غدّار اور دین کے دشمنوں کے وفادار ہیں۔۔۔۔۔حق کے باغی اور باطل کے طرف دار ہیں۔۔۔۔اسی لیے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے فرمایا۔

سنّی مسلم ہے سچا نبی کے لیے
صلح کلی نبی کا نہیں سنیو!

زیرِ نظر کتاب ''ردِ صُلح کلّیہ'' غیظ المنافقین، امام المناظرین، سلطان الاشجعین، شیر بیشۂ اہل سنت، مظہرِ اعلیٰ حضرت، شیخِ ملّت، حضرت علامہ ومولانا، مفتی، شاہ، حافظ وقاری ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خاں صاحب لکھنوی ثم پیلی بھیتی علیہ الرحمۃ والرضوان کے باطل سوز، ایمان افروز ''فتاویٰ حشمتیہ'' سے ماخوذ ہے۔

حضور شیر بیشۂ اہل سنت کی شخصیت عالم سنیت میں محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں سیکڑوں مناظرے کیے۔ شانِ مناظرہ کا یہ عالم تھا کہ عیسائیوں کے چھکّے چھڑا دیئے۔ آریوں، ناریوں کے قلعے ڈھا دیئے۔ رافضیوں کو سامنے آنے کی ہمّت نہ ہوئی۔ قادیانیوں کے جبڑے چیر دیئے۔ غیر مقلّدوں کے پرخچے اڑا دیئے۔ وہابیوں، دیوبندیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور جملہ فرقہائے باطلہ کے جنازے نکال دیئے۔ جہاں پہونچے دین حق اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پرچم بلند کیا۔ ہر جگہ فتح ونصرت نے آپ کے قدم چومے اور کامیابیوں کا سہرا آپ ہی کے سر رہا۔

چنانچہ ایک مقام پر آپ نے فرمایا:

''میدانِ تبلیغ میں ایک آریہ نے مجھ سے اعتراض کیا تھا کہ ساری سرِشٹی پرمیشور کی

طرف سے ہندو پیدا ہوتی ہے تم اسے مسلمان کر لیتے ہو۔ میں نے کہا یہ کیسے؟
کہنے لگا سب کی کھال لگی رہتی ہے تم اس کی مسلمانی (یعنی ختنہ) کر لیتے ہو۔۔۔۔۔
میں نے کہا: واہ واہ پنڈت جی! آپ نے بڑی کرپا کی، اپنے دھرم کی حقیقت میرے سامنے بیان کر دی۔ آپ نے جتا دیا کہ ہندو دھرم ایسا پوتر ہے کہ اس کی علامت لگانے کے لیے پرمیشور کو کوئی جگہ ہی مناسب نہ معلوم ہوئی سِوا پیشاب کے مقام کے۔ پنڈت جی اس پر بہت بگڑے اور کہنے لگے: پرمیشور نے جس چیز کو جیسا پیدا کیا اس کو ویسا ہی رکھنا چاہیے۔ میں نے کہا آپ جب پیدا ہوئے تھے آپ کے نال بھی تو لگا تھا کیوں کاٹ کر پھینک دیا؟ لگا رہنے دیتے، پیچھے کی بجائے آگے دُم رہتی، وہ بھی تو پرمیشور ہی کا پیدا کیا ہوا تھا۔ کہنے لگے وہ تو کاٹنے ہی کی چیز تھی۔ میں نے کہا وہ کھال بھی کاٹنے ہی کی چیز تھی۔

جناب! آدمی جب پیشاب کرتا ہے تو کچھ قطرے اس کھال میں رہ جاتے ہیں، جب چلتا ہے اور حرکت ہوتی ہے تو نکل کر اس کی دھوتی اور پائجامہ کو ناپاک کر دیتے ہیں۔ اسلام چونکہ پاک ہے اور پاک خدا تک پہنچا دیتا ہے۔ اس لیے اس نے بتایا کہ اس کھال کو کاٹ دو کہ تمہارے پیشاب کا راستہ صاف ہو جائے اور تمہارے کپڑے پاک رہیں۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کر لیں۔ پنڈت جی خاموش ہو گئے۔ (خاموش رہنے کے علاوہ ان کے پاس کوئی جواب بھی تو نہیں تھا)

یہ ہے اسلام کی حقانیت کہ وہ اس طرح اپنے حلقہ بگوشوں کو پاکی کی تعلیم دیتا ہے اور ان کو پاک بنا کر پاک طریقہ پر چلا کر پاک خدا کی پاک بارگاہ تک پہنچا دیتا ہے۔ (بحوالہ تقریر منیر قلب، ص ۱۲ تا ۱۳)

خداوند قدوس خیر و رحمت فرمائے ہمارے رہبر و رہنما، مرشد برحق، ناشر مسلکِ اعلیٰ حضرت حضور صوفی عبد الصمد صاحب قبلہ قادری رضوی پر کہ انہوں نے اپنے لائق و فائق اُستاذ و مربی حضور بدرِ ملّت علیہ الرحمہ کے افکار و نظریات اور ان کی تعلیمات کو ماضی قریب میں بفضلہٖ تعالیٰ و بعون سرکار مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء عام سے عام تر کرنے کی سعیٔ جمیل

فرمائی اور مزید ان کے مشن کو آگے بڑھاتے ہوئے اس دورِ کفر والحاد میں تقریباً ۸۴ / ۸۵ سال پیشتر کا ’’ردّ صلح کلیہ‘‘ میں حضور شیر بیشۂ اہل سنت کے معرکتہ الآراء فتویٰ کو نئی کمپوز و تصحیح کے ساتھ منظر عام پر لایا۔ جہاں سنّی مسلمان مذکورہ کتاب سے شاد اور مستفید ہوں گے، وہیں جماعتِ صلح کلیہ پر بجلی سی گر پڑے گی کیونکہ یہ کتاب دشمنانِ دین و صلح کلیوں کے حق میں خنجر خوں خوار برق بار سے کم نہیں۔

حضور خلیفۂ بدر ملت نے ضمیمہ کے تحت حالیہ دین وایمان کے خطرناک ومہلک فتنوں میں سے کچھ کا تذکرہ فرما کر ان خطرناک فتنوں سے مسلمانوں کو بچنے بچانے کی تلقین وتاکید کی نیز دورِ حاضر میں قوم مسلم کو تصویر کشی اور ویڈیوگرافی کے عالمگیر فتنے کے رد میں حضور محدث کبیر کا مصدقہ تازہ ترین فتویٰ شرعی شاملِ کتاب کر کے تصویر کشی و ویڈیوگرافی جیسے گناہِ کبیرہ سے بچنے بچانے اور دین و مذہب کو کھیل تماشہ بنانے سے گریز کرنے اور ان حرام و بدکام سے دور رہنے کی تعلیم وتلقین کا سامان مہیّا کیا اور ان بدعملی و بدکام کے وبال سے آگاہ کر کے آخرت کے سخت عذاب سے بچنے کی دعوت دی۔

حضور خلیفۂ بدرِ ملّت وتاج الشریعہ کی اس عظیم کاوش پر ہم دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت آپ کے علم اور عمر میں بے شمار برکتیں عطا فرمائے اور آپ کی جملہ کاوشوں کو قبول اور دارین کی نعمتوں سے بہرہ ور فرمائے اور ہمیں صلح کلیت کی نجاست وغلاظت سے بچاتے ہوئے ردّ وہابیہ، ردّ دیوبندیہ اور ردّ صلح کلیہ کی توفیق مرحمت فرمائے اور ہمیں حق بولنے، حق لکھنے، حق قبول کرنے اور حق پر عمل کرنے کی توفیقِ رفیق بخشے اور نفس وشیطان کے باریک داؤ پیچ سے محفوظ و مامون رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور ایمان پر خاتمہ نصیب کرے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ افضل الصلوۃ والتسلیم۔

حمد ہے اس ذات کو جس نے مسلماں کر دیا
عشقِ سلطانِ جہاں سینے میں پنہاں کر دیا

اے شہِ لولاک! تیری آفرینش کے لیے
حق نے لفظِ کُن سے پیدا ساز و ساماں کر دیا

کیا کشش تھی سرورِ عالم کے حسنِ پاک میں
سیکڑوں کفار کو دم میں مسلماں کر دیا

یا رسول اللہ! اغثنی وقت ہے امداد کا
نفسِ کافر نے مجھے بے حد پریشاں کر دیا

تیری نصرت ایسے نازک وقت میں حامی رہے
نجدیوں نے یا نبی! لاکھوں کو شیطاں کر دیا

ہے جمیلِ قادری یہ فضلِ اللہ و رسول
تیرا مرشد حضرتِ احمد رضا خاں کر دیا

پیش کردہ: **محمد عرفان رضا قادری چھپروی**
۶/ جمادی الآخرہ ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۰/ دسمبر ۲۰۲۳ء شب چہار شنبہ

## شیخ محدث کبیر دام ظلہ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ حضور حافظ ملت (قدس سرہ) ایک دعوت میں مدعو تھے کھانا تناول فرما رہے تھے کہ کچھ دوری پر دیکھا کہ ایک دیوبندی بھی کھانا کھا رہا ہے آپ فوراً دسترخوان سے اٹھ کر جانے لگے میزبان بہت پریشان ہوا کہ کیا خطا ہو گئی کہ حضور بیچ دعوت میں چھوڑ کر جانے لگے، پوچھا تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ

جب دیوبندی کو بلانا تھا، تو عبدالعزیز کو بلانے کی کیا ضرورت تھی؟

سن لو! عبدالعزیز اس دعوت میں کھانا نہیں کھا سکتا جس میں دیوبندی بھی مدعو ہو۔

یہ شان تھی حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی۔

اللہ تعالیٰ حافظ ملت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

## گستاخو! توبہ کرلو ابھی وقت ہے

ارے بدبختو! وہابیو! دیوبندیو!

اولیائے کرام کے دامن سے اگر کتّا بھی وابستہ ہو جائے اور ان کی تعظیم و محبت کو دل میں بسالے تو اللہ اس کتے کی ادا کو قرآن میں ذکر فرما دیتا ہے۔

وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ (سورۂ کہف، آیت نمبر ۱۸)

اور ان کا کتا غار کی چوکھٹ پر اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے۔

اب بھی وقت ہے، جیتے جی وہابیت سے توبہ کرلو اور کلمہ پڑھ کر سنّی صحیح العقیدہ مسلمان بن جاؤ۔۔۔۔۔۔

ارے اندھو! کچھ تو عقل سے کام لو، مسلکِ اعلیٰ حضرت کی طرف سچے دل سے پلٹ آؤ! ورنہ مرنے کے بعد یہ قیمتی وقت کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔

آج لے ان کی پناہ، آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا۔۔۔۔

پیش کردہ: محمد عرفان رضا قادری چھپروی

# فقیر قادری کی اشاعتی سرگرمیاں

بفضلہٖ تعالیٰ وبعون سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ۲۴، ۲۵ سال کے عرصے میں اس گدائے رضوی کے جدوجہد سے مندرجہ ذیل کتب طبع ہوکر ملک وبیرونِ ملک تک پہنچ چکی ہیں۔اور بحمدہٖ تبارک وتعالیٰ ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے:

(۱) ازالۃ العار (۲) حقیقتِ نکاح (۳) مضامین بدرِملت (۴) مکتوباتِ بدرِملت (۵) رسائل بدرِ ملت (۶) نورانی گلدستہ (۷) اظہارِ حق مع تحقیقی جواب (۸) تذکرۂ سرکار غوث وخواجہ (۹) ضمیمہ فتاویٰ مصطفویہ (۱۰) معارفِ بدرالعلماء (۱۱) وہابیت اپنے مکروفریب کے آئینے میں (۱۲) نوری یسر القرآن (۱۳) تعمیر ادب مکمل سیٹ مع تصحیح واضافہ (۱۴) تعمیر قواعد حصہ اوّل، دوم (۱۵) مناظرۂ بریلی (۱۶) لاؤڈ اسپیکر مع تحقیقاتِ اکابر اہلسنّت (۱۷) تین اعتقادی رشتے (۱۸) ہدایۃ البرایہ (۱۹) حدائق بخشش (۲۰) ذوقِ نعت (۲۱) سامانِ بخشش (۲۲) نورِ ہدایت (۲۳) احکام شرعیہ برعقائد وہابیہ (۲۴) تقریر منیر (۲۵) مختصر تذکرہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (۲۶) اذان کی شرعی حیثیت (۲۷) تلمیحاتِ رضا (۲۸) شیر سنّت کا پیغام سنّی مسلمانوں کے نام (۲۹) تحقیقی محاسبہ (۳۰) مسئلہ مرغوب (۳۱) فیضانِ دُعا (۳۲) تجانب اہلسنّت (۳۳) طاہر القادری کی حقیقت کیا ہے؟ (۳۴) امتیازِ اہلسنّت (۳۵) ہندوستان کا قدیم مروّجہ پردہ (۳۶) فتاویٰ بدرالعلماء (۳۷) اربعین شدّت (۳۸) لہو بولتا ہے (۳۹) الصّوارم الہندیہ مع جدید تصدیقات (۴۰) بدمذہبوں سے میل جول (۴۱) قبالۂ بخشش (۴۲) **اقوام البیان باَنَّ الْحبیب لَا یخْلُو منه زمان و لا مکان** (۴۳) مدارِنجات (۴۴) پیکرِ رُشدو ہدایت حضور بدرِملت (۴۵) آئینۂ صلح کلیت (۴۶) فتاویٰ الحرمین (۴۷) عطیہ ربانی درمقالہ نورانی (۴۸) موجودہ حالات میں مسلمان کیا کریں؟ (۴۹) تذکرۂ حضور بدرملت مع حرمین شریفین (۵۰) فضیلت علم دین اور قرآن صحیح پڑھنے کا طریقہ (۵۱) تحریک دعوت اسلامی: مفید یا غیر مفید۔ (۵۲) بزرگوں کے فرمودات ونگارشات (۵۳) ردِّ صلح کلیہ ماخوذ از فتاویٰ حشمتیہ۔

ان کتب دینیہ کے علاوہ دورِ حاضر کے فرقہائے باطلہ وہابیہ، دیوبندیہ، تبلیغیہ، مودودیہ، اور ندویہ، رافضیہ، خارجیہ وغیرہم کے رَد میں ہزار ہا پوسٹر پمفلٹ وغیرہ چھپوا کر دور دراز مقامات تک پہنچائے گئے۔ پروردگار عالم ان تمام دینی خدمات کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل قبول فرمائے اور تاحین حیات اپنی اور اپنے محبوب کی رضا اور خوشنودی کے کاموں میں منہمک ومشغول رکھ کر خاتمہ بالخیر فرمائے، قبرو برزخ کی منزل آسان فرمائے اور میدانِ محشر میں سرکار کی شفاعت نصیب کرے۔ آمین ثم آمین

**فقیر عبدالصمد قادری اورنگ آبادی**
نگران اعلیٰ مدرسہ اہلسنت گلشن بدررضا۔ ہیشام پور۔ موبائل فون: 9764135477

# پیغام حضور شیر بیشۂ اہلِ سنت

ہر بیان میں حضور اعلیٰ حضرت کے فضائل ومناقب بیان کرنا اور حضور امام اہل سنت کی عظمت ورفعت سنیوں کو بتانا، قلوب اہلِ سنت میں حضور اعلیٰ حضرت کی محبت جمانا آپ کی عادت ہی نہیں بلکہ طبیعت ثانیہ تھی۔ کیونکہ یہ محبت ذریعہ اور زینہ ہے محبت محبوب رب العلمین کا۔ بعض بیانات میں دو دو ڈھائی گھنٹے حضور اعلیٰ حضرت کے فضائل ومناقب اور آپ کی کسی ایک نعت پاک کے ایک ہی شعر کی تشریح میں گزر جاتے اور حاضرین پر کیف ومستی کا عالم طاری ہوتا۔ سنی بھائیوں سے محبت فرماتے اگر چہ وہ پھٹے پرانے لباس میں ہوتے مگر جب ان کا سنی ہونا معلوم ہو جاتا تو ان پر بہت مہربانی فرماتے اور ان کو سینے سے لگاتے۔ اور اگر وہ ضرورت مند ہوتے تو ان کی مالی خدمت بھی فرماتے تھے۔ (اور دشمنان خدا ورسول پر شدت وغلظت.... فرماتے تھے اور ان سے دور ونفور رہنے کی تلقین وتاکید بھی کرتے تھے)

آپ کا مقصد ہمیشہ یہ رہا کہ عوام وخواص اہل سنت سب اس دین پر ثابت ومستقیم ہو جائیں جو حضور اعلیٰ حضرت کے مبارک کتابوں سے ظاہر ہے اور اس ظاہر کے خلاف کوئی تاویل وتوجیہ نہیں سنتے۔ آپ نے پالیسی اور تملق وچاپلوسی سے ہمیشہ اجتناب فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ دین ومذہب کے سامنے پالیسی ٹھکرانے کی چیز ہے۔ یہی آپ نے تعلیم دی اور سکھایا۔

آپ کی تین نصیحتیں بہت تاکیدی تھیں:

(۱) اسلام وسنیت پر تصلب وپختگی اور مضبوطی سے قائم رہنا

(۲) دشمنانِ خدا ورسول جیسے وہابی، دیوبندی، رافضی، مودودی، وغیرہم سے قطعاً دور رہنا

(۳) اپنی کسی غلط بات کو صحیح ثابت کرنے اور اس کی غلط تاویل کرنے کی ہرگز کوشش نہ کرنا۔ غلطی کو غلطی ماننا اس سے رجوع کرنا حق پسندی ہے اور غلطی کو صحیح بنانے کی کوشش کرنا ہٹ دھرمی اور گمراہی کی جڑ ہے۔ (سوانح شیر بیشۂ اہل سنت، ملخصاص ۱۹۵)

مولیٰ تبارک وتعالیٰ ہم اہلِ سنن کو آپ کے مبارک پیغامات کو عام سے عام تر کرنے اور عملی جامہ پہنانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین


فقیر عبد الصمد قادری اورنگ آبادی عفی عنہ

نگران اعلیٰ مدرسہ اہلسنت گلشن بدر رضا، بیشام پور، پوسٹ بنکھسری، ضلع بلرام پور (یوپی)

۴، جمادی الاولی ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۹ نومبر ۲۰۲۳ء

موبائل فون: 9764135477